UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224895

UNIVERSAL
LIBRARY

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

الحمد للہ کہ تیسرا دیوان فصاحت عنوان مقبول سخنوران اہل کمال موسوم بہ

دفتر خیال

۱۳۲۵ھ

نتیجۂ طبع سلیم ناظم نازک خیال جناب منشی محمد عبد الصمد صاحب تسلیم ادامہ اللہ الکریم

مطبع سعیدی ریاست رامپور میں طبع ہو کر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کسی قابل اگر میرا دل پر آرزو ہوتا
کبھی تو جلوہ فرما اسمین ای اللہ تو ہوتا

اشارون مین اگر بے پردہ ساز آرزو ہوتا
مری تیرے بیان راز دل کی گفتگو ہوتا

دکھاتی الفت باہم اگر تیزنگ یکرنگی
تمنا مین تیری ہوتا تو میری آرزو ہوتا

مزہ جب تھا بیان درد ناکامی کا ای پیار
تو میرے سامنے ہوتا مین تیری روبرو ہوتا

جو ہوتا وصل قسمت مین وہ بحر حسن کیون چھپتا
مین کیون مانند ساحل دہر مین لب آبجو ہوتا

پس پردہ سواے نور مجسم لن ترانی کیا
مزہ جب تھا کہ اگر جلوہ فرما روبرو ہوتا

لگا لیتی گلے مجکو اگر تیغ نظر بڑھ کر
شہیدان ادا مین تیرے مین بھی سرخرو ہوتا

تمنا دید کی کچھہ تو نکلتی دل سواے قاتل
تو میرے روبرو ہوتا نہ خنجر گلو ہوتا

ترس کھا کر اگر ملتے وہ مجھہ ناکام و بیکس سے
پس مردن بھی کیون مین خاک راہ جستجو ہوتا

تری الفت کی رسوائی جو کرتی پاک جیتی جی
گزرنا آبرو سے مجکو مانند وضو ہوتا

پلا دیتا اگر یک جرعہ صہبای محبت کا
ترے صدقے مین مین بھی مست بی جام و سبو ہوتا

کئے پیدا تعلق کیسے کیسے عشق نے ورنہ
نہ مین ہوتا نہ دل ہوتا نہ میری دل مین تو ہوتا

یہ کیا کم تھا جو کرتا مین شکایت نامرادی کی
مرا بھی نام تیرے عاشقون مین جا بسو ہوتا

اگر محروم رحمت جانتا رندونکو اے واعظ
خدای پاک سے ارشاد کیون لا تقنطوا ہوتا

تمنا تھی یہی تسلیم خستہ کی کہ زخم دل
ترے تا نگاہ رحم فرما سے رفو ہوتا

عرش و کرسی جب عدم تھی جلوہ گستر کون تھا
سامنے خالق کے جز نور پیمبر کون تھا

کیون نہ کرتی اقتدا سب انبیا معراج مین
لایق و فایق بھلا حضرت سے بڑھکر کون تھا

شان محبوبی جو دیکھی بولی قدسی عرش پر
اس دا سے جو گیا ہے پیش داور کون تھا

تو ہی کہدے اے شب اسری ہزارون ناز سے
دوش پر ڈالے ہوے زلف معنبر کون تھا

تابش خورشید محشر رہ گئے منہ دیکھ کر
نام لون کیونکر ادب سے سایہ گستر کون تھا

سب بجا تھا مجھ سیہ رو کو جو فرماتی حضور
کہنے والا دوزخی شیخ معمر کون تھا

صاف کہدونگا کہ محبوب خدا کا ہون غلام
قبر مین پوچھینگے جب تیرا پیمبر کون تھا

کیون خبر لیتے نہ اگر جز شفیع المذنبین
بیکسی میرا دم آشوب محشر کون تھا

یار ہی نے ساتھ حضرت کا دیا مشکل کے وقت
غار مین ہمراہ جز صدیق اکبر کون تھا

رحمۃ اللعالمین کیون کر نہ فرماتا خدا
حشر مین ہم عاصیونکا یار و یاور کون تھا

جب صلہ مین نعت کے تسلیم جنت کو گیا
اہل محشر بولے حضرت یہ سخنور کون تھا

کہون کیونکر کوئی بھی تم سے بہتر ہو نہین سکتا
مگر ہان شافع محشر کا ہمسر ہو نہین سکتا

خدا نے ختم کردی ہے نبوت ذات اقدس پر
ابد تک اب زمانے مین پیمبر ہو نہین سکتا

زیادہ سرور عالم سے کوئی دین و دنیا مین
غریب و بیکس و مضطر کا یاور ہو نہین سکتا

یہی کہتے گئے سب انبیا اپنے زمانے مین
محمد سے کوئی ذی رتبہ بڑھکر ہو نہین سکتا

بتون نے جو گواہی دی یہ تہین اعجاز کی باتین — وگرنہ اس طرح گویا ہون پتھر ہو نہین سکتا

جو لب تشنہ نہین ہی سوزش عشق محمد سے — میسر اوسکو جام آب کوثر ہو نہین سکتا

جہان مین مشک چین مشک ختن کوئی ہو خوشبو مین — سر مو ہمسر زلف معنبر ہو نہین سکتا

دم کن کھینچکر نقشہ رخ محبوب یزدان کا — پکارا کلک قدرت اس سی بہتر ہو نہین سکتا

کہون کیا رتبہ اونکا جو بڑی ہین کوئی حضرت مین — کبھی خورشید ذرے کی برابر ہو نہین سکتا

صحابہ سب ہین عالیجاہ و ذی شوکت مگر کوئی — ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر ہو نہین سکتا

طفیل نعت احمد وہ شرف تسلیم حاصل ہی
کہ ہمپایہ مرا کوئی سخنور ہو نہین سکتا

خدا مجکو اگر خاک در خیر البشر کرتا — بسر اوقات اپنی چین سی کیا عمر بھر کرتا

قیامت بھی اگر آتی نہ جاتا اوٹھکو جنت کو — وہین مانند سرمہ دیدۂ قدسی مین گھر کرتا

کبھی سنتا پر جبریل کی آواز کانون سی — کبھی انوار قدرت اپنی آنکھون سی نظر کرتا

کبھی مین زیر دیوار حرم بیٹھا ہوا تنہا — نظارہ رحمت حق کا ادہر کرتا اودہر کرتا

کبھی دوش صبا پر سیر کرتا کوہ یثرب کی — طواف روضۂ اقدس کبھی دو دوپہر کرتا

کبھی موج نسیم صبح کو جوش تمنا مین — لگا کر سینہ سی تازہ گل داغ جگر کرتا

شرف افزا جو ہوتے حشر کی میدان مین حضرت — لپٹ کر دامن قدس سی مین عزم سفر کرتا

تصدق مین شفیع عاصیان کی چشم بینا سے — تماشا عالم محشر کا بیخوف و خطر کرتا

دم عرض شفاعت ہان نہین مین سنکی دونو مجھے — نیاز و ناز باہم پر فدا جان و جگر کرتا

رتبہ دیکھکر اوسدم کمال جوش الفت مین — زبان اپنی درود احمد بدوی سے تر کرتا

اشارہ پا کے حضرت کا مین ای تسلیم بی ترس
مصیبت گاہ محشر سے سوے جنت سفر کرتا

جز خدا کیا جانے کوئی قدر و جاہ مصطفی — عرش ہی اک سائبان بارگاہ مصطفی

آتش دوزخ بنے ہمرنگ گلہاے بہشت
مجرمون کو ہو اگر حامی پناہ مصطفے

کعبہ کیا کونین سے افضل ہے زیر آسمان
جائے آرام و زمین خوابگاہ مصطفے

دیدۂ فتح و ظفر کے واسطے روز وغا
تو تیا سے کم نہین گرد سپاہ مصطفے

دین جگہ تپلے کی صورت دیدہ و دلمین ملک
مہر کی پڑ جاے جسپر اک نگاہ مصطفے

سر جھکا لیتے ہین قدسی ہو گئے حیران چرخ پر
عرش فرسا دیکھتے ہین جب کلاہ مصطفے

گو لقب تھا آپکا امی مگر کونین سے
تھے سوا بے شبہ علمی دستگاہ مصطفے

چھوڑ شرک و کفر و بدعت کر شریعت اختیار
سیدھی جنت کو گئی ہے شاہراہ مصطفے

قرب حق مین کچھ نہ دیکھا جز جمال ایزدی
سرمہ مازاغ رکھتی تھی نگاہ مصطفے

آیت رحمت تھے ذات پاک حضرت بہر خلق
لطف و احسان خدا پشت پناہ مصطفے

یہ تمنا ہے اگر پاؤن تو مین سرمے کی طرح
اپنی آنکھون سے لگاؤن خاک راہ مصطفے

مجکو اے تسلیم کیا غم ہو جہنم کا کہ مین
جان نثار مرتضے ہون خاک راہ مصطفے

آج دم بھر مین اجل کا سامنا ہونے کو تھا
خیر گذری آگئے تم کیا سے کیا ہونے کو تھا

ایک بات ایسی کہی وہ ہمدم وقت نفس پڑا
ورنہ سنکر صدمہ فرقت جدا ہونے کو تھا

کچھ سمجھکر رک گیا وہ عاشقونکے قتل سے
آج کوچہ اوسکا دشت کربلا ہونے کو تھا

ہاے وہ کب چلدئے مرگ عدو کے سوگ مین
میرا اونکا دو بدو جب فیصلا ہونے کو تھا

ساقی مہوش کے صدقے زند مشرب ہوگیا
کر چکا تھا مے سے توبہ پارسا ہونے کو تھا

دل بتون کا ہو چکا تھا خیر کی اللہ نے
مدتون کا آشنا نا آشنا ہونے کو تھا

سن کے آمد یار کی کچھ جان تن مین آگئے
بیٹھے بیٹھے ضعف سے مین نقش پا ہونے کو تھا

وائے قسمت کب گرا مین اوسکے کوچے کے قریب
سایۂ دیوار جب ظل ہما ہونے کو تھا

یہ جنون دیکھو کہ ان سیمین تنون کے عشق مین
رفتہ رفتہ مجکو شوق کیمیا ہونے کو تھا

نا امیدی حد سے گذری تھی وہ آئے شکر ہے
آجکل مین دل میرا بے آسرا ہونے کو تھا

سنکے ہرجائی فریبی ہو نا بی ہٹ گیا
میری اوسکی عاشقی کا واسطا ہونے کو تھا

آنے والا تھا وہ شاہ حسن لیکن رک گیا
خانہ ویران مرا دولت سرا ہونے کو تھا

ہو چکا تھا ناوک غم سے مشبک سینہ آج
دم نکلنے کی لیے رستا نیا ہونے کو تھا

پھر خیال زلف مین رہنے لگا تھا دل مرا
پھر یہ دیوانہ گرفتار بلا ہونے کو تھا

ضعف کے باعث نہ دل سے نالہ لب تک آسکا
ورنہ اپنا راز الفت برملا ہونے کو تھا

وائے قسمت کب حیا آکر اونھین سمجھا گئی
جب مرا اونکا برابر سامنا ہونے کو تھا

بام پر اکثر نکل آیا کیا دو چار دن
صورت آئینہ وہ بھی خودنما ہونے کو تھا

مر چکا تھا بچ گیا مین نالہ و فریاد سے
آج بالین پر مرے محشر بپا ہونے کو تھا

مر گئے تسلیم بھی پہلے پھر فرقت کی شب
صبح صادق تھی اذان کا غلغلا ہونیکو تھا

پرسش اعمال بد محشر مین فرمائینگے کیا
فرق الہی شان غفاری مین وہ لائینگے کیا

غم نہین ہفت آسمان دشمن اگر ہین بے سبب
کیا مین رکھتا ہون ملا کر خاک مین پائینگے کیا

آلئی بخشش جو باہم پھر کہان امید وصال
آپ سے جائینگے کیا وہ ہمکو بلوائینگے کیا

سیم و زر پر جان دین کیون روز و شب بخل
کیا عدم سے ساتھ ہم لائے ہین لیجائینگے کیا

بھول کر بھی ایکدن آئے نہ بالین پر مری
بعد مردن قبر پر تشریف وہ لائینگے کیا

ہم سے سیکڑون کو کیا ہو خانہ بربادی کا غم
نکہت گل ہین چمن سے جا کے پھر آئینگے کیا

کیا کہا پھر تو کہو زندہ دکھائی دیگر خدا
ایک دو دن تم نہ آؤگے تو مر جائینگے کیا

جان تک دیدے وہ مجھکو سامنے اغیار کے
بے مروت بے وفا خود کام فرمائینگے کیا

آتے ہین رستے مین ہین کہہ کہکے یہ فرقت کی شب
صبح تک اپنے دل مضطر کو بہلائینگے کیا

ہمکو عذر ناتوانی اونکو مانع شان حسن
ہم وہان جائینگے کیا وہ آپ سے آئینگے کیا

حضرت ناصح عنایت ہو چکی رکھو معاف
خوب ہم سمجھے ہوے ہین آپ سمجھائینگے کیا

چارہ گر بیکار ہے تدبیر از خود رفتگی
گر یہی ہے ناتوانی آپ مین آئینگے کیا

توڑ کر بازو دکھایا کیون قفس صیاد نے
نکہت گل کی طرح پر بن اوڑ جائینگے کیا

کھولنے دیگا نہ منہ پاس وفا فریاد کو
حشر مین اونکے ستم کے داد ہم پائینگے کیا

مرہی جائین گے نہ مانگین گے کبھی ساقی سے مے
ہم بھری محفل مین خالی ہاتھ پھیلائینگے کیا

لاشہ بیجان پہ کیون آئے ہین بنکر اوپرے
آپ خنجر سے مری میت کو نہلائینگے کیا

ہجر کی شب تو نہ آئی وعدہ کرکے اے اجل
صبحدم اوس بدگمان کو شکل دکھلائینگے کیا

دیگا رزاق ازل تسلیم جو قسمت مین ہے
مثل غالب کیون کہین گھر مین کھائینگے کیا

غیب سے صحرا نوردون کا مدادا ہو گیا
دامن دشت جنون زخمون کا پھاہا ہو گیا

مانع نظارہ حسن ماہ سیما ہو گیا
پردے کا اوٹھنا مری آنکھونکو پردا ہو گیا

سوز غم سے اعتبار عشق دونا ہو گیا
شاہ اقلیم جنون کا داغ سکا ہو گیا

موت آئی جی سے گئے چھٹ کر غم و اندوہ سے
یہ نیا مرنا ہے جسکا نام جینا ہو گیا

خود کو بھی دیکھا نہ آنکھین کھول کر مثل حباب
بحر ہستی مین فقط دم کا دماما ہو گیا

ہو برا بربادیون کا میرے گھر مین کچھ نہین
بوریا تھا ایک وہ بھی اوڑ کر عنقا ہو گیا

یاس و حسرت درد و غم ناکامی و رنج و قلق
ایک دلبر ہاے کس کس کا اجارا ہو گیا

نوک مژگان سے اوٹھایا مجکو آکر مور نے
گر کے مین تیری نظر سے کیا ہلکا ہو گیا

دل چرا کر لے گیا وہ شوخ اپنے ہاتھ سے
مفت مین دزد حنا بدنام و رسوا ہو گیا

یہ زمانہ وہ نہین منہ سے نکالے حق کوئے
یاد کر منصور پر کیا حشر برپا ہو گیا

خاک مین ملجا برومندی کی حسرت ہے اگر
ہو کے پیوند زمین سرسبز دانا ہو گیا

عالم بالا مین بھی اپنی وہی ہے میکشی
بن گیا خورشید ساغر چرخ مینا ہو گیا

قتل بے شمشیر کرتا ہے وہ طفل برہمن
رشتۂ زنار بھی خنجر کا ڈورا ہو گیا

اسرا و تار اقاتل بے رحم نے احسان کیا
دور کا مجکو سفر تھا بوجھ ہلکا ہو گیا

دیکھکر داغ جگر حسرت سی ہوتی ہین ہرے
قبر کا سبزہ ترا دہانی دوپٹا ہو گیا

… ہین کیا کیا نہ بدلین میرے سوز عشق نے
اشک آنکھون ہین بنا ہونٹھو پہ چھالا ہو گیا

… رتے چھاتی پر اوسنے پاون جسدم رکہدیا
دل ہوا ٹھنڈا کلیجہ ہاتھ بہر کا ہو گیا

مسکراتے کیون ہین اے قاتل لب زخم جگر
مین نہ مانونگا مقرر کچھہ اشارا ہو گیا

… ہنسنے پالا مار تون چلو مین ہم کوئی نہین
جتنے دیکھا اک نظر سے دل تمہارا ہو گیا

اودہ گل ہو باغ مین تیرے نظارے کے لئے
ہر حباب آبجو چشم تمنا ہو گیا

… جھنے کو مجہ وہ اب ہم ہین دلمین گویا اوہے
نیک و بد جو کچھہ ہماری منہ سے نکلا ہو گیا

مانع نظارۂ عارض نہین مجکو نقاب
آپ کا پردہ مجھے آنکھون کا پردا ہو گیا

دیکھتا ہے قاتل بیرحم کیا اب لاش کو
چند دم تھا رقص بسمل کا تماشا ہو گیا

جبسے ای تسلیم کی ہے بیعت دست سبو
دین ساغر ہو گیا ایمان مینا ہو گیا

ہین تو جو کچھہ تھا وہ تھا ناصح کو سودا ہو گیا
اب وہ میر انجمنہ مشق پند بیجا ہو گیا

ہر وہی ہشیار جو دیوانہ تیرا ہو گیا
عقل کہو کر عشق مین بہلول دانا ہو گیا

شوخیون سے وہ پری پیکر چھلاوا ہو گیا
تھا ابھی پیش نظر کیا جانئے کیا ہو گیا

کم بھی رونے سے مری طوفان برپا ہو گیا
نیم قطرہ آنسو ونکا بڑہ کے دریا ہو گیا

خاک اوڑائی اسقدر پر آب صحرا ہو گیا
کل جہان تھا دشت وحشت آج دریا ہو گیا

اوگلا پڑتا ہو گلے ملنے کو خنجر میان سے
بات کیا ہو دشمن جان دوست ایسا ہو گیا

اب کہان وہ بارش گریہ کہان وہ سیل اشک
پان بھر آیا جب کبھی دل کوئی چھالا ہو گیا

تھا مین وہ آتش قدم رکھا لب ساحل جو پاؤن
خشک ہو کر آب دریا ریگ صحرا ہو گیا

دل اڑا کر لے گیا ناوک جگر پہلو مین ہے
آج یہ ہمدرد سے چھٹ کر اکیلا ہو گیا

چاہ سے پوچھے کوئی حال فراق خوشجمال
روتے روتے فرقت یوسف مین اندھا ہو گیا

خاک ہو کر بھی وہی سرگشتگی قسمت مین ہے
قبر سے جسدم غبار اوٹھا بگولا ہو گیا

عالم بالا مین بھی آزادگی ممکن نہین
آسمان پر طوق گردن مہ کو ہالا ہو گیا

کیا کہون مین کون ہون آیا عدم سے کیون یہان
جوش وحشت مین ادہر بھی میرا آنا ہو گیا

ہائے کس حسرت زدہ نے خواب مین بوسے لیے
نازکی سے وہ رخ شفاف نیلا ہو گیا

بیخبر بے ہوش ہین فرقت مین مردے کی طرح
اب تو مرنے کی برابر اپنا جینا ہو گیا

وحشت دل کیون لٹی جاتی ہے مجکو سوے دشت
اٹھو اے خانہ خرابی گھر بھی صحرا ہو گیا

ہم کبھی خالی نہ بیٹھے عشق کی تکلیف سے
کم ہوئی جب کاہش دل درد پیدا ہو گیا

اب کہان ساقی مے و مینا کہان جام شراب
چار دن ہم میکشون کا دور دورا ہو گیا

مل رہے تھے خاک مین ہفت آسمان جو سے
دود دل سے اک فلک لو اور پیدا ہو گیا

سینے بیتابی سے کی فریاد پردہ پارہ نے
گھر مین چپنے سے وہ گھبرا اور رسوا ہو گیا

خاک ڈالی بھائیون نے قبر نے لپٹا لیا
اپنا بیگانہ ہوا بیگانہ اپنا ہو گیا

پر لگا کر اڑ گئی تقدیر سے شام وصال
بات بھی کرنے نہ پائے ہم کہ تڑکا ہو گیا

کیون ہنون ممنون پیکان دم نکلنے کے لئے
سینۂ مجروح مین اک اور رستا ہو گیا

اسکو کہتے ہین رفاقت مرکے بھی چھوڑا نہ ساتھ
داغ دل میرا ابھی داغ سویدا ہو گیا

پیار سے چن چن کے چھاتی سے لگایا خار کو
چشم بینا پاون کا ہر ایک چھالا ہو گیا

وہ بھی قد جب کنار جو سے اوٹھ گیا
سوکھ کر سرو چمن دو دن مین کانٹا ہو گیا

خط جو لکھا بھی تو کوئی نامہ بر ملتا نہین
مثل رنگ رو کبوتر اڑ کے عنقا ہو گیا

انتہا بھی کوئی آخر تا کجا فکر سخن
بکتے بکتے تمکو اے تسلیم سودا ہو گیا

یہ فقرہ ہے کہ ہم دلبس ہین ملنا ہو نہین سکتا
جو تم چاہو تو اے جان جہان کیا ہو نہین سکتا

جو پوچھا تم سے ترک عشق اعدا ہو نہین سکتا
تو جھنجلا کر کہا تیرا کلیجا ہو نہین سکتا

دم اظہار کم جوش تمنا ہو نہین سکتا
سمٹ کر قطرہ بنجائے یہ دریا ہو نہین سکتا

رقیبون سے جو ملتا ہے نہین کچھ غم مجھے اسکا
سمجھتا ہون کہ وہ پرفن کسیکا ہو نہین سکتا

جو دولت نام کی ہے اعتبار اوسکا نہین ہرگز
زر گل کاروان عالم مین سکا ہو نہین سکتا

وہین سنکر تمنائین ہماری دلکی کہتے ہین
مرو تم یا جیو ہم سے یہ جھگڑا ہو نہین سکتا

وطن مین بھی وہی یاران غربت سے محبت ہے
جدا آبلون سے اپنے خار صحرا ہو نہین سکتا

کفن ہمراہ لیجاتا ہے انسان مدفن مین
پس مردن بھی ترک اسباب دنیا ہو نہین سکتا

برنگ بوئے گل اسکی گلی مین آتے جاتے ہین
ہمارا نقش پا زنہار پیدا ہو نہین سکتا

سمائے ہو مرے دل مین نظر مین جلتی پھرتی ہو
کرو تم لاکھ پردہ مجھسے پردا ہو نہین سکتا

کوئی دم دیکھتے جاؤ تڑپنا اپنے بسمل کا
مسیحا بن ہر گھڑی ایسا تماشا ہو نہین سکتا

اڑائی خاک اگر دیوانہ تیرا جوش وحشت مین
نہین قائل مین اسکا دشت دریا ہو نہین سکتا

طلب کرتے ہو دل اک بوسہ پر وہ بھی قیامت کو
یہ سودا اور یہ قیمت یہ وعدا ہو نہین سکتا

نہین ہے دردمندان ازل کا چارہ دنیا مین
کہ زخم گل کا عیسیٰ سے مداوا ہو نہین سکتا

ہمارا کون تھا جو ذکر کرتا دردوا ونکے
یہ فقرہ ہے فقط یارون کا ایسا ہو نہین سکتا

کچھ اسکی بھی جلن دل کو مزہ دیجاتی ہے ہمدم
برا کیا ہے جو داغ عشق اچھا ہو نہین سکتا

بتون کو چھوڑ کر یاد خدا اب کیا کرون واعظ
ازل سے دل جو بتخانہ ہے کعبا ہو نہین سکتا

چھپایا ہے دلون مین دونون کی شرم و محبت نے
مرا اونکا کسی صحبت مین چرچا ہو نہین سکتا

عبث تسلیم ہے تجکو بھروسا اہل دنیا کا
دم مشکل کبھی کوئی کسی کا ہو نہین سکتا

جو ادنیٰ ہے خزانی سے وہ اعلیٰ ہو نہین سکتا
اوٹھائے لاکھ سر فوارہ دریا ہو نہین سکتا

الگ مژگان سے سیل اشک اپنا ہو نہین سکتا
یہ دریا چھوڑ کر ساحل کو تنہا ہو نہین سکتا

فریدون ہو کہ خسرو ہو سکندر ہو کہ دارا ہو
جہان بے وفا ہرگز کسی کا ہو نہین سکتا

کسیکا پردہ دار راز ہون چھیڑو نہ اے ہمدم
لب تصویر کی صورت مین گویا ہو نہین سکتا

نہین کام آتے عاشق بھی دم مشکل حسینونکے
پر بلبل ہو زخم گل کا پھاہا ہو نہین سکتا

کوئی فتنہ نہین ہون نقش پا ہون ہوا اوسکے کوچے سے
اوٹھائے گر قیامت بھی تو اوٹھنا ہو نہین سکتا

مری ہستی جہان مین نقش تصویر خیالی ہے
کبھی مین خوگر عرض تمنا ہو نہین سکتا

اونہین کچھ رحم آجائے چلی آئین چلے آئین
وگرنہ اس مقدر پر بھروسا ہو نہین سکتا

عدم کے جو مسافر ہین اونہین ذرات یکسان ہے
یہ وہ منزل ہے جسمین کوئی کھٹکا ہو نہین سکتا

خوشی سے دل دیا مینے وہ چاہین جسطرح رکھین
مجھے اونسے کسی حالت مین شکوا ہو نہین سکتا

تماشا دوست مثل طفل نادان دل نہین میرا
یہ مائل سوے بازیگاہ دنیا ہو نہین سکتا

مین کیونکر چھوڑ دون اپنے سراپا ناز کو ناصح
جدا قدمون سے دم بھر قد کا سایا ہو نہین سکتا

سوا صبح محشر ظلمت مدفن سے کیا چارہ
یہ وہ شب ہے کہ پیدا جسکا تڑکا ہو نہین سکتا

خوشی سے پھیر دینگے وہ اگر لیلونگا مین ورنہ
کرون دل کیلئے اونسے تقاضا ہو نہین سکتا

کسی پردہ نشین سے عشق ہے چھپکر مین بیٹھا ہون
برنگ قیس آوارہ مین رسوا ہو نہین سکتا

لگی دل کی بجھے کیا دیدۂ گریان کی چھینٹو نسے
یہ شعلہ نوح کے طوفان سے ٹھنڈا ہو نہین سکتا

عدم سے کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے دنیا سے
کبھی رہرو سے خالی یہ دوراہا ہو نہین سکتا

غریق بحر الفت ہون جو اوٹھو بھی حباب آسا
کہین زنہار تنکے کا سہارا ہو نہین سکتا

تصور کیا کرے آتا ہے اوسکو مری دل مین
مگر شوخی سے ٹہرے دم بھر ایسا ہو نہین سکتا

عدو کا حوصلہ کیا جو ستم اوسکے اوٹھائیگا
ترا سا دل کبھی تسلیم پیدا ہو نہین سکتا

میرا اونکا جو فیصلا نہوا
ایک ہے حشر اگر ہوا نہوا

ہوش جاتے رہے وہ آئی جب — وقت پر یہ بھی آشنا نہوا
وہیں منہ پھیر کر کیا اوسنے — آج بھی ہاے سامنا نہوا
اوسنے پوچھا نہ غیر نے احوال — دوست دشمن کوئی مرا نہوا
لن ترانی نے کر دیا بیہوش — خیر گزری جو سامنا نہوا
بوسہ لیتا خیال مین رخ کے — مجکو اتنا بھی حوصلا نہوا
بے نیازی کے سر در بدر ہین خراب — شکر ہے کوئی مدعا نہوا
آپ مین جب نہ ہم رہے تو پھر — ایک ہے گھر اگر رہا نہوا
دلکو صدمے دے عدو کے لیے — تو تو اپنا بھی ہو سکا نہوا
پوچھتا ہے وہ مجھسے کون ہو تم — آجتک صورت آشنا نہوا
تا قفس بوے گل نہ لائی کبھی — تجھسے اتنا بھی اے صبا نہوا
یار خود بین ہے کیا ضرر اے دل — شکر یہ کر کہ خود نما نہوا
کہدو کب آوگے کہ وحشت ہیز — کیا ٹھکانا ہین گھر ہوا نہوا
سنکے افسانہ کرتے ہین افسوس — ہاے وہ میرا ماجرا نہوا
اور مے دے بری ہی ساقی — ایک ساغر مین کچھ بھلا نہوا
دمبدم کیون پکارتا ہے شیخ — کوئی بندہ ہوا خدا نہوا
اونکی ضد سے ہین کیا کمو سبب وصل — کیا ہوا کام اور کیا نہوا
غم ہے وہ شے کہ روزہ دن ن کھایا — اور روزہ کوئی قضا نہوا
گردش چشم دل کو بہیا کی — خوب جبتک یہ سرمہ سا نہوا
ق
اپنا اپنے کی کام کب آیا — ملتفت بھی کبھی فدا نہوا
دیکھہ ناخن کو باہمہ خویشی — انگلیون کا گرہ کشا نہوا
عاشقی کا برا ہو دل ساعزیز — یار کا ہو رہا مرا نہوا

ہون وہ میکش کہ میری ہونٹھ سی
لب ساغر کبھی جدا نہوا

بھیجتا روز غیر کو نامہ
شکر ہے وہ بڑا لکھا نہوا

کس عمل پر اُمید جنت ہو
کام تو کوئی کام کا نہوا

شکل تصویر ہون مری لب سے
حرف مطلب کبھی ادا نہوا

حال دل اوسنے بارہا پوچھا
آدمی جب رقیب کا نہوا

لوگ کہتے ہین اوسکو ہرجائی
ہاے اسپر بھی سامنا نہوا

آتے جاتے ہین لاکھون دنیا سے
بند اکدن یہ راستا نہوا

دم پیری یہ مے کشی تسلیم
اب بھی کمبخت پارسا نہوا

دست نازک سے جو وہ خنجر لگا کر رہ گیا
منہ نہ کھولا زخم نے کچھ مسکرا کر رہ گیا

مین تو عاشق ہون تعجب ہے مری حیرانی نہین
آپ اپنی دیکھکر صورت وہ ششدر رہگیا

سیکڑون ہین سبکو خالق نے سروسامان دئے
ایک شیشہ خوبی قسمت سی بے سر رہ گیا

اب کہان فصل بہاری ہان لب جو باغ مین
بیحیائی سے اکڑنے کو صنوبر رہ گیا

اہل جوہر کا فلک دشمن ہی حیرت ہی مجھے
آج تک کیون کر کف قاتل مین خنجر رہ گیا

مین بھی تو دیکھون بت نوخیز آخر خود بخود
صاف سینہ پر ترے یہ کیا ابھر کر رہ گیا

آرزو ہے گر بقا کی چھوڑ کوئی یادگار
آئینہ سے آج تک نام سکندر رہ گیا

یار کو کہنا نہ تھا اپنی گرانجانی کا حال
تول کر آخر کبوتر اپنے شہپر رہ گیا

دیدکے قابل نہ سمجھا سیر باغ دہر کو
ہر حباب آبجو گردن اوٹھا کر رہ گیا

دیکھئے ملتی ہے کب امروز و فردا سی نجات
قتل بنا آج بھی موقوف کل پر رہ گیا

داغ سودا کا جنون کا تیغ کا سفاک کا
ہاے کس کس کا نہ احسان ایک سر پر رہ گیا

ناز اوٹھانا تو کہان وہ ناتوان تھا عشق مین
جب پڑی آنکھ اوسکی مثل سرمہ پسکر رہ گیا

اس بھری محفل مین مجھسا کون ہی محروم مر
آتے آتے پاس میرے دور ساغر رہ گیا

ساتھ لیتا اٹھکر جو شور حشر اوٹھا قبر سے
خون ناحق کا وہین جلاد مین محضر رہ گیا

کچھہ تو ملتا ہی ترے پیکان کا ای قاتل پتا
دیکھہ تو یہ کیا مری دلمین کھٹکر رہ گیا

روح چھوٹے قیدسی تن کو ملے آغوش قبر
مفت کا احسان خنجر میری سر پر رہ گیا

تھی زمین دلچسپ لیکن لکھے سب اشعار سست
معرکے مین آج تسلیم سخنور رہ گیا

نام اسکا تا زبان کبھی لایا نجائے گا
ہمسے تو دل کا چور بتایا نجائے گا

تم دیکھہ تو مریض محبت کے حال کو
کچھہ زخم دل نہین کہ دکھایا نجائے گا

جاون ہزار بار مین اوس کوچے مین مگر
مانند عمر رفتہ پھر آیا نجائے گا

ممکن نہین جہان مین تنہا بسر کرون
جاؤن گا مین جہان مرا سایا نجائے گا

کھائینگے غم ہزار طرح کے فراق مین
یہ زہر وہ نہین ہے جو کھایا نجائے گا

کہتا ہے ضعف مجھسے اگر تو گرا کہین
نقش قدم کی طرح اوٹھایا نجائے گا

جب تک نہ دوگے بوسہ نہ دونگا یہ دل تمہین
مجھسے یہ مال مفت لٹایا نجائے گا

جانا مرا محال ہے جب تک بہشت مین
وہ کافر یگانہ خدایا نجائے گا

مانا کہ ہی نزاکت یار مانع خرام
کیا خواب مین بھی آپسے آیا نجائے گا

دل کا بھی ہے رشک تو ایجان روز وصل
ہمسے گلے بھی تمکو لگایا نجائے گا

مانا کہ چپ ہون مین دم فریاد روز حشر
کیا تو اشارون سی بھی بتایا نجائے گا

وہ چلبلا ہے بول اوٹھیگا دم تلاش
تم سی یہ دل چرا کی چھپایا نجائے گا

مرنے کے بعد گور مین حرص طلب محال
پھیلا کے پاون ہاتھہ بڑھایا نجائے گا

کہتی ہے خلق تڑپے گا تسلیم حشر تک
کیا مر کے بھی یہ درد خدایا نجائے گا

وعدہ کسی سے اور بھی تمنے کیا ہے کیا
کتنے گھڑی گھڑی ہو بتاؤ بجا ہے کیا

مین کیا کہون کہ بوسہ لب مین مزا ہے کیا
دشنام کے سوا کبھی تمنے دیا ہے کیا

پھرتا ہون جستجو مین مگر بیخودی کے ساتھ
مجکو خبر نہین کہ مرا مدعا ہے کیا

تو نیم جلوے کا بھی نہین ہے دم نظر
اے شوق دیدیار ترا آسرا ہے کیا

تسلیم اوسکی شان رحیمی کے سامنے
مجھسا گناہگار ہے کیا پارسا ہے کیا

کیا کہون عالم ایجاد مین کیسا کر آیا
دہن گور تھا خالی مین اوسے بہر آیا

خاک سے اپنی یہان صورت اخگر آیا
مین یہان ساتھ لیے چادر و بستر آیا

نزع مین لوگ سناتے ہین کبوتر آیا
لو اوٹھو ہوش مین آؤ خط دلبر آیا

کیا کرے جذبہ دل وصل جو قسمت مین نہو
مین گیا یار کے گھر یار مرے گھر آیا

اس جفا پر تری ہنستی ہی رہے ای قاتل
حرف شکوہ نہ لب زخم جگر پر آیا

بیخودی مانع دیدار ہوی الفت مین
ہوش جاتے رہے جب سامنے دلبر آیا

آج مقتل مین پکارا جو مجھے قاتل نے
یون اوچھلا دل بیتاب تڑپ کر آیا

جان تک ساری جفائین ہین ستمگار مین
قطع کرنے سر تصویر نہ خنجر آیا

بار احسان سے سبکدوش خدائی رکھا
صفت شیشہ مین اس بزم مین بیسر آیا

ضعف سے سیر چمن کی بھی مین قابل نہ رہا
جب کوئی پھول اٹھا صدمہ جگر پر آیا

سوز الفت سے یہ تھا گرم کہ پانی کیطرح
بہ گیا خنجر قاتل جو گلے پر آیا

روح ہنستی ہوئی تن سے دم آخر نکلی
ملک الموت جو صورت تری بنکر آیا

نکہت گل ہون چمن چھوڑ کے نکلا نکلا
لاکھ برپا دھر ادھر سے کے نہ مین گھبر آیا

تھا مری زندگی و موت مین جھگڑا باہم
فیصلہ کرنے اوسے یار کا خنجر آیا

آنکھ جھپکی تھی لحد مین کہ جگانے کے لیے
شور کرتا ہوا ہنگامہ محشر آیا

کیا کہوں دشت نوردی مین حالت ہی مری
چھوٹ کر رویا دل آبلہ جب بھر آیا

مصحف رخ پہ نہین ایک سی دونون ابرو
لکھہ گیا خامۂ قدرت یہ مکرر آیا

اسکو کہتے ہین مقدر کا بگڑنا بنتا
ہوکے غیرونسے خفا یار مرے گھر آیا

اسقدر ضعف تھا ہر نالہ مرا مشکل سے
چھوڑ کر سینہ لبون تک دم محشر آیا

جانتا تھا چمن دہر مین مفلس ہین خراب
غنچہ اسواسطے مٹھی مین لیے زر آیا

خود بگاڑین دم گلگشت چمن مین زلفین
اور الزام سر باد صبا پر آیا

کچھہ کشیدہ تھا مگر شکر خدا اے تسلیم
چلکے خود شوق مین ملنے گلے خنجر آیا

حال کہتی ہے خموشی دل سودائی کا
بے زبانی مری دم بھرتی ہے گویائی کا

نہ دیا ساتھ کسی نے مری تنہائی کا
منزلون دور رہا شہرہ بھی رسوائی کا

دم دیا لاکھ مگر ہجر مین چلا اوٹھا
کوئی فقرہ نہ چلا دل سے شکیبائی کا

[illegible]رے اونکی ہی اشارونمین محبت کا بیان
شنوائی کا نہ ہے کام نہ گویائی کا

کیا ہی جلتا ہون نکیرین سے مین بعد فنا
کھو دیا آکے مزہ گور مین تنہائی کا

گھر بھی وحشت مین بیابان ہے تو پھر کیا ہی جنون
کیون ارادہ مین کرون بادیہ پیمائی کا

آئینہ دیکھہ کے تم ہوگے پشیمان دیکھو
بھول کر نام نہ لوگے کبھی یکتائی کا

[illegible]نے کاٹی ہین جدائی کی اکیلی راتین
خاک دہر کا ہو شب گور کی تنہائی کا

ضعف نے لاکے بٹھایا در جانان پہ مجھے
کیون نہ قائل ہون مین ناداں کی دانائی کا

سب کہین ہی نظر آتا نہین لیکن وہ کہین
کیا پتہ دیجئے ایسے بت ہرجائی کا

[illegible]ذنی سے ہوا زندہ نہ کشتہ اونکا
آج قائل ہو گیا اعجاز مسیحائی کا

دیکھہ کر کیون نہ دل و جان عنادل ہو فدا
رنگ اوڑایا ہی گلون نے تری رعنائی کا

یاس و حسرت غم و اندوہ ہین شام کے پاس
شکوہ کس منہ سے کرون مین شب تنہائی کا

کشتۂ ناز کو ہے مرگ حیاتِ جاوید
کیون ہین احسان لون اعجاز مسیحائی کا

مین تو گمنام تھا اس عشق کے ہاتھون تسلیم
بج گیا دہر مین ڈنکا مری رسوائی کا

وہی ہے آہ کہ جو گھر مین جانا [illegible] کا
نہین آندھی مین بھی بجھتا چراغ اپنی شبستان کا

ازل سے دل ہے دیوانہ خرام ناز جانان کا
ابد تک پاؤن پھیلا ہے ہماری چاک دامان کا

لکھا ہے وصف جو حسن صبیحِ روے جانان کا
بیاض صبح محشر پر ورق ہے اپنی دیوان کا

نظر کس آئینہ رو سے لڑائی ہے گلستان مین
کہ عالم چشم نرگس پر ہے میری چشم حیران کا

ہواے شوق مین اڑ کر وہین ربا دھرتی ہے
ہماری خاک کو ابتک ہے سودا کوے جانان کا

کڑی اک بات کی صدمے سے فورا ٹوٹ جاتا ہے
اثر ہے شیشۂ دل مین تمہاری عہد و پیمان کا

نہ گھبرا اے دل مفلس اندھیری رات آنی دہی
کسی دن قفل توڑین گے درِ گنج شہیدان کا

لیے جاتا ہے سوے دیر پھر شوق بتان مجھکو
الٰہی خاتمہ بالخیر کرنا دین و ایمان کا

سنون کیا حضرت واعظ تپش سوز جہنم کی
کہ وہ ہے اک شرر میری چراغ طاق نسیان کا

بیٹھے گیرون مین بھی رنگین طبیعت شاد رہتی ہے
وہی ہنستا ہے گلشن مین گل صد چاک دامان کا

ہوا کے گھوڑے پر گویا سبک رو اڑتی پھرتی ہے
نہین پڑتا کہین نقش قدم عمر گریزان کا

بسر کرتے ہین مثل شیشہ بھی بزم عالم مین
نہ ڈر شمشیر قاتل کا نہ سودا ساز و سامان کا

بہلتا دل ہے سیر داغہاے آتش افشان سے
تماشا دیکھتا ہون آپ مین اپنی چراغان کا

اسیر خانۂ زنجیر مثل نالہ مین بھی ہون
نکل جاؤن گا جب چاہونگا کیا غم مجھکو زندان کا

گلے کٹ جائین گے لاکھون کے اک دن جان ہی پر
ہلال عید قربان ہے ہلال دلکی گریبان کا

حسینون کی جدائی نور کھو دیتی ہے آنکھون سے
غم یوسف مین اندھا اجتک ہے چاہ کنعان کا

یہ کیسی آتی ہے خوشبو مرے سینہ سے اے قاتل
کھلایا کیا نسیم آہ دل نے غنچہ پیکان کا

دم میری نہین ہے [illegible] اپنی بالون مین
غبار اڑکر پڑا ہے توسنِ عمر گریزان کا

تھکے دست جنون پیٹا سر سودا زدہ اتنا
خدا کا شکر پردہ رہ گیا اپنے گریبان کا

خوشامد سے نظر تو سیدہی ہو سکتی ہے قاتل کی
مگر چارہ کوئی ممکن نہین برگشتہ مژگان کا

اوڑا کر لے گیا دلکو جگر کو تیر سینے سے
یہ گھر لوٹا ہوا ہے اک بڑے بیدرد مہمان کا

ہزارون فتنے کیون کر دامن محشر سے اوٹھتے ہین
کوئی پیوند ہوگا اے جنون میرے گریبان کا

بہل جاتا ہے گردش دیکھہ کر کچھہ اسکی دل اپنا
فلک بھی اک بگولا ہے ہماری دشت ویران کا

رولاتا ہے لہو ہنس ہنس کے کیون زخم جگر ہر دم
خبر لے جلد چارہ گر کوئی ٹوٹا نہو ٹانکا

گل صد برگ کی صورت ہزارون زخم کھلتے ہون
نہ اُمید شفا مجکو نہ منت کش ہون درمان کا

جنون سے کیا گلہ عریان تنی کا جوش وحشت مین
مرے ہاتھون نے کھولا پردہ خود چاک گریبان کا

ہزارون حسرتین تھین قید دل مین نکلی ہے قاتل
ہوا صد چاک سینہ کھلگیا دروازہ زندان کا

کرے گا بحث نالہ مجھسے کیا مجنون صحرائی
کہ ہے اک طفل ابجد خوان ابھی میری دبستان کا

یہی ہر دم دعا ہے زندہ جبتک ہون مرے سر پر
رہے سایہ خداوندا ہمارے تیغ عریان کا

لکھو کچھ اور بھی اشعار اے تسلیم چپ کیون ہو
کہ جوش فکر اب تک ہے وہی طبع سخندان کا

نہ پیدا زخم ہے دل مین نشان ظاہر نہ پیکانکا
کوئی چلتا ہوا جادو تھا یا تھا تیر مژگان کا

خدا کے واسطے دھبہ چھڑا دو اپنے داماں کا
رہے گا حشر مین محضر یہی خون شہیدان کا

وہ ہم آتش قدم ہین گر سے بنتا ہے دم بھر
شرر بن بن کے اوڑتا ہے غبار اپنے بیابان کا

یہ رسم دوستی جوش جنون مین یون نکلتی ہین
کہ ملتا ہے گلے دامن سے چاک اپنے گریبان کا

یہی دل کی دعا ہے دیکھکر پہلو مین پیکانکو
مبارک ہو قدم آنا مرے گھر ایسے مہمان کا

نہین خورشید یہ سر پر چراغ آسمان شکو
چراغ اک لے گیا ہے تربت گور غریبان کا

نہ یہ چھوڑا نہ وہ چھوڑا عجب کچھہ عہد و پیمان ہین
جو پیکان دل کا شیدا ہے تو دل عاشق ہے پیکان کا

نہین ہے یہ نظر جوش جنون مین اب رگ گردن پر
ہوا سے اوڑ گیا ہوگا کوئی ٹکڑا گریبان کا

کبھی دل مین کبھی سینی مین رہتا ہی کہان جائی
یہی گھر ہی یہی آرام خانہ اونکی پیکان کا

فقط دیر و حرم مین اسلئی ای شیخ پہرتا ہون
کہ شاید کوئی بت ملجا ہی دشمن دین و ایمان کا

برا ہی نام گردون نی ہماری پردہ پوشی کی
پس مردن دیا بہر کفن دامن بیابان کا

تو اپنی کہہ رہا ہی اس جنون کی ہاتہون ای ناصح
مجھی رونا پڑا ہے خندۂ چاک گریبان کا

مین ہون اک شکل تصویر خیالی دار فانی مین
نہ حاجتمند دامن کا نہ شرمندہ گریبان کا

کہان یہ شوخیان تہین ذرہ ہی گو بیکس مین
گرا ہی کیا کوئی آنسو کسی کی چشم فتان کا

لب زخم جگر کیون ہنس رہا ہی دیکھہ تو قاتل
کہین پانی چڑہ آیا ہو نہ تیری تیغ عریان کا

کبھی دیکھا ہو شاید چلتی پھرتی دشت وحشت مین
بگولی سی بتا پوچھو مری خاک پریشان کا

گری ہین چلتی پھرتی چند اشک گرم آنکھون سی
خدا کی ہاتہ ہی اب سبز ہونا کشت دہقان کا

حسینون سی نہ کہہ ای دل توقع تشنہ کامی مین
پیا ہی کسنی پانی دہر مین چاہ زنخدان کا

بتون کی عشق مین ای شیخ کعبہ مدتین گذرین
نہ میرا دین و ایمان ہی نہ مین ہون دین ایمان کا

یہان تک گھر مرا ظلمت کدہ ہی یار مہوش بے
کہ مہر حشر ہی اک خال روی شام ہجران کا

کہون کیا حال وحشت ٹہرو دم لینی دو کہتا ہون
ابھی پھرتا ہی آنکھون مین مری نقشہ بیابان کا

لب زخم جگر بھی ہنستی ہنستی کچھہ نہ کہہ بیٹھین
کھلا ہی دیر سی سینہ آج قاتل کی نمکدان کا

چمن کو جائین کیا ہمسے جگر تفتہ کہ پہلے سے
دھوان بنکر اوڑا جاتا ہی رنگ اپنی گلستان کا

ستم سہتا ہون کچھہ پاس وفا سی کہہ نہین سکتا
نہو قابو مین دل یارب کسی نسان انسان کا

لب جان بخش کی تسلیم بہر دم بوسی لیتا ہون
مری منہ سی ملا رہتا ہے چشمہ آب حیوان کا

یقین ہی جلد ہوا ہی دل بیسر وصل جانان کا
اشارہ روز ہو جاتا ہی اونکی چشم فتان کا

لگی دل کی کہین بجھتی ہمان چھیٹو نسی اسے قاتل
نگر شرمندۂ منت تو مجھکو آپ پیکان کا

تو آکر دیکھہ لی گلچین مین خالی ہاتہ جاتا ہون
چھوا بتانہ کوئی پہول توڑا اس گلستان کا

جگر کے کیا خطا دلکو سزا دی باندہی قاتل
کہ سینی سی لگا کر اسنی منہ چوما ہے پیکان کا

کہان ہی پیرہن کیسا گریبان آستین دامن
نہ پردہ فاش کرا ای دست وحشت جسم عریان کا

ہوا ہی خون صد ہا حسرتونکا دل کی پہلو مین
گمان ہوتا ہی سینی پر مری گنج شہیدان کا

لگاؤ شوق سے تم تیر دل کو کون مانع ہے
گرا ای مہربان پہلو بچا کر اپنے ارمان کا

یہ پہونچا نی لحد تک ساتہہ ہمارا انسانکر جاتے
اجل آئی تو پوچہین حال کچہہ شہر خموشان کا

جگر ایسا نہ دل ایسا نہ میری زندگی ایسی
کہون کس سی قدم بڑہنی ندی عمر گریزان کا

کہون کیا تنگی دل تنگ آکر میری سینے سی
نکل بہاگا دہوئین کو ساتہہ شعلہ آہ سوزان کا

بٹہا لیتا ہی گا ہی گاہ اپنے پاس بہی مجکو
مزاج آنا جانا ہی راہ پر اب ذکر دربان کا

بہار سبزۂ عارض رہی کچہہ دن پہر آخر کو
لفافہ کہلگیا خط سے رخ گلرنگ جانان کا

وہ محروم مداوا ہون گل صد چاک کی صورت
مری زخم جگر نے منہ کبہی دیکہا نہ درمان کا

اسی مین رہتی ہین دونون برابر ایک مدت سی
دل ناکام اپنا گہر ہی گویا یاس و حرمان کا

عجب بیکار ہستی ہی مری نیرنگ عالم مین
نہ مین گل ہون گلستان کا نہ کانٹا ہون بیابان کا

نہ خالی جائیگا مٹنا شب غم بے سبب اسکا
خوشی کی دن دکہائیگا چراغ اپنی شبستان کا

نہ کیونکر شور انگیز جہان اشعار ہون میری
نمک پروردۂ تسلیم ہون حامد علیخان کا

غم نہین روئی اجل مر کر اگر دیکہہ لیا
غم تو یہ ہے ملک الموت کی گہر دیکہہ لیا

تجہسے دہویا نہ گیا اونکا غبار دل بہی
بس ترا حوصلہ ای دیدۂ تر دیکہہ لیا

اب کہان یار سی ہر وقت لڑانا آنکہین
چلتے پہرتے جو ملا ایک نظر دیکہہ لیا

ابہی باور نہین کہتی ہو کہان ہے پیکان
دل مرا دیکہہ لیا تمنے جگر دیکہہ لیا

کسکو امید تہی پڑہ لینگے وہ لکہا میرا
بگڑے قاصد سی مری خط کو مگر دیکہہ لیا

کیون مکرتے ہو عبث کہاتے ہو جہوٹی قسمین
آنکہو نسی جاتی ہوئے غیر کے گہر دیکہہ لیا

ہو کے بیتاب چلے آئے مرے گھر شب ہجر
اثر جذب دل اے رشک قمر دیکھ لیا

دل کے سو ٹکڑے ہوئے بن گئی دم پر اپنے
اوسنے جب ترچھی نگاہون سے ادھر دیکھ لیا

ضبط دل کو نہ رہا رو کے اوٹھا بالین سے
اوسنے جب حال مرا نوع دگر دیکھ لیا

بے ثباتی زندگی سیر جہان کی فرصت
کہنے کو ایک نظر مثل شرر دیکھ لیا

پھر رہا ہے سینہ سپر شوق شہادت مین مدام
تو نے تسلیم کہان تیر نظر دیکھ لیا

قیدی زندان ہون کسکے روی پہ تنویر کا
ہالۂ مہتاب ہے حلقہ مری زنجیر کا

کیا نشان ہی نشانین چھوڑ جاؤن دہر مین
خواب ہی وہ ہون اثر جسمین نہین تعبیر کا

کوئی کیا سمجھے ادا شور لب خاموش کی
میرا ہر نالہ ہے نالہ بلبل تصویر کا

کچھ نہین مشکل پہونچنا عالم جاوید تک
ہاتھ آجائے اگر پلہ تمہارے تیر کا

چھیڑ کر سنتا ہون افسانہ جنون کا قید مین
حلقۂ احباب ہے حلقہ مری زنجیر کا

گنبد مدفن بنا جب مل گیا مین خاک مین
رنگ لایا بعد مردن حوصلہ تعمیر کا

سخت جانی نے کیا شرمندہ قاتل سے مجھے
دم مرا ٹوٹا مگر دم توڑ کر شمشیر کا

بے سبب گرنا نہین بجلی کا خرمن پر ترے
کوئی دانہ ہوگا اے دہقان مری تقدیر کا

جان کر دشمن سمجھ اہل جفا کی دوستی
موت کا پیغام ہے ملنا گلے شمشیر کا

ہم بغل ہون یار سے ذرات ملجاتا اگر
چوم لیتا ہاتھ اپنے کاتب تقدیر کا

تیر مژگان نے لیا ہے دل شتاب اسقدر
سینے پہ میرے گمان ہے دام ماہی گیر کا

کوئی اتنا بھی نہین رو کے جو پھرنے سے مجھے
کیون نہ منت کش ہون اے دل خار دامنگیر کا

بعد مردن بھی وہی ہے بے ثباتی کا اثر
کچھ نہ کچھ رنگ اوڑتا ہے مری تصویر کا

ضعف سے پائے جنون زندان مین ہل سکتے نہین
قید ہے ہمراہ میرے نالہ بھی زنجیر کا

پھر نہ دو پھرتی ہے آوارہ جو بام چرخ پر
خاک منہ دیکھون مین اپنی آہ بے تاثیر کا

ننگ ہستی ہستی مرکر بھی اپنے ساتھ ہے — نقش بن بنکر بگڑتا ہے مری تصویر کا
اسلیے سنگ سر تربت پہ جبین فرسا ہون مین — کاش مٹ جائے یونہین لکھا مری تقدیر کا

اور مٹتا ہے بنائین خاک ای تسلیم گھر
بڑھ کے ہے خانہ خرابی سے اثر تعمیر کا

مشتاق ہون چشم نرگسی کا — تکتا ہون مین راستہ کسی کا
اب ضعف سے حال ہو یہ جی کا — اوٹھتا نہین ناز بھی کسی کا
کھویا کیا لطف سادگی کا — کالا کرے منہ خدا اسی کا
ل چلتے ہو سب سی خاک اپنے — اسکو بھی مزہ ہے دوستی کا
اونکو تو خرام ناز تھا کھیل — دل خاک مین مل گیا کسی کا
ای چارہ گر غم جدائی — دل توڑ نہ میری بیکسی کا
گلشن مین صبا نے آکے پہلے — لوٹا جو بن سکلے کا
پھر جاتی ہے پتلی بھی دم نزع — مشکل مین نہین کوئی کسی کا
ای سختی جان نہ بے رخی کر — اولٹا جاتا ہے دم چھری کا
ہر اک سفری ہے جو جہان ہی — عالم ہے یہان رواروی کا
کیا پوچھتے ہو شباب کا حال — دیکھا ہوا خواب ہے کبھی کا
بگڑی کس سے کہ دشمنی مین — پاتا ہون مزہ مین دوستی کا
اک بوسہ دیا کبھی نہ اوسنے — صورت ہے غنی کی دل دنی کا
جز نالہ و آہ یاس ہمدم — دیکھا نہ لبون نے منہ ہنسی کا
آب فوارہ سے عیان ہے — پستی ہے نتیجہ سرکشی کا
لپٹا ہو گلے سے اپنے خنجر — دشمن کو مزہ ہے دوستی کا
چاہا جسے دے دیا دل اپنا — کیون نام بتائین ہم کسی کا

مر مر کے جیئے تو کیا جیئے ہم — کیا موت ہے نام زندگی کا
وہ دیکھیں سمجھے مین اونکو دیکھون — یا رب دے نصیب آرسی کا
یہ دل ہے کسی کی جستجو مین — پھرنے والا گلی گلی کا
چھیڑو نہ لحد مین اے نکیرین — یہ وقت نہین ہے دل لگی کا
ہنستے ہنستے نکل پڑے اشک — میرا رونا بھی ہے خوشی کا
آپ آئیگی ہے جو آنیوالی — کیون غم کرین موت کی گھڑی کا
ہر بات شرر فشان ہے میری — عالم ہے زبان پہ پھلجھڑی کا
کتنی بیباک ہے صبا بھی — منہ چومتی ہے کلی کلی کا
گھٹ گھٹ کے رہا ہے زندگی بھر — جی مین ارمان میرے جی کا
کیون جبر سے دل کسیکو مین دون — سودا یہ ہے ہنسی خوشی کا
دیکھا گل و لالہ و سمن کو — ہر پھول مین رنگ ہے اوسی کا
وہ شوخ کمال بیوفا ہے — میرا نہوا نہو کسی کا
آمد ہے خزان کی ہو کے مایوس — منہ دیکھتی ہے کلی کلی کا
یہ عمر روان گذر رہی ہے — کھٹکا ہے ہر ایک دم گھڑی کا

افسوس کہ بعد مرگ تسلیم
کوئی نہین میری بیکسی کا

دشمن نہ کہون گا نہ ستمگار کہون گا — یون کہنے کو کیا کیا نہ تجھے یار کہون گا
عیار و دل آزار ستمگار کہون گا — دل جلنے پہ کیا کیا نہ تجھے یار کہون گا
ہنس ہنس کے تو کہتا ہے کہ آؤنگا ضرور آج — ایسی تری اقرار کو اقرار کہون گا
جاتی ہے کہان چھوڑ کے فرقت مین تو اے یاس — پھر مین کسی مونس کسی غمخوار کہون گا
تو چاہے سنے یا نہ سنے دل کی لگی کو — جل جل کے ترے سامنے سو بار کہون گا

پامال رہونگا ترے در پہ جو شب و روز
مین آپ کو بھی سایۂ دیوار کہوں گا

ڈرتا نہین مرنے سے خوشامد نہین آتی
منہ پر تری خنجر کو ستمگار کہوں گا

روک اپنی زبان ای بت بیباک وگرنہ
تو ایک کہیگا مین تجھے چار کہوں گا

دل پر جو گذرتی ہی تری ہجر مین تجھسے
ابتک نہ کہا ہی نہ کبھی یار کہوں گا

صورت جسے دکھاوینگے وہ اگر شب فرقت
مین خواب کو بھی طالع بیدار کہوں گا

لاکھون ہین تمنائین کہانتک وہ سنین گے
مطلب کی مگر آج مین دو چار کہوں گا

دیکر دل و جان حسن کرلا کہون ہین خریدار
کوچے کو ترے مصر کا بازار کہوں گا

گو خاک مین ملجاؤن دم غش مگر اونسے
موسیٰ کی طرح حسرت دیدار کہوں گا

روتی ہین ہو جھوٹ کی عادت نہین مجھکو
ان آنکھون کو ہرگز نہ گہربار کہوں گا

کب تک نہ سنین گے وہ مری دل کی تمنا
دس بار جو ٹالین گے مین سو بار کہوں گا

شاید کبھی پوچھین مجھے پہلے سے بتادے
کیا حال ترا اے دل بیمار کہوں گا

پھر کاٹیگی ہر دم جو خم زلف کی الفت
مین دل کو بھی اک مرغ گرفتار کہوں گا

چمکین گے اگر داغ جگر بعد فنا بھی
کیون قبر کی ظلمت کو شب تار کہوں گا

مژگان ہون کہ ابرو ہون دل آزار ہین دونون
ہان انکو چھری اونکو مین تلوار کہوں گا

اب ناز و ادا کے بھی قابل نہین یہ دل
مین جھوٹ نہ تجھسے کبھی ای یار کہوں گا

جی اوٹھتی ہین جانباز تری نیچی نظر سے
ان آنکھون کو ہرگز نہ مین بیمار کہوں گا

خورشید کو سمجھون گا مین اک پرتو عارض
محشر کو ترا فتنۂ رفتار کہوں گا

آئینہ و شانہ جو یہی ہے مین تجھے بھی
اپنے خم گیسو کا گرفتار کہوں گا

ای شیخ نہ جاندون مین لٹے تری لینگے
پھر مین تری دستار کو دس تار کہوں گا

مژگان کی خلش سی جگر و دل کا جو ہی حال
ہرگز نہ دکھاؤن گا نہ زنہار کہوں گا

باتین نہ بنا و ملوا غبار سے جاکر
بگڑو گے تب سکے اگر ای یار کہوں گا

رہجائیگا تسمہ جو لگا جان سے قاتل
تلوار کو تیری نہ مین تلوار کہون گا

اے سختی جان چہوڑ دی ورنہ سر مقتل
خنجر کو گلے کا تری مین ہار کہون گا

گستاخ بہی ہی یہی بوسون کا ہی خوگر
دل ہی کو تمہارا مین گنہگار کہون گا

مژگان پہ ٹہر جائین گے آنسو اگر آکر
مین انکو بہی منصور سر دار کہون گا

سمجہون گا خبردار جو ہین بیخبر عشق
بیہوش محبت کو مین ہشیار کہون گا

ذرات بہی گردش قسمت ہے اگر ساتہ
ای دل مین تجہے نقطۂ پرکار کہون گا

بیٹہا ہون نہ پوچہو ابہی حال دل محزون
اوٹہ جائین گے اغیار تو ای یار کہون گا

کیون پاؤن مری پڑتی ہی زنجیر جنون تو
جو جو کرلے جہیلے ہے نہ زنہار کہون گا

تسلیم جو پوچہین گے دم حشر تو ہے کون
خوش ہوکے غلام شہ ابرار کہون گا

ردیف بای موحدہ

کیا کہون آیا عدم سی کس لئی کیا تہا سبب
ہوگیا جینے کا میرے آپ پر مرنا سبب

پوچہتا ہون جب کبہی اونسی نہ ملنی کا سبب
کہتی ہین قسمت تری مین کیا بتاؤن کیا سبب

پیچ و تاب دل کا باعث ہمسی ای ہمدم نہ پوچہ
گردش گرداب کا دریا بتائی کیا سبب

جستجوی یار مین کیون اسقدر حد سی بڑہا
آپ اپنی بے نشانی کا ہوا عنقا سبب

بگڑی جب تقدیر بن آئی نہ کچہہ تدبیر سے
رنجش باہم کی پیدا ہوگئی صدہا سبب

شام سی نیند آگئی وہ خواب مین مجہسی ملے
پہر تسکین یہ نکالا یار نے اچہا سبب

وائی قسمت پوچہتے ہین سبکے وہ نا آشنا
کون ہو آئی کہان سی کیا ہی آنیکا سبب

چہپنے سی ظاہر ہوئی بیتابیون مین راز عشق
آپ کی بی پردگی کا ہوگیا پردا سبب

بات قسمت کی جدا ہی ورنہ پہر وصل دوست
کوئی ظاہر مین نظر آتا نہین ایسا سبب

عیب عریانی نہین شاخ و شجر تک کو پسند
پتا پتا ہی چمن مین پردہ داری کا سبب

اونکو ترک دوستی مد نظر ہے بہر غیر
ڈہونڈہتی رہتی ہین ہاتہہ آئی کوئی حیلا سبب

کچھہ اثر پیدا کرا ئی دل شوق ہے گر وصل کا
کام آسکتا نہین اس کام مین تنہا سبب

وصل سے ناکام ہی اپنا دل محزون رہا
کر کمی قسمت نے جب کوئی ہوا پیدا سبب

آپ آئین یا بلائین اپنے گہر تسلیم کو
ای خدا کر دے تو کوئی غیب سے ایسا سبب

اوسنی خط شوق کا لکھا نہ کچھہ اصلا جواب
حیف سمجھا میری عرض مدعا کو لاجواب

نامۂ اعمال روز حشر جب مجھکو ملا
مین یہ سمجھا بعد مدت یار نے بہیجا جواب

کیا کہون کس سے کہون برگشتگی تقدیر کی
سیدہی باتون کا مری دیتا ہی وہ اولٹا جواب

صبر کر ای دل نمو ی سبزہ ہی رخسار پر
خط رخ لکھوائیگا اوسسے مری خط کا جواب

میری رونے کے مقابل ابھی ہے بے آبرو
دیدۂ تر کا اگر کچھہ ہے تو ہی دریا جواب

کچھہ امید وصل پائی جاتی ہے تحریر سے
خط توام مین لکھا ہی یار نے خط کا جواب

حسرتین دل کی لکھی ہین آج سے مینے یکقلم
دیکھئی لکھتا ہی کیا وہ یار بے پروا جواب

اسکو شادی مرگ کہئی یا ہجوم بیخودی
آپ سی جاتی رہی ہم خط کا جب آیا جواب

یہ بہی قسمت کا لکھا اوس شوخ نی مدت کے بعد
غیر سی لکھوا کی بہیجا میری نامے کا جواب

ابتدائی عشق مین کرتا تہا جو اوسسی سوال
دیتی تہی لطف و کرم احسان سی اچہا جواب

عرض مطلب کو اوڑا کر لکھہ دیا ہی این و آن
نامے کا میری اگر آیا تو کیا آیا جواب

نامہ بر سی پوچھتا ہون اضطراب شوق مین
کون لایا کسنی بہیجا میری نامے کا جواب

بدگمان ہی نامہ بر سی ای دل نادان عبث
میری خط کا کیا فرشتہ جا کی لائے گا جواب

کچھہ رقیبون کی شرارت ہی وگرنہ یار نے
میری نامی کا کبھی ایسا نہین لکھا جواب

باغ عالم مین نہین یکرنگ وو دل بھی کہین
گریۂ بلبل کو دیکھا خندۂ گل کا جواب

میری اونکی مدتون سے خط کتابت ترک ہی
اب کہان نامی کا جانا اور کہان آنا جواب

دیکہکر نامی کو میرے کہتی ہین قاصد سی وہ
خط ہی یا طومار ہی لکہون مین کس کس کا جواب

گو خفا ہو کر لکہا پہر بہی خدا کا شکر ہے
اوس نی بہیجا تو مجہرا چہے برا خط کا جواب

غیر سی باتون مین اولجہا تہا جو لکہا خط مجہے
فکر کرتا ہون سمجہہ مین کچہہ نہین آتا جواب

گر یہی بے اعتنائی ہے مزاج یار کی
آچکا تسلیم دلخستہ تری خط کا جواب

گلشن دنیا مین تہا وحشت اثر اپنا شباب
مثل بوئی گل ادہر آیا اودہر بہاگا شباب

کہتی ہین کسکو جوانی نام ہی کسکا شباب
شکل طفل اشک غم ہمنے نہین دیکہا شباب

نوجوانی کیسے کیسے ولولہ دکہلا گئی
اب کہان وہ جوش سن الہوا اپنا شباب

پردی غفلت کی پڑی تہی کچہہ نہ آتا تہا نظر
کہل گئین آنکہین جو ہمکو دی گیا دہوکا شباب

کمسنی مین تہی نہ ناز و ادا اوس شوخ کی
دیکہئی آگی ستم ڈہاتا ہی کیا اوسکا شباب

سہ رخون پر داغ کہانا مر کی جینا روز و شب
ساتہ اپنی کیسی کیسی حسرتین لایا شباب

دیکہتی ہین تنکی چلنا جب کسی نوخیز کا
یاد آتا ہے دم پیری ہمین اپنا شباب

بیوفا یہ سب ہین جا کر پہر نہین آتے کبہی
کیا لڑکپن کیا جوانی کیا امنگین کیا شباب

یاد بہی آتا نہین وہ عالم غفلت کبہی
خواب ہی بہولا ہوا میرا مجہے گویا شباب

کسقدر رہتا بیمروت بیوفا نا آشنا
پہر نہ آیا جا کے دم بہر کو کبہی اپنا شباب

کیون غنیمت جانون کیون آنکہون پہ مین رکہون قدم
بخشوائیگا خدا سے کیا مجہے میرا شباب

دیکہئے اونکو ہماری عاشقی کیونکر بہے
وہ ابہی تسلیم کمسن جوش پہ اپنا شباب

ردیف یای ہندی

اک تماشا ہی طرب افزا مری دل کی تڑپ
دیکہہ لی قاتل کوئی دم تو بہی بسمل کی تڑپ

مضطرِ روزِ ازل سے سبکو پایا بے نیاز
دیکھتا ہی کون موجِ آبِ ساحل کی تڑپ

فائدہ اپنا نہ بیگانے کا ابر و باد مین
ہمنے دیکھی برق کی بیسود بیحاصل تڑپ

تنگ آکر نیم بسمل چھوڑ جائیگا تجھے
اس قدر اے دل نہ زیرِ خنجرِ قاتل تڑپ

مین بھی تو دیکھون تری بیتابیونکی انتہا
ایک دن اے برق تو آکر مری شامل تڑپ

ہو داغِ دل ہرا اور شئی بیتابیِ دل اور شئی
کیا بتاؤن تجھکو کیا ہے اے مہِ کامل تڑپ

عاشقِ معنی کو کیا تسکینِ دل صورت سے ہو
قیس کو کسدن ہوئی کم دیکھکر محمل تڑپ

مین وہ بیتابِ ازل ہون پاؤن پڑکر ابر مین
برق نے میرے دلِ مضطر سے کی حاصل تڑپ

اور دم بھر روک لے قاتل کو یہ حیلہ ہے خوب
ہنس رہا ہے خوش ہے تیری دیکھکر اے دل تڑپ

لوٹتے ہین خاک پر درماندگانِ راہِ عشق
کچھ تو کم ہو دیکھکر اے دوری منزل تڑپ

جان لیکر جائیگی فکرِ دوا بیکار ہے
زندگی جب تک ہے اے تسلیم خستہ دل تڑپ

اوٹھ بیٹھے آج کسلئے پہلے سحر سے آپ
جائینگے کسکے شوق مین پچھلے پہر سے آپ

خنجر کھچا ہوا ہے گلے سے ملائیے
کچھ ہم پڑے ہین ادہر سے پڑے ہین کچھ اودہر سے آپ

جلنے نہ دینگے لاکھ ہین جوبن اوبھار پر
سیکھین فروتنی شجرِ باروری سے آپ

دیوانگی کا کیا دمِ پیری کرون علاج
جاتا رہیگا شورِ جنون میرے سر سے آپ

رکھتے نہ ہاتھ سینے پہ پھل جائین گے ابھی
واقف نہین ہین کیا مرے سوزِ جگر سے آپ

کتنے ہو زخم ہین ترے دل مین کہان کہان
مین کیا کہون یہ پوچھئے تیرِ نظر سے آپ

یہ دھوپ یہ عدو کا لبِ بام انتظار
جلتا ہون جلتے ہین جو کھڑے ہی دوپہر سے آپ

شرطِ وفا یہی تھی کہ خاموش ہو رہے
باہر نہ آئے سنکے مرا نام گھر سے آپ

تدبیرِ وصل کرتے ہین دو چار دن ہین ہم
فرما رہے ہین یہ تو اجی عمر بھر سے آپ

اقرارِ وصل کیجئے آہستہ سن نہ لے
کیا بیخبر ہین فتنہ مرغِ سحر سے آپ

آنکھون کو بند رکھتے ہی مستی شباب کی
حیران ہون کہ دل مین سمائی کدہر سے آپ

تدبیر قتل کسلئے گردن جھکائیے
ملجاون گا مین خاک مین نیچی نظر سے آپ

خط کی جواب ڈاک مین آتے ہین کس لئے
بدظن تو کچھ نہین ہین مرے نامہبر سے آپ

دیتا ہی اسکو کون شب وصل کی خبر
کہہ آتی ہے ضرور یہ مرغ سحر سے آپ

اب کیا ہی کیون قفس مین رہائی کی آرزو
اوڑ جائین گے چمن کو نہین بال و پر کو آپ

تسلیم بوے یار مین کپڑے ہین کیون بسے
آتے ہین کس سے مل کے گلے کس کے گھر سے آپ

ردیف تای فوقانی

کہہ گیا چپکے سے کیا تیر نظر آج کی رات
مسکراتی ہین لب زخم جگر آج کی رات

نا امیدی سی پشیمان تری آنے نے کیا
سیر ہو دل سے ہوی سرگرم سفر آج کی رات

دیکھکر چاند سی صورت تری کہتے ہین ملک
نظر آتا ہی زمین پر بہی قمر آج کی رات

کوچۂ یار مین دیکھو کہین پھرتا ہوگا
صبح سے مجھکو نہین دل کی خبر آج کی رات

وصل مین دیکھتے ڈرتا ہون رخ جانان کو
کہین ہو جاے نہ میری بہی نظر آج کی رات

جس طرف سی کبہی پھر کر نہین آتا کوئی
لئے جاتی ہی اجل میری اودہر آج کی رات

تو مبارک ہو عدو کو کہ ہوا آخر کار
تیرے بیمار کا دنیا سے سفر آج کی رات

عالم ابتک ہی وہی شام جدائی تیرا
کیا نہوگی مری قسمت سی سحر آج کی رات

کیا کہون عاشق جانباز کا تیرے مرنا
کچھ سنی جاتی ہی اوڑتی سی خبر آج کی رات

خوب تسلیم نکالین گے ہم ارمان دل کے
جانے دین گے نہ اونہین کل کی سحر آج کی رات

چین دونون کو نہین برق و شرر کی صورت
دل بہی دن رات تڑپتا ہی جگر کی صورت

منہ نہ پھیرا کبھی مقتل مین دم مشق ستم
وہ بڑہی تیغ کی صورت مین سپر کیصورت

دیکھتی سب کو ہین وہ آپ ہین ہر اک سی نہان
میری آنکھو نمین سمائی ہین نظر کیصورت

غیر کیا پائی تجسس سی مرے نقش قدم
کوچۂ یار مین جاتا ہون خبر کیصورت

کیون لئی جاتی ہی صحرا کو مجھی وحشت دل
کم نہین دشت جنون سی مری گہر کیصورت

خیر ہوگا نہ کرو ذکر عدو جانے دو
کہین پیدا نہوا ان ہاتون مین شر کیصورت

غم نہین چاند چھپا ہی جو گہن مین شب وصل
مجھکو بس ہی صنم رشک قمر کیصورت

مین ہون میرا دل مایوس ہے تنہائی سی
کیا کہون یار کی فرقت مین بسر کیصورت

کیا عداوت تھی کہ تصویر مین بھی مانے کو
کہینچدی مری قاتل نے نہ سر کیصورت

زور پر شام سی ہی دشت جنون فرقت مین
چاک رکھتا ہون گریبان سحر کیصورت

داغ دل داغ جگر آبلہ سینہ سے
عشق مین پہولی پہلے ہم ہین شجر کیصورت

قدر میری ہی وہی لاکہہ ہون الفت مین ذلیل
زرد رو غم نے کیا ہے مجھی زر کیصورت

مثل بوی گل تر باغ سے نکلی نکلی
عمر بہر پہر کے نہ دیکھی کبھی گہر کیصورت

آبرو کہوتی نہین رو کی غم فرقت مین
اشک پی جاتی ہین ہم چشم گہر کیصورت

نکرد فن مین نہین شیطان سی کم ای تسلیم
غیر سب جتنے نظر آتے ہین بشر کیصورت

چارہ گر کوئی نہین میری شفا کی صورت
مرقد دم دیکھون مین کیا آب بقا کیصورت

ہون زمین پر مین کبھی عرش برین پر ہون کبھی
میری پستی و بلندی ہے دعا کیصورت

بحر ہستی مین کبھی مٹکے تمہین مثل حباب
زندگی ہی تو دکہا دینگے فنا کی صورت

اسعد منزل مقصد کی تمنا ہے کہ مین
آگے ہون قافلہ سی بانگ درا کیصورت

فائدہ کیا تہوا ای شیخ ان آنکھون سی ہوا
جلوہ دیکھا نہ بتون کا نہ خدا کیصورت

کوچۂ یار کی کیا مین وسعادت مین کہون
پہر کر آتا ہی کبوتر بھی ہما کی صورت

بعد مردن نہ تشخص تہ مدفن دیکھا
ایک سی آئی نظر شاہ و گدا کی صورت

غیر کا دخل گوارا نہین اوس کوچے مین
دیکھو کن آنکھون سے [illegible] کی صورت

کیا مقدر ہے کہ دن رات ہم آغوشی سے
کاش ہوتا مین ترے [illegible] اک قبا کی صورت

کہین دم بھر بھی ٹھہرنے نہین دیتا یہ فلک
ہون مین برباد شب و روز ہوا کی صورت

کیون زمانے کے تغیر سے ہے غافل تسلیم
دیکھتا کیا نہین تو صبح و مسا کی صورت

بچتا نہین انجام کو بیمار محبت
دشمن کو بھی خالق نہ دے آزار محبت

اب صدمہ اوٹھایا کرے دن رات جفا کی
کیون دل نے کیا یار سے اظہار محبت

کیونکر نہ سنون چھیڑ کی اوس شوخ کی باتین
دیتی ہے مزہ تلخی گفتار محبت

حسرت ہے پس مرگ بھی سینے مین ہمارے
کم ہو نہ گھڑی بھر خلش خار محبت

رندان خرابات کو کیون دیتی غم عشق
زاہد کو سمجھتے جو سزاوار محبت

لاکھون مین ترے حسن کے ای یار خریدار
دل پھونکتی ہے گرمی بازار محبت

اغیار کا دم بھرتے ہین ہان بھر تسلی
مجھسے بھی کیا کرتے ہین اقرار محبت

ہر چند ہین آزاد مگر جا نہین سکتے
اوٹھکر ترے کوچے سے گرفتار محبت

پوچھین گے اگر حشر مین تو کون ہے تسلیم
بیساختہ کہدون کا گنہگار محبت

ردیف تای ہندی

آتی نہین سمجھ مین مری چارہ گر کی چوٹ
ناحق بڑا ہارا [illegible]

اچھی نہین ہوئی تھی ابھی پیشتر کی چوٹ
کھائی اک اور دل نے [illegible] کی چوٹ

دل کی بتاؤن چوٹ کہون یا جگر کی چوٹ
تو پوچھتا ہوا [illegible]

ترچھی نظر سے دونون طرف دیکھتے ہین وہ
دل کو بچاؤن چوٹ کہ روکون جگر کی چوٹ

افسوس کر رہا ہے کہ تنہا مین رہ گیا
برسون کے بعد دل سے جو میری سفر کی چوٹ

بلبل اک آبلہ تپش ہجر گل سے ہے
تڑپاتی ہے قفس مین اسے بال و پر کی چوٹ

اے چارہ گر دوا سے امید شفا نہ رکھ
جائیگی جان لیکے ہماری جگر کی چوٹ

مشکل ہے بچنا جان کا ایسے بہلیت سے
سر پر پڑی اوڑائی جو ہمنے کمر کی چوٹ

دل بھی جگر بھی جان بھی سب دردمند ہین
خالی نہ دی گئی کوئی اوس فتنہ گر کی چوٹ

اب دل تڑپ رہا ہے جگر کو قرار ہے
تنگ آ کے کیا ادہر چلی آئی ادہر کی چوٹ

بند ہے او تار لی دم جنبش گھڑی گھڑی
کہاتے عبث ہین پہول سے عارض گہر کی چوٹ

ہوتے ہین ٹکڑے ٹکڑے جگر اہل دید کے
کم تیغ سے نہین دل سینہ سپر کی چوٹ

صد چاک ہے جگر گل تر کا مگر ہے خوش
ہنس ہنس کے ٹالتا ہے نسیم سحر کی چوٹ

اچھے تو ہوگئے مگر ابتک گیا نہ داغ
قہر خدا اتھی یا کوئی آفت قمر کی چوٹ

کیونکر کہون کہ آج ہی دیکھے گا روز صبح
دیتی خبر بھی ہے ترے بیخبر کی چوٹ

کس زور سے نکلتا ہے سینے کو توڑ کر
پتھر کے دل سے پوچھیے نوک شرر کی چوٹ

بیکار جان دی وہی مر کر بھی در دیا
سمجھے تھے ہم نہونگے نہو گی جگر کی چوٹ

مین جانتا ہون موج نسیم ادب وسے
پہولون کی چوٹ ہے مجھے چوب پدر کی چوٹ

تسلیم بحث کیا کرین جاہل سے فن مین ہم
دل توڑ دیتی ہے سخن بے ہنر کی چوٹ

آئی ہے پھر جان مجھ سے تن بسمل پلٹ
حوصلہ باقی اگر ہو پھر تو اے قاتل پلٹ

دیکھکر تشنہ لبی ہوتا ہے جب پانی جگر
موج دریا جاکے آتی ہے سوے ساحل پلٹ

وصل کے اقرار سے انکار کیون کرتا ہے تو
اب زبان اپنی نہ اے عیار بیحاصل پلٹ

دیکھتا جا کوئی دم ہے نیم بسمل کی تڑپ
دیکھ پچتائے گا کہنا مان اے قاتل پلٹ

کوئی بہی سنتا نہین فرقت کی شب افسوس آہ
روز جا کرتا فلک آتی ہی سوی دل پلٹ

مثل اپنی اہل باطن کو نہ اسے غافل سمجھہ
دم مین دیتی ہین مقدر کا لکھا کامل پلٹ

حال کچھہ کہتا نہین کیا بات ہی کیون نامہ بر
راہ سی آتا ہی سوے عاشق بیدل پلٹ

ہوش پھر آتا چلا ہے تیری رند مست کو
تو ابہی جاتا کہان ہے ساقی محفل پلٹ

اب کہان وہ صحبت اغیار مین لطف و کرم
میری جانب سی گیا اوس بیوفا کا دل پلٹ

دیکھہ وہ آتا ہے ناقہ قیس پھرتا ہے کہان
حسرت لیلے اگر ہے جانب محمل پلٹ

سمجھے گا مشکل سی اے تسلیم مضمون بلند
لفظ و معنے کو ہماری دیگا کیا جاہل پلٹ

پسٹ کی سینے سے شب بہر نہ اوسنے لی کروٹ
تمام عمر نہ بہولے گی آج کی کروٹ

ملا یہ چین لحد مین کہ روز محشر تک
نہ بدلی ہمنے گھڑی بہر بہی دوسری کروٹ

تڑپ اوٹھا دل راحت رسیدہ سینے مین
شب وصال کبہی یار نے جو لی کروٹ

یہ راہ دیکھی شب وعدہ اونکی آنے کی
نہ آئی نیند ہمین صبح تک کسی کروٹ

جگائی شور قیامت تو جاگین شاید ہم
ابہی تو اپنے وہی نیند ہی وہی کروٹ

فراق یار مین جاگے تہے سو گئی جو کبہی
نہ گردش فلکی بہی بدل سکی کروٹ

زمانہ سبکو بدلتا رہا ادہر سے اودہر
مگر نہ طالع خفتہ نے لی کبہی کروٹ

تڑپ وہ دیکھہ کی خوش ہوتی ہین مری دلکی
اونہین تو کہیل ہی لینا گھڑی گھڑی کروٹ

ہجوم جوش مین انگڑائیان وہ لیتے ہین
نرالی نیند جوانی کی ہے نئی کروٹ

کمال ضعف سے ہلنا محال ہے میرا
مین خاک ہون صفت نقش پا کبہی کروٹ

کسو امید ہی جاگین گر ایسے سوئے ہوئی
خدا ہی بدلے ہماری نصیب کی کروٹ

نہ پہیرو منہ کہ پہری جاتی ہی مری تقدیر
گلے سے لپٹے رہو رات بہر اسی کروٹ

فراق یار مین جاگا کئے ہین راتون کو
نہ سوئی ہم کبہی دم بہر نہ لی کبہی کروٹ

مری طرح ہی مرا دل بھی ناتوان و ضعیف
بدل سکا نہ وہ پہلو نہ مینے لی کروٹ

بدل دے زلزلۂ حشر گور مین کہتک
پڑا رہون مین تہ خاک ایک ہی کروٹ

ہزار بدلے شب غم ادہرا ودہر پہلو
نہ آئے نیند نہ آئی اجل کسی کروٹ

کسی غرض سے بدل دی جو آکے فرقت مین
پڑے ہین بیکس و بیچارہ ایک ہی کروٹ

پڑے پڑے ہوئی آخر ہماری عمر عزیز
برنگ سایہ نہ لی ہمنے ایک بھی کروٹ

عبث تو مرتا ہی اُس بیوفا پر ای تسلیم
کہ پھر نہ لیگی ادہر جاکے زندگی کروٹ

ردیف تای مثلثہ

وصل کی شب ہی نہ چھیڑو نسبت اغیار عبث
پیار کی باتین کرو جانے دو یہ بیکار عبث

یہ بہا دینگی تجھے بھی اشک طوفان خیز سی
میری آنکھون سے نکل اے ابر دریا بار عبث

طوطی نغمہ سرا ہون مین ریاض قدس کا
کیا کریگی مجھسے تو ای بلبل گلزار عبث

ہو اگر مرضی دکھا دو جلوہ اپنے حسن کا
مثل موسیٰ مین نہین کرتا ہے دیدار عبث

دل میرا حیران ہے ہنستا دہان زخم ہے
کیا زبان تیر سے کی ای لب سوفار عبث

دو گھڑی کو آئی ہو ذکر وفای غیر سے
پھر نکالے آپ نے بیفائدہ ای یار عبث

کیا کرین وصف دہان تنگ مین ہم گفتگو
نقطۂ موہوم سے رکھتے نہین زنہار عبث

کیا تری محفل مین آئین ہم کہ ضد سے دمبدم
بے سبب تکرار کرتے ہین عبث اغیار عبث

کیا مزہ دیتی ہی باہم بیخودی کی گفتگو
کرتی ہین مستی مین جب رندان بادہ خوار عبث

آجکل کیا قحط مے ہے ایک ساغر کے لئے
کرتی ہین دو دو گھڑی تک ساقی میخوار عبث

روٹھہ گئی ہین کل خفا ہوکر عبث جس بات پر
پھر وہی تمنے نکالی آج بھی ای یار عبث

وہ جگر تفتہ ہون مین جاکر فلک پر سوزمین
کرتی ہی دوزخ سے میری آہ آتشبار عبث

کیون نہ رودین پہوٹ کر اے دشت غربت دمبدم
آبلون سے میری کرتی ہے زبان خار عبث

امت مرحومہ اے تسلیم ہے بخشی ہوئی
کیون کرین گر روز محشر احمد مختار عبث

دشت مین باعث ایذا ہین ستمگار عبث
آبلون سے مری رکہتی ہین خلش خار عبث

پاس غیرون کے وہ ہوتے ہین سنی کون ترے
نالے کرتا ہے تو اے دل پس دیوار عبث

سچ ہے تم آؤگے وعدہ کرکے ہو پوری لیکن
جہوٹی قسمین تو نہ کہا و دم اقرار عبث

بس ہے مرجانے کو اک جنبش ابروے قاتل
کہینچتا کیون ہے مرے قتل کو تلوار عبث

مین تو اوس کوچہ مین دیدار کا طالب ہی نہین
آنکہین دکہلاتی ہین کیون روزن دیوار عبث

بے اجازت نہ کبہی بوسۂ عارض لون گا
منہ چہپاتی ہو دوپٹے سے تم اے یار عبث

اونکو پروا ہی نہین خستگی عاشق کی
رنگ لاتی ہین مری دیدۂ خونبار عبث

حسرت وصل نہ میری ہے نہ زلف دلبر
بڑہتی جاتی ہے جدائی کی شب تار عبث

اب تو امید شفا ہی نہین باقی تسلیم
کرتے ہین فکر دوا کیون مرے غمخوار عبث

تیغ بیجا عمل سمجہتے ہے مجہے خنجر عبث
دونون کی نزدیک مثل شیشہ ہوئی سہمہ عبث

مل گئی جب خاک مین بیکار ہے نام و نشان
کیون لگاتے ہین احبا قبر مین پتہر عبث

طالب دیدار ہون اک مہروش کا اے فلک
دہوپ مین جلتا نہین رہتا ہون ہر دن بہر عبث

قابل پرواز اے صیاد کب ہون ضعف سے
کیون کترتا ہے قفس مین میرے تو شہپر عبث

سخت جان ہون دست نازک سے نہ تیر ہوگا نہ تیغ
توڑے قاتل نہ میری حلق پر خنجر عبث

اوج کا طالب نہ تو رکہتی تہی سودائے جاہ
صورت شیشہ بنایا ہے ہمین بے سر عبث

آسمان کا مین تو شاکی ہی نہین فرقت کی شب
آنکہین دکہلاتی ہین مجکو رات بہر اختر عبث

گہر مین وہ بیٹہی ہوئی ہین خاک بہی پروا نہین
ہم لگایا کرتے ہین اوس کوچہ مین چکر عبث

خشت بالین فرش خاکی ہر جگہہ موجود ہے
دوش پر کیون ساتھہ رکھین بالش و بستر عبث

آب فوارہ خزانے سے ہی کتنا ہو وقوف
آب کو نیچا دکھاتا ہے اوٹھاکر سر عبث

مثل سایہ مین تو خود پامال جور دہر ہون
ڈھاتی رہتے ہو ستم تم کس لئے دلپر عبث

وہ تو خود ہی جلوہ فرما دلمین شکل مہر و ماہ
کیون برای جستجو در در پھرون گھر گھر عبث

خون ہی کب تھا میرے تن مین جو خویش و اقربا
کرتے ہین دعوای خون بیہم قاتل پر عبث

ساقیا انکو مزا کیا ہے سب پہلے بزم مین
کیون شکم بھرتی ہین اپنا شیشہ و ساغر عبث

جھوٹی قسمین جب وہ کھاتے ہین یہ آجاتی ہین کام
ہم نہین رکھتے وبال دوش و گردن سر عبث

یار ہرجائی کی ای تسلیم چھوڑو جستجو
خاک اوڑاوگے کہانتک روز و شب در در عبث

مین تو تڑپا بھی نہین ہون صورت بسمل عبث
مثل خنجر کیون کھچا ہی مجھسے تو قاتل عبث

مین تو تھکنے کا نہین ہون موج صرصر کیطرح
پاؤن پھیلاتی ہی تو ای دوری منزل عبث

ناقہ لیلی کی اب تو گرد بھی پانا محال
دوڑتا ہی قیس دیوانہ پس محمل عبث

یہ تو ہی تجھسے گریزان ہو فنائی سے مدام
ساتھہ دریا کا ترا دیتا ہی ای ساحل عبث

اپنی پروا جب نہین اوس آتشین رخسار کو
کیون جلاتین شعلہ فرقت سی اپنا دل عبث

دیکھنو دیتا نہین یہ روی لیلے نجد مین
دشمن مجنون بنا ہے پردہ محمل عبث

جھگڑے ہی دین و کفر کی ہونگے نہ یکسو حشر تک
روز و شب ای شیخ ہی بحث حق و باطل عبث

جلوہ فرما وہ تو ہی ٹوٹی ہوئی دلمین مری
ڈھونڈھتا پھرتا ہی گردون پر مہ کامل عبث

عقدۂ قسمت کھلا کب ناخن تدبیر سے
رکھتی ہی امید آسانی مری مشکل عبث

جو مقدر کا لکھا ہی وہ ملیگا گھر مین بھی
لیکے کاسہ در بدر پھرتی ہین کیون سائل عبث

بات بھی کرتا نہین نخوت سے جو مغرور حسن
ایسے بے پروا پر ای تسلیم ہو مائل عبث

ردیف جیم تازی

جان بلب ہون اب نہین اک حال پر دم بہر مزاج
پوچہتے ہو کیا دم آخر مرا دلبر مزاج

خود اگل پڑتا ہی پہر قتل عاشق میان سی
دیکہتا رہتا ہی اوس بیرحم کا خنجر مزاج

پاؤن پر رکہتا ہون سر بہی جوڑتا ہون ہاتہہ بہی
اور لاؤن تند خو کا راہ پر کیونکر مزاج

دل مرا وہ دوستی پیشہ ہی وقت صبح روز
پوچہتا پہرتا ہون مین احباب کا گہر گہر مزاج

چلبلاپن دل لگی اوس شوخ کی خلقت مین ہے
ناز کا انداز کا طفلی سے ہی خوگر مزاج

رکہہ لیا ہی وقت آرایش جو اوسنی روبرو
دیکہتا ہون آئنہ کا عرش اعظم پر مزاج

کس کڑی پن ہی سر شوریدہ کٹواتے ہین ہم
وقت آخر ہی وہی اپنا تہ خنجر مزاج

مین تو سب کچہہ دل کی حالت بیمروت سی کہون
کیا کرون پاتا نہین رحم آشنا دم بہر مزاج

آگ بجہاتا ہے سنکر سوز دل وہ شعلہ رو
دور سی دیتا لپٹ ہی صورت اخگر مزاج

جاتی دینا آج کیا دیکہی جو بالین پر مرے
پوچہنی آئے ہو تم کچہہ مہربان ہو کر مزاج

کچہہ کہا جوش مستی مین اگر کر نا معاف
آپ مین رہتا ہی کب از تیغ میں بیکر مزاج

لطف مین تسکین نوازی مین کرم مین خلق مین
تہا شہ کونین کا کونین سے بہتر مزاج

راستبازون سی کری اپنی جو ہر ساعت کجی
خاک مین ایسا ملا دی خالق اکبر مزاج

ہم گنہگارون پہ برساتا ہی دوزخ کی شرر
آگ بجہاتا ہی واعظ کا سر منبر مزاج

اوٹہہ گئے مادر پدر بہائی تری عبداللطیف
اب کرین تسلیم کس سی ہم خفا ہو کر مزاج

ہو چکا ہونا تہا جو ای چارہ گر میرا علاج
مرگ بالین پر ہون پر دم ہی اب کیسا علاج

درد دل درد جگر سوز فراق شعلہ رو
مین کرون اس بیکسی مین آہ کس کس کا علاج

بعد مردن بہی وہی ہی گور مین دلخستگی
میری زخمون کا نہین کونین مین پیدا علاج

زخم غنچہ زخم گل زخم دل زخم جگر
چار باغ دہر مین ہین زخم چارون کا علاج

مین زمین پر وہ شرف افزای چرخ چارمین
حضرت عیسیٰ کرین کیونکر مری دلکا علاج

تنگ آکر درد دل سے یون ہین کہتا ہے کچھ
آجکل مین ہم کرینگے آپ ہی اپنا علاج

جز اجل ممکن نہین بیمار الفت کو شفا
درد دل دونا ہوا جتنے کیا جتنا علاج

جو مسیحا ہے مرا طالب رہی ہے موت کا
پھر کرون اس بیکسی مین ای خدا کسکا علاج

جب کہا ای یار کیا ہو چارۂ درد جگر
ہنسکے بولا موت سے بہتر نہین اسکا علاج

یارون کو کہنے سے کرتا ہون دوا ای درد دل
گریہ مین اچھا ہوا پھر چارہ گر کا کیا علاج

دیکھتی ہی درد دل درد جگر مجھسے ہی تھا
اوس مسیحا نے کیا آکر بہت اچھا علاج

ان طبیبونکی دوا سے ہو چکی حاصل شفا
اب خدا پر چھوڑ دو ای تسلیم تم اپنا علاج

ردیف ہندی

ہاتھ میری قتل سے ای قاتل خونخوار کھینچ
پھینک دی یا کند خنجر میان سے تلوار کھینچ

کشتۂ بیداد ہون تصویر ای مانی مری
کھینچ سینہ زیر زانو حلق پر تلوار کھینچ

یہ رفیق دشت غربت ہین مجھے دل سے عزیز
میرے تلوون سے نہ ای جراح کوئی خار کھینچ

بار گردون کچھ نہین ہے رہنے دے ای مجنون مگر
تو مری چاک گریبان کا نہ ہر دم تار کھینچ

ساکنان آسمان پر ہے جہنم کا عذاب
ای دل سوزان نہ ہر دم آہ آتشبار کھینچ

کچھ تو کہدے ہان نہین سنکر سوال وصل کو
دم نہ وقت عہد و پیمان ای بت عیار کھینچ

جذبۂ عشق زلیخا کس قدر گستاخ تھا
مصر مین یوسف کو لی آیا سر بازار کھینچ

دیکھکر سوی عدو انکار کرتا ہے عبث
سامنی آنکھون کے ای بدخو نہ تو دیوار کھینچ

شرط الفت ہی یہی ای جذبۂ شوق ستم
تیر قاتل کو جگر مین تا لب سوفار کھینچ

شاید آجائے ابھی اسے جان بر لب آمدہ — جس طرح ہو اور دم بھر انتظار یار کھینچ

ذوق آتا ہے لب بام اونکی خواب ناز مین — نالی تو اے دل نہ راتون کو پس دیوار کھینچ

سیکڑون دل اسمین وابستہ ہین تو ہنگام زیب — زور سے اتنی نہ زلف عنبرین اے یار کھینچ

چاہئے تسلیم کچھ پاس نزاکت بھی ضرور

اونکو آغوش تصور مین نہ تو ہر بار کھینچ

یہ نیرنگ جہان ہے سب سر ہیچ — زمین و ذرہ و شمس و قمر ہیچ

کہون کیا گو نکو وصف صنم ہے — دہن تو ہی ہی کچھ لیکن کمر ہیچ

قفس مین حسرت پرواز کیسی — کہ ہین بیطاقتی سے بال و پر ہیچ

سنان تیر مژگان کے مقابل — جگر کے دل کی ہے میری سپر ہیچ

ہوئی پیدا عدم اپنا ہوا انجام — ہمارے مبتدا کی ہے خبر ہیچ

دو رنگی ہے زمانہ کی وگرنہ — فریب جلوہ شام و سحر ہیچ

یہ پستی و بلندی کچھ نہین ہے — زمین و آسمان فتنہ گر ہیچ

گلستان ہے کبھی سرسبز صحرا — نظر مین ہین گل و خار و شجر ہیچ

فراق یار مین بے جذبۂ عشق — فغان و نالہ و آہ سحر ہیچ

زمین و آسمان و ذرہ و ماہ — بظاہر تو یہ سب کچھ ہین مگر ہیچ

بھروسہ کیا فروغ زندگی کا — کہ ہے دم بھر مین مانند شرر ہیچ

اگر نکلے نہ شب بھر حسرت وصل — نیاز و ناز باہم تا سحر ہیچ

محبت دلبران خوبرو سے — سمجھا اے دل ہے شیشہ پر اثر ہیچ

یہی گر بے ثبات زندگی ہے — متاع جان و دل سیم و زر ہیچ

بگولی کی طرح دشت جنون مین — اوڑانا خاک ہے بالا سر ہیچ

یہ نیرنگ جہان ہر چند ہے خوب — دل آرا دلربا دلکش مگر ہیچ

کوئی کون ومکان خالق نہ پیدا
وگرنہ تھے عدم مین پیشتر ہیچ

محبت رکھہ حبیب کبریا سے
یہی سب کچھہ ہی جو کچھہ ہی دگر ہیچ

نہین حاصل جسے عرفان یزدان
بشکل گاو خر ہی وہ بشر ہیچ

سوائے ذات پاک حق تعالی
یہ سب تسلیم ہے پیش نظر ہیچ

ردیف حای حطی

آنکھون سے آنکھین ملاو چشم جوہر کیطرح
منہ نہ پھیرو وقت آخر اسنے خنجر کیطرح

وصل کی شب لائے ہو تشریف اگر مدت کے بعد
جانے دو شرم وحیا بیٹھو اوٹھو گھر کیطرح

جس طرف جاتی ہو سب بیہوش آتی ہین نظر
چشم ساقی پھرتی ہی محفل مین ساغر کیطرح

آگ بھر دی ہی تپ سوز فراق یار نے
دل دہکتا رہتا ہی دن رات مجمر کیطرح

تیز ہی دم سے خنجر سفاک کا بڑھتا ہے دم
سخت جانی تیز کر دیتی ہے پتھر کیطرح

اس تمنا کا برا ہو جستجوے یار مین
پھرتے رہتے ہین ہماری پاؤن بھی سر کیطرح

نیند کیسی سنکے وعدہ انتظار یار مین
رات بھر آنکھین کھلی رہتی ہین اختر کیطرح

وائے ناکامی کہ قاتل کچھہ سمجھکر راہ سے
آتے آتے پھر گیا میرے مقدر کیطرح

کیون کرین ہی جوش وحشت ہم وطن کی آرزو
وادی غربت مین ہین آرام سے گھر کیطرح

کیا نہین مینے خوشامد کی مگر وہ تندخو
مجھسے برہم ہی رہا زلف معنبر کیطرح

خانہ ویرانے نے دونون کو برابر کر دیا
دشت غربت کی جو صورت ہے وہی گھر کیطرح

رات دن پھرتا ہون لیکن نقش پا پیدا نہین
مجھکو بھی گردش ہی گویا چرخ اخضر کیطرح

گور مین سونے نہین دیتی تڑپ اے دل ترے
چھوڑ تو بھی ساتھہ میرا جان مضطر کیطرح

پھر بھی دیتا ہی ہمین لطف اسیری ضعف سے
بیٹھے ہین کنج قفس مین مرغ بی پر کیطرح

دیکھتے ہین آئینہ وہ ناز سے انداز سے — آئینہ تکتا ہے منہ حیران و ششدر کیطرح

دیکھئے کب صبح ہو تسلیم ہجر یار مین
بڑھتی جاتی ہے شب غم روز محشر کیطرح

ادہر بھی درد ہوا ہے چارہ گر اودہر کیطرح — تڑپ رہا ہے یہ دل بھی مرا جگر کیطرح

سبک روی سے کہین راہ مین نہین تھکتا — مری بھی آمد و شد ہے مگر خبر کیطرح

خدا بنا دے تو آویزہ اونکے کانونکا — کہ بوسے رخ کے شب روز لون گہر کیطرح

وہ بے نشان تھے زمانے مین کاہش تن سے — کسی نے ہمکو نہ دیکھا تری کمر کیطرح

بہار آئی گئے ہم سیاہ بختی سے — پھلے نہ باغ جہان مین گل سپر کیطرح

بتائین کیا کہ زمانے مین جا کے کیا دیکھا — گئے نظر کی طرح ہم پہرے شرر کیطرح

نہ چہوٹے کبھی ہے بے پردگی مقدر مین — ازل سے چاک گریبان مین ہم سحر کیطرح

وطن کا قصد بیابان سے کیون کرین بیکار — یہان بھی بیٹھے سے کٹتی ہی عمر گہر کیطرح

وہ پائمال خلائق ہون آکے جانے مین — ہمیشہ ٹھوکرین کہاتا ہون سنگ در کیطرح

بشر کو چاہئے باغ جہان مین ہو کے نہال — جہکائے سر کو رہے شاخ باردر کیطرح

وہ ناتوان تھے جہان ہم گرے وہین کے ہوئے — اوٹھے زمین سے کبھی پھر نہ اشک تر کیطرح

وطن مین تنگ تھا ایسے کہ بہاگ نکلے جب — کیا نہ گہر کی طرف رخ کبھی شرر کیطرح

مزہ دیا ہے ہمین داغ دل نے زیر فلک — کہ عمر بھر نہ دوا کی کبھی قمر کیطرح

کب آیا دن کو جو آئے گا رات کو وہ ماہ — غلط یہ شام کا وعدہ بھی ہے سحر کیطرح

اب اور کسکو سوا ہے ہمین اے تسلیم
پھرا نہ جاکے کبوتر بھی نامہ بر کیطرح

ردیف خای معجمہ

برنگ گل ہے کیا نازک بدن سرخ — کہ ہے سادہ بھی اوسکا پیرہن سرخ

رعایت اتنی کر قاتل پس مرگ
کہ دے اپنے شہیدون کو کفن سرخ

لیا بوسہ جو عارض کا خط کی
نکر غصے سے منہ اے گلبدن سرخ

خراش آبلہ پائی کہون کیا
بیابان سے زمین ہے تا وطن سرخ

ابھی کم سن ہو پان اتنا نہ کھاؤ
کہ سب دیکھین لب و دندان ہین سرخ

تہ مدفن بھی ہین خونبار آنکھین
نظر آتا ہے دامان کفن سرخ

سوا اون خشمگین آنکھون کے ہمنے
نہین دیکھا کہین ابتک ہرن سرخ

نہ لو سر پر کسی کا خون ناحق
نظر آئے گی زلف پرشکن سرخ

شفق پھولی ہے یا پیر فلک نے
حماقت سے ہے پہنا پیرہن سرخ

ازل سے ہون شہید تیغ قاتل
ابھی تک ہے لب زخم کہن سرخ

رخ گلرنگ کا پھیلا ہے جو عکس
نظر آتی ہے اوسکی انجمن سرخ

لبون سے اونکے دون تشبیہ کیونکر
عبث غصے مین ہے لعل یمن سرخ

شہیدون کے لہو سے دیکھ لینا
زمین اونکا کرے گا بانکپن سرخ

نظر پڑتی ہے سبکی چشم پر دور
نہ پہنو پیرہن اے جان من سرخ

کھلاتے گل جو رنگین طبع تسلیم
زمین شعر ہو مثل چمن سرخ

بلا غمزہ ستم عشوہ ادا شوخ
سراپا ہے وہ بت نام خدا شوخ

شب غم آتی ہے اٹکھیلیون سی
قضا بھی ہے مری بے انتہا شوخ

ستانون گا ملا ہے خون دل بھی
کب ایسا رنگ لاتی ہے حنا شوخ

بھلا دیا سب اٹکھیلی صبا کی
جو ہوتا باغ مین وہ دلربا شوخ

لقب کیا کیا ہین اوس آشوب جان کو
قیامت فتنہ آفت بیوفا شوخ

نہ آنکھون مین نہ دل مین ٹھہرے دم بھر
وہ دلبر ہے چھلاوے سے سوا شوخ

مزہ کیا دل کی بیتابی کا آخر
نہو معشوق جب تک چلبلا شوخ
کبھی گل کو کبھی غنچے کو چھیڑا
طبیعت کی ہے کیا بادِ صبا شوخ

وہی ہے شعر ہوں تسلیم جسمین
مضامین چست لفظ مدعا شوخ

ہے جیسا اب بت عیار گستاخ
نہ تھا ایسا کبھی زنہار گستاخ
عبث بھی چھیڑتی ہے آبلوں کو
قیامت کی ہے نوکِ خار گستاخ
سبھے گی خوب باہم رسم الفت
میں ہوں بیباک تیرا یار گستاخ
عبا پر دین نہ کیونکر مے کے چھینٹے
بہت ہیں شیخ سے میخوار گستاخ
ہٹا دے رخ سے دامن کب ہوا ایسا
تمہارا طالبِ دیدار گستاخ
لیا کرتی ہے بوسے زلف رخ کی
ہوئی ہے چڑھ کے سر اے یار گستاخ
خلافِ وضع ہو کیونکر کوئی بات
نہ میں سفلہ نہ میرا یار گستاخ
اوسے منہ شوقِ بوسہ نے لگایا
ہوا ارمانوں سے دلدار گستاخ
نہیں ہوں بے ادب چھیڑوں جو تمکو
مگر ہاں شوق ہے اے یار گستاخ
تمہارے ہیں لقب دنیا میں کیا کیا
ستمگر بیوفا عیار گستاخ

مزاج اوسکا ہوا تسلیم نازک
نہ تم ہونا کبھی زنہار گستاخ

ردیف دال مہملہ

کچھ نہیں ہر چند ہے آفاق میں ہر دل پسند
سر اوسی کو جانیئے جسکو کرے قاتل پسند
ایک ہیں دونوں محبت میں مگر عادت جدا
قیس شیدا نجد کا لیلی کو ہے محمل پسند
تشنہ لب رہتا ہے عالی ہمتی سے بھر آب
منت دریا نہیں کرتا کبھی ساحل پسند

ایک صورت پر نہین دو دن بھی نیرنگ جہان
کیا سمجھکر کرتے ہین پھر غافل و عاقل پسند

اہل ہمت جانتے ہین کشتی بحر نجات
کرتے ہین کس کس خوشی سے کاسۂ سائل پسند

ایسے ویسے جمع ہین ہمکو تو نفرت ہو گئی
شمع و پروانہ کو ہو گی یار کی محفل پسند

دور رہتا ہے ہلال آسمان سے آفتاب
صحبت ناقص نہین کرتا کبھی کامل پسند

چور رکا دم کا نہ رہزن کا کہین خوف و خطر
جانے والون کو عدم کی کیون نہو منزل پسند

نوجوانی کی امنگین عہد پیری مین کہان
اچھی صورت کیون کرین بیسود و بیحاصل پسند

چھیڑتا ہی اور بھی قاتل سنان تیر سے
آگیا ہے خندۂ زخم دل بسمل پسند

منہ نہین کرتا سوے دیر صنم قبلہ نما
دہر مین حق آشنا ہوتے نہین باطل پسند

بات ہو جبتک نہ کوئی شعر اوسے کیونکر کہین
کرتی ہے ایسے سخن کو خاطر جاہل پسند

حلق پر رک رک کے چلنا خنجر بے آب کا
ناز قاتل سے سوا کرتا ہے ہر بسمل پسند

شعر آسان کیا پڑھون تسلیم یارونکے حضور
دے مجھے اللہ ذوق فکر سخن مشکل پسند

شمع کی مانند چلے سر اوتر جانے کے بعد
زندگی بخشی خدا نے ہمکو مر جانے کے بعد

شانہ آئینہ منگایا پھر نکھر جانے کے بعد
بال زلفون کے بگاڑے خود سنور جانیکے بعد

رہ گئین مطلب کی باتین لکھتے لکھتے خط شوق
وا ہے غفلت یاد آئین نامہ بر جانے کے بعد

شکر ہے تسکین دل اونکو رہی مدنظر
خط مجھے لکھا کئے ہر روز گھر جانے کے بعد

چاہئے انسان کو ہر وقت حفظ آبرو
پھر گہر رہتا نہین آب گہر جانے کے بعد

بحر ہستی مین کرین کیا فکر تن زیر مزار
پھر غم کشتی نہین رہتا اوتر جانے کے بعد

وصل کو وعدہ سے تھین کیا کیا امنگین جوش پر
مل گیا دل خاک مین اونکے مکر جانے کے بعد

جو مقدر مین لکھا تھا وہ ہوا فرقت مین حال
ذکر اوسکا کیا کرین ہمدم گذر جانے کے بعد

کیا کہون کیا حال ہوتا ہے تمہارے ہجر مین
ہوش تک آتا نہین دو دو پہر جانے کے بعد

وای قسمت رکھہ دیا تیر و کمان سفاک نے
کیا خیال آیا مری سینہ سپر جانی کے بعد

کیا تماشا ہی عدم مین جسکو یا رب دیکھکر
رخ نہین کرتا ادہر کوئی بشر جانی کے بعد

کوئی دم خالی نہین پاتا غرور حسن سے
کس گھڑی دلکی کہو نہین اونسی بہر جانیکی بعد

نیم جلوہ کا ہون مہمان دیکھہ لین اہل نظر
پھر نہ آؤن گا کبھی مثل شرر جانے کی بعد

شکر ہی پرواز کے قابل کیا اللہ نے
پھر قفس مین پر نکل آئی کتر جانے کی بعد

اتیوای تسلیم مین اہل ہنر بہولی ہوئے
یاد فرمائین گی کیا کیا مجھکو مر جانیکے بعد

گو بغل ہر مین مہ و مہر و فلک اختر بلند
خاکساری سی نہین میری زیادہ سر بلند

بعد مردن کل پڑا ہوگا نشیب گور مین
دیکھنے کو آج ای منعم بنا لی گھر بلند

جو سیہ رو کو نگاہ کم سے ای واعظ نہ دیکھہ
سنگ اسود کسقدر ہی مرتبہ مین سر بلند

مل گئی جب خاک مین نام و نشان بیکار ہی
کیون سر مدفن لگائین اقربا پتھر بلند

بی ثباتی عالم فانی کی دل تڑپا گئی
ملگیا مین خاک مین دیکھا جو بام و در بلند

سر جھکاتا ہی ادب سی شیشہ صہبا مدام
کسقدر ہی میکدی مین رتبہ ساغر بلند

جھک گئی سر سیکڑون جانباز الفت کی وہین
جب کیا مقتل مین اوسنی کھینچکر خنجر بلند

دشت مین کاہیدگی سی مین ہون مانند غبار
پست کرتی ہی کبھی مجھکو کبھی صرصر بلند

آسمان کو پھونک دیتا ہی بخار سوز عشق
آگ بنجاتا ہی اس دل کا دہوان ہوکر بلند

اسقدر ہی تنگ ای تسلیم ایوان قفس
کر نہین سکتی اسیران مصیبت پر بلند

ردیف دال ہندی

مین تو مین غیرون سی بھی کرتا ہی ای دلبر گھمنڈ
دیکھئی کیا رنگ لاتا ہی ترا بڑھ کر گھمنڈ

مجھکو اوسکی عام رحمت کا بھروسا روز حشر
تجکو ای شیخ حرم زہد و عبادت پر گھمنڈ

خط نکلنے دو کرو گے جب لگاوٹ آپ سے
پوچھین گے کم ہو گیا کیون آپکا بڑھکر گھمنڈ

دل کی سنتے ہو نہ سنتے ہو جگر کا اضطراب
کسقدر ہے آپ کو حسن دو روزہ پر گھمنڈ

دیکھتا ہون جب کہچا پاتا ہون ای قاتل اسے
پوچھہ تو کس بات کا تجھکو ہے ای خنجر گھمنڈ

آج ای منعم دکھا لی کبر سے چین جبین
کل نہ کام آئیگا پیش داور محشر گھمنڈ

عارضی جو حسن تہا وہ بھی تو رخصت ہو گیا
اب تجھے کس بات کا ہے ای بت خودسر گھمنڈ

گو فلک سے بھی مگر کمتر نوازی ہی وہی
ذرہ سے رکھتا نہین ہرگز شہ خاور گھمنڈ

رند مفلس جان کر آتا نہین میرے قریب
کسقدر ساقی کو ہے دو چار ساغر پر گھمنڈ

بھر زیب و زینت و آرام دینا خوب ہین
ہان اگر پیدا کرین دل مین نہ سیم و زر گھمنڈ

لعل گوہر کو نہین ہمرتبہ اپنا جانتا
قہر ہی کرتا ہی کیا پتہر سے بہی پتہر گھمنڈ

وہ زمانہ ہے کہ اپنا عہد طفلی بہول کر
کرتی ہی مادر پدر سے نوجوان دختر گھمنڈ

طوق لعنت کا ہوا ابلیس کو اس سے نصیب
کہینچ لایا خلد سے مردود کو باہر گھمنڈ

خاکساری عاجزی کیونکر تی ہر دم اختیار
گر سمجھتے بادشاہ دو جہان بہتر گھمنڈ

ہے حقیقت بے ہنر بے آبرو بے اعتبار
اس لیاقت پہ کری تسلیم بے جوہر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

ہمنشین نزع کی حالت مین نہ پہنا تعویذ
اب اثر خاک کریگا مجھے گنڈا تعویذ

نہ گھٹی دل کی تڑپ ورجو باندھا تعویذ
خون بسمل سے یہ کیا لکھا تہا میرا تعویذ

شور شگریہ ہوا کم نہ گئے دل کی تپش
کبھی دریا مین کبھی آگ مین ڈالا تعویذ

دای قسمت نہ گئی دل کی تڑپ مر کر بھی
اوڑ گیا ذرے کی مانند لحد کا تعویذ

سنکے چپ ہو رہے آزار محبت عامل — پڑہ کے گنڈا اندریا کوئی نہ لکہا تعویذ
دوستو نام کو بھی درد جگر مین نرہے — باندہ دو لاکے اگر یار کے سر کا تعویذ
ہون وہ برگشتہ مقدر کہ بگڑ کر نہ بنے — ہو گیا اوس کا اثر یا نہ ہوا حب کا تعویذ
کس مرض سے مجہے پانا ہی پس مرگ شفا — کیون بناتے ہین سر گور مرا تعویذ
نہ جنون کم ہوا سودا نہ گیا سر سے مرے — مینے کس کس کی نہین گور کا پایا تعویذ
شکر ہی کچہہ تو اوسے ہے مری صحبت کا اثر — آپ لکھوا کے دئے یار نے بیجا تعویذ
درد دل مین کبہی درد نہین دیکہی نہ کبہی — زندگی بہر کوئی باندہا کوئی کہولا تعویذ
اب تو بیمار محبت کی بڑی حالت ہے — دوستو لاؤ کہین سے کوئی اچہا تعویذ

روز افزون جو ہی درد جگر ای تسلیم
کیا کریگا مجہے تاثیر کسے کا تعویذ

بہیجتا ہون مین یہانتک اونہین لکہکر کاغذ — اوڑ جاتا ہے رہا ہاتہہ مین دن بہر کاغذ
وہ پڑہین یا نہ پڑہین دل کی ہین اپنے مختار — بہیجنا لکہہ کے مجہے روز ہے ابتر کاغذ
خط مین لکھنا نہ تہا حال دل صد چاک مجہے — پہاڑ کر پہینکدیا دوستو مین پہ کاغذ
حسرت دید جو خط مین رخ روشن کی لکہی — نظر آیا ورق مہر سے بڑہ کر کاغذ
ناتوانی سے اوٹھانا ہی قلم بہی مشکل — بیٹھے رہتے ہین لئے ہاتہہ مین دن بہر کاغذ
بے ثباتی کبہی اپنے جو رقم کی مینے — اوڑ گئے حرف سے حرف ہاتہہ سے سراسر کاغذ
نامہ مجہکو جو کبہی اوس بت نوخط نے لکہا — آنکہون پر رکہہ لیا چہاتی سے لگا کر کاغذ
جی بہر آیا جو دم نامہ نگاری اپنا — حرف سب مٹ گئے اشکون سے ہوا تر کاغذ
ہاتین مطلب کی جو تہین اونکا نہین کوئی جواب — رہ گیا دیکہنے سے خط کا اولٹ کر کاغذ
تار کی مانع تحریر ہے کیا خط وہ لکہین — بار خاطر ہو جو لین ہاتہہ مین دم بہر کاغذ
اپنی بربادی اونہین مینے جو لکہی تسلیم — اوڑ کے ہاتہہ سے ہوا ہو گیا کاغذ

ردیف رائی مہملہ

جوانی سے زیادہ لائی پیری مجھکو جوبن پر ۔ نہین یہ جھریان انکے خط ہین جا بجا تن پر
زمانی کی حوادث سے مبرا اہل رفعت ہین ۔ نہین گرتی کبھی بجلی مہ تابان کی خرمن پر
بھرا آتا ہے دل لبریز ساغر دیکھکر ساقی ۔ تمناؤن کا میری خون کیون لیتا ہے گردن پر
مین ہون وہ بلبل آتش قدم اس باغ عالم مین ۔ کہ جل اوٹھے اگر بیٹھون کبھی شاخ نشیمن پر
چمن سے اوٹھ گیا اے ہمصفیر کون رشک گل ۔ کہ چھائی ہے اداسی لالہ و نسرین و سوسن پر
مین رویا یار سے مل کر ہنسا پہلو مین دل کیا کیا ۔ کہ میرے اشک حسرت آج ہین اسکی دامن پر
ہمیشہ ہجر مین رو رو کے تر کرتا رہا دامن ۔ کبھی آنکھین نہ سینکین آتش رخسار روشن پر
وہی پر چادر و بستر لحد مین آج سوتے ہین ۔ نہ آتی تھی جنھین کل نیند برگ گل کی خرمن پر
کہان فرصت نظر کو دید یار شوخ و کمسن سے ۔ کبھی ہے اوسکی چھل بل پر کبھی اوسکی لڑکپن پر
یہ قسمت اپنی اپنی تن پڑا ہے بے کفن اب تک ۔ جگہہ دی آسمان نے خون سے قاتل کے دامن پر
گلا کاٹا ہے تنگ آکر فراق یار مین مینے ۔ لئے جاتا ہون اپنا خون ناحق اپنی گردن پر
مین عاشق ہون بتون کا کیا ملون اے شیخ کعبہ سے ۔ کہ بیعت کر چکا ہون دیر مین دست برہمن پر
ترا خنجر بھی اے قاتل عجب طناز شاہد ہے ۔ نئی اٹکھیلیان کرتا ہوا چلتا ہے گردن پر
دکھائیگی تماشا میری بیتابی قیامت کو ۔ شکن پڑ جائیگی تڑپونگا جب محشر کے دامن پر
خوشی سے زخم ہنستے ہین اوچھل کر خون آتا ہے ۔ تماشا ہو شفق پھولی اگر قاتل کے دامن پر
نہین بے رحم ایسے ہو کہ نالے سنکے ہنستے ہو ۔ وگرنہ گل گریبان چاک ہین بلبل کی شیون پر
دعائین کرتی ہین احباب پھر فاتحہ تم بھی ۔ اوٹھا دو ہاتھ اپنے عاشق بیکس کے مدفن پر
پڑی ہے لوٹ مین چشم تمنا وقت نظارہ ۔ کبھی ہے اوسکی عارض پر کبھی ہے شوخ چتون پر
نہین ہے سبزہ خط عارض پر نور پر اوسکی ۔ خضر ہین جلوہ افزا چشمہ خورشید روشن پر

جوانی اب کہان تسلیم جا ہین کسکو پیری مین
کبھی صدقی تہی ہم بہی مرکر اپنی یار پر تن پر

زاہد کو ناز طاعت لیل و نہار پر
میری نظر ہے رحمت پروردگار پر

آئی بہار لالہ و گل ہین او بہار پر
نازان عروس باغ ہین کیا کیا نکھار پر

روؤن جو بیٹھکر مین کسی کوہسار پر
پھر جائے پانی آبرو آبشار پر

پھیرو چھری گلے پہ کہ جھگڑا تمام ہو
ڈالو ہی خاک اپنی وفا میری پیار پر

اللہ رے بدگمانی صیاد رات کو
اوٹھ اوٹھ کے دیکھتا ہے مری بار بار پر

یارون کے دل مین تہی وہ کدورت کہ بعد مرگ
سب ڈالتے ہین خاک ترے خاکسار پر

آنسو ہین اسطرح سر مژگان رکے ہوے
گویا چڑھے ہین حضرت منصور دار پر

ساقی کہان ہے جلد خبر لے کہ بے تری
بجلی گرا رہی ہے گھٹا بادہ خوار پر

عنقا دہن کو کہتے ہین نازک کمر کو بال
آتے ہین جس گھڑی شعرا اختصار پر

جیتا ہون سنکے حرف تسلی فراق مین
موقوف زندگی ہے مری غمگسار پر

حاجت نہین ہے نامہ و قاصد کی ہجر مین
دل کی خبر منگاتے ہین اشک لگاتار پر

کرتی ہین پیار چھاتی سے لپٹا کے دشت مین
عاشق ہین آبلے بہی کف پا کے خار پر

جا گھر عدو کے دیکھ وہان سو طرح کے عیش
کیا بیکسی تو بیٹھی ہے میرے مزار پر

مے لیتے ہین جو قرض کی مل جاتی ہے کبھی
موقوف میکشی ہے ہمارے ادھار پر

لون گا تجھی سے حشر مین جاتا ہون چھوڑ کر
اوس بیت کو ای خدا مین ترے اعتبار پر

مرکر بہی آسمان ہے عدو اپنا اوج کا
برسا رہا ہے پانی ہمارے غبار پر

تن کھینچتا ادھر ہے ادھر روح کو اجل
کیا وقت کشمکش ہے تری جان نثار پر

مرکے بہی اپنے ہین وہی رنگین مزاجیان
پہولی ہین پہول لالے کی طرح سے مزار پر

مانگین دعائین حشر لحد مین پڑے پڑے
ٹہری ہے وصل یار کی روز شمار پر

اوٹھا اگر ہوا سی تو پانی برس پڑا
پتھر پڑین بلند سے مشت غبار پر

اللہ ری سوز عشق کہ ہر سانس پھر مین
بجلی گرا رہی ہے دل بیقرار پر

احسان لون کسیکا پس مرگ کس لئے
بس ہی ردا کی سبزۂ خود رو مزار پر

خالی ہی پل صراط سی مقتل نہین مرا
چلتی ہی دہار خون کی خنجر کی دہار پر

بخشی خراش آبلہ پائی وہ مزے
دوڑا ہون ننگی پاؤن بیابان کی خار پر

اک روز لا اوڑین گی عناصر سی عدم
پرواز مرغ روح گو بس ہین یہ چار پر

مژگان کی یاد مین مجھی غفلت ہی رات دن
سچ ہی کہ نیند آتی ہی انسان کو دار پر

پرواز کی ہوس پس مردن بھی ہے وہی
ہل جاتے ہین پڑے پڑے [illegible] اختیار پر

جسدم اوٹھی گی باگ نہ ٹھہرینگی جز عدم
ہم ہین سوار ابلق لیل و نہار پر

کس کے شہید ہین کہ بچھا جاتے ہی بہار
ہر سال آکے چادر سبزہ مزار پر

بدلی کی پردے ہین کبھی شبنم کے بھیس مین
روتا ہے آسمان ہماری مزار پر

مدت کی بعد چھوڑ دیا بیکسی نے ساتھ
کیا کہہ گئی وہ آکے ہماری مزار پر

ماتم ہی اپنی مرنے کا گھر گھر مگر چراغ
خوش ہوکے ہنس رہا ہی ہماری مزار پر

یارب یہ ہوا سوزش دل کا کہ بعد مرگ
سبزہ بھی جل گیا جو اوگا تھا مزار پر

تسلیم گو ہین پیر مگر دل جوان ہی
مرتی ہین جامہ زیبون کی اب بھی نکھار پر

کشتا نہین ہون کب سی ہی برابر تہ خنجر
یارب ہے [illegible] یا کوئی پتھر تہ خنجر

اس رنگ سی کھنچوائی ہی اوس شوخ نی تصویر
سینہ تہ زانو ہے مرا سر تہ خنجر

پڑتی ہی نظر ابروی قاتل پہ دم ذبح
دکھلاتی ہی قسمت مجھی خنجر تہ خنجر

وہ آگ بھری تھی تب غم کی مری دلمین
ہی قطرہ وہ بنا خون کا اخگر تہ خنجر

کیون دیر لگاتی ہی [illegible] سپردم قاتل
دم بھر کی ہی [illegible] گردن وہ بہر تہ خنجر

دل مین ہی کہ ارمان نکالون دم آخر
منہ چوم لون قاتل کا تڑپ کر تہ خنجر

کہتا ہی جگر دل سی تڑپتا مین تری ساتھہ
ہوتا جو کوئی اور بہی خنجر تہ خنجر

گویاس کی نظرین سو جلا دتہین پہر بہی
عمر اپنی کٹی چین سے دم بہر تہ خنجر

افشان کا تصور نہ گیا دل سی دم ذبح
دل کو نظر آئی مجھے اختر تہ خنجر

غفلت یہ نہین موت سی راحت وہ ملی ہی
نیند آتی ہے سو لینے دو دم بہر تہ خنجر

جلا دسی کٹوا تا ہون ہنس ہنس کے گلا مین
کیا کیا ہے خوشی مجھکو برابر تہ خنجر

کیون اونکا مین جیتون سی بچاؤن بھرا من
بنبر دو مرے خون کا محضر تہ خنجر

اوسکی ہی لڑی آنکہہ رگ حلق سے ہمدم
میری ہی نظر سوی ستمگر تہ خنجر

کیا لطف اکر سکو خوش آیا یہ تماشا
تم بہی تو ذرا دیکہو مرا سر تہ خنجر

ای مرگ کہان پائیگی پہر مجھکو جہان مین
چہاتی سے لگا لی مجھے آکر تہ خنجر

جینے کو مین صدقی کرون مرنے پہ نہ کیونکر
نظارہٴ قاتل ہے میسر تہ خنجر

کیون سینے کو زانو سے دبائی ہی ابہی تک
دم بہر تو تڑپنے دے ستمگر تہ خنجر

کل بار گران زلف کا سایہ تہا جنہین آج
باندہی ہین کمر سے وہی خنجر تہ خنجر

ساقی تو اوٹہا لا مے و مینا دم آخر
مین دیکہہ تو لون صورت ساغر تہ خنجر

راضی ہو اگر تم صفت شمع سے بے قتل
پیدا کرون مین اور نیا سر تہ خنجر

تسلیم ہون احباب کی جلدی سی پریشان
کیا خاک کہون ایسی مین خنجر تہ خنجر

کیا کبہی سرسبز ہوا اپنے کو اپنا چہوڑ کر
خشک ہو جاتا ہی شاخ نخل تہا چہوڑ کر

بے تکلف صبح تک باہم رہی راز و نیاز
خوب بے پردہ ہوی کمری کا پردا چہوڑ کر

ایسی کیا دم پر بنی تہی کیا کیا ظالم نی سحر
غیر کی تم ہو رہی اپنا پرایا چہوڑ کر

وقت پیری کی لڑ اوڑی آخر ہوا ای میکشی
شیخ میخانی مین جا بیٹہا مصلے چہوڑ کر

وہ مریض درد الفت تھا کہ بالین سے مری ... اوٹھ گئے اللہ پر مجھکو مسیحا چھوڑکر
غنچے میں خاموش گل خندان عنادل نعرہ زن ... اوڑ گئی باد صبا اچھا شگوفا چھوڑکر
جب ہوئے آب روانہ ذکر حق جاتا رہا ... دین سے بھی ہاتھ دھویا ہمنے دنیا چھوڑکر
بوند بھر پانی کی بھی امید اپنے سے نرکھہ ... دیکھہ دریا چلدیا ساحل کو پیاسا چھوڑکر
ہوا وہ دیوانہ اودھر وحشت مین جانکلا اگر ... قیس دوڑا بہر استقبال صحرا چھوڑکر
وای قسمت تو بھی یارب گر نہ لی میری خبر ... بیٹھا ہون در پہ ترے کعبہ کلیسا چھوڑکر
آ گیا کہنے مین واعظ کی جہالت کے سبب ... کیا ہے نادم ہو رہا ہون جام و مینا چھوڑکر
غیر ممکن ہے مرا تیرا فراق ای بحر حسن ... موج دریا کی کہان جاتی ہے دریا چھوڑکر
کسقدر نفرت ہے مجھسے کہتے ہین جھنجلا کے وہ ... دھوپ مین جا پڑے میرے در کا سایا چھوڑکر
آرزو کوئی بر آئی کوئی باقی رہ گئی ... ناوک قاتل پڑا دلپر کلیجا چھوڑکر
سیر کے قابل اگر ہوتی فضائے باغ خلد ... آتے کیون آدم وہ قدرت کا تماشا چھوڑکر
یہ بھی قسمت کا مری لکھا کہ اوسنے خط شوق ... پڑھ لیا لیکن مضامین تمنا چھوڑکر
جستجو مین میری پھرتا تھا نیا یا جب پتا ... چھپ رہا غیرت سے عنقا سے بچا چھوڑکر
کون کہتا ہے کہ مجنون مر گیا گڑھ بھی گیا ... نجد مین اوسکو ابھی آیا ہون جیتا چھوڑکر
وصل کیسا قرب بھی میرا نہین اونکو پسند ... کہتے ہین بیٹھو الگ پہلو ہمارا چھوڑکر
مجھکو سمجھاتے ہین میرے دست وحشت مین ... کیون گریبان پھاڑتے ہو دامان صحرا چھوڑکر
کچھہ تو ایسی عالم بالا مین ہین دلچسپیان ... چلدیے ادریس و عیسیٰ سیر دنیا چھوڑکر
رابطہ روز ازل کا ترک کوشش سے نہو ... جا نہین سکتا کہین ساحل کو دریا چھوڑکر
حیف ہے صحن چمن مین یار کے ہوتے ہوے ... سرو پر مین آنکھہ ڈالون قد بالا چھوڑکر

نام لیونگا ترا پوچھین گے جب منکر نکیر
آئے ہو تسلیم تم دنیا مین کیا کیا چھوڑکر

آج کیا ہی کس لئی باہین گلے مین ڈال کر
کہہ رہی ہو دل کا اپنے کچھہ بیان احوال کر

ہر گھڑی بی فائدہ واعظ نہ قیل و قال کر
چھوڑ یہ افسانہ گوئے دل مین پیدا حال کر

تیر قاتل آ رہا ہی تجکو لے دل چاہئے
بڑھ کے سینے سی مرے کچھہ دور استقبال کر

مین تو خود پامال ہون اے فتنۂ محشر خرام
میرے کو مٹنے کے لئے ظالم نہ ہر دم چال کر

ہو رہا دل یار کا مین یاد بہی آتا نہین
کیا پشیمان ہون اسی پہلو مین سون پال کر

دیکھہ تو کیا رنگ لاتا ہی دل پر خون مرا
صورت برگ حنا تو پیس یا پامال کر

وقت پیری باز آ اے دل تہون کو عشق سی
موت ہی نزدیک اب تو دور یہ جنجال کر

کہتو دی کہتا ہی جو کچھہ غصے مین وہ تند خو
پھر سمجھہ لینا کبہی اے دل غضب کو ٹال کر

گر تمنا ہی دم محشر ہوون پر آبرو
صاف رو کر آنسوؤن سی نامۂ اعمال کر

تا لئے رہتی ہین وہ قصرون سی پہر وصل روز
چاہئے اے دل تجہی اب تو بہی کوئی چال کر

بخشوا ہی گے سمجھہ کیا شاعری الله سی
کام آئے جو وہان تسلیم وہ اعمال کر

دونون خوش ہین رقص بسمل کا تماشا دیکھکر
ہنس رہی ہین زخم بہی قاتل کو ہنستا دیکھکر

بعد مردن بہی وہی دل کی جلن ہی سینہ سوز
ہٹ گئی وہ سنگ تربت کو دہکتا دیکھکر

آئی تہی ملک عدم سے کچھہ بہل جائے یہ دل
اور وحشت بڑھ گئی نیرنگ دنیا دیکھکر

شمع محفل تو کوئی نازو ادا رکھتے نہین
جان پروانون نے دی کیا جانئے کیا دیکھکر

زندگی خضر سمجھے موت کو جانباز عشق
مرگئے آگے بڑھے قاتل کو آتا دیکھکر

زخم تن کی ہو گئی پر موسم گل خود بہرے
آتے جاتے یار کا دہانی دوپٹا دیکھکر

ساقیا جس خم مین ہو لا جلد تر تہوڑی شراب
جی بہر آتا ہی خالی جام و مینا دیکھکر

دل ہی جاتا ہی عدم کی راہ مین کوئی رفیق
ساتھہ میری ہو لیا ہمزاد تنہا دیکھکر

شعلے اوٹھتے ہین جگر سے سینہ پر سوز مین
شمع رو کو غیر کے پہلو مین بیٹھا دیکھکر

وہ بلا تھی بے ثباتی عالم اسباب کی
چھپ رہا عنقا کہین دنیا کا نقشا دیکھکر

کیا ہجوم شوق تھا دم بھر نہ ٹھہرا نجد مین
قیس دوڑا ناقۂ لیلے کو آتا دیکھکر

مر گئی ہم انتظار یار مین فرقت کی شب
نیند آخر آ گئی تسلیم رستا دیکھکر

ساتھ دیتا ہے کبھی کون کسیکا ہوکر
اوڑ گیا نام وفا دہر سے عنقا ہوکر

واہ ری ہمت ساحل کبھی لیکر پائی
خشک لب تر نہ کیا ہمدم دریا ہوکر

افترا جھوٹ غلط تہمتو جو غیرون نے کہا
دم بھرون اور کا مین آپ کا شیدا ہوکر

دل بھر آیا تھا بڑے جوش مین لیکن صد شکر
بہ گیا دیدۂ تر آپ سے دریا ہوکر

پوچھتے کیا ہو مری خاک پریدہ کا پتا
پھرتے ہوگی کسی صحرا مین بگولا ہوکر

اہل دنیا کی دکھائی نہ خدائی صورت
چھپ گیا مثل شرر نام کو پیدا ہوکر

سب نے دیکھا مجھے مینے نہ کسیکو دیکھا
مین رہا دہر مین پتلے کا تماشا ہوکر

مانگتے ہو جو دعا تم مری مرجانے کے
مردہ کن آنکھون سے دیکھوگی مسیحا ہوکر

ضعف لیتا ہے مری ضبط و خموشی کا عوض
چشم بد بین مین کھٹکتا ہون مین کانٹا ہوکر

سوز غم روز ازل تھا جو مقدر مین لکھا
ساتھ آیا وہ مرے داغ تمنا ہوکر

معرفت شہپر پرواز ہے کامل کرلئے
عرش تک جاتا ہے یہ خاک کا پتلا ہوکر

اب وہ پردہ نہین کرتے ہین لگاوٹ اکثر
رہ گیا آج بھی کچھ ہمسے اشارا ہوکر

نالہ میرا جو شب ہجر فلک پر پہونچا
بن گیا طوق گلو ماہ کا ہالا ہوکر

چین اسنے ندیا وہ نہ کسیدن نکلے
درد بھی دل مین رہا تیری تمنا ہوکر

جذبۂ دل نے دکھایا یہ شب وصل اثر
مجھسے لپٹی رہی وہ ہار سگلے کا ہوکر

اوٹھ نہین سکتے قدم روح جو تن سے نکلی
مین گرانبار ہوا اور بھی ہلکا ہوکر

تپش عشق دوبارہ دم پیری چمکے
پھر بھڑکنے لگا شعلہ وہی ٹھنڈا ہوکر

ایک سال اول و آخر میں رہا زیر فلک
مل گیا خاک میں میں خاک سے پیدا ہو کر

مہر تابان کو میں سمجھا تری فرقت میں ہلال
روز روشن نظر آیا شب یلدا ہو کر

جستجو میں تری پامال ہون ای رشک پری
ڈھونڈھتا پھرتا ہون گھر گھر تجھے سایا ہو کر

تھے ابھی پیش نظر چھپ گئے آنکھوں سے ابھی
آنا جانا ہے تمہارا بھی چھلاوا ہو کر

پھر کہان پائین گے دیدار بتون کا تسلیم
کعبے جانے کا ارادہ ہے کلیسا ہو کر

ردیف رائے مہملہ

ذکر رحمت کا تو ہر داور محشر نہ توڑ
دل گنہگارون کے ای واعظ سر منبر نہ توڑ

سیکڑون جانباز رہ جائین گے محروم اجل
بعد میرے قتل کے قاتل ابھی خنجر نہ توڑ

کیا قفس کو لیکر اوڑ جائینگے سوے باغ ہم
بدگمانی سے تو ای صیاد بال و پر نہ توڑ

خیر سے جا اپنے گھر کیون ای محتسب کرتا ہے ضد
بے سبب ہم میکشون کے شیشہ و ساغر نہ توڑ

سر پٹکتے ہین جو اونکے آستان پر جا کے ہم
کہتے ہین چل دور ہو در کا مرے پتھر نہ توڑ

کچھ تو سنبھلنے دے مرے دل کو ابھی ای چشم تر
آنسوؤن کا تار تو فرقت کی شب دم بھر نہ توڑ

یاد رکھ دو چار دن کی عیش ہین عاشق ترے
مجھ سے تو عہد وفا ان سفلون سے ملکر نہ توڑ

کس کے بوسے لیگی پھر تو ای رگ جوش جنون
بیٹھکے پھر چارہ گر کے ہاتھ مین نشتر نہ توڑ

سبحہ و زنار ہمدم توڑ دن بھر شوق سے
ہان کسی مظلوم و بیکس کا دل مضطر نہ توڑ

داد دے اہل سخن کو سنکے شعر آبدار
سنگ خاموشی سے ای تسلیم یہ گوہر نہ توڑ

وقت آخر شرط ہمت ای دل بسمل نہ چھوڑ
لاکھ کھینچے تو لپٹ جا ناوک قاتل نہ چھوڑ

پھر کہان ای قیس تو لیلی کہان ناقہ کہان
جان اگر جاتی ہے جا بلا سے پردہ محمل نہ چھوڑ

گو سرا جلنی کے تجھکو فائدہ کوئی نہو
پھر بھی مثل شمع ای دل یار کی محفل نہ چھوڑ

خاک اوڑایا تشنہ لب رہ روز محشر تک مگر
دامن دریا کسی حالت مین ای ساحل نہ چھوڑ

نور چھنتا ہی نگاہین پڑتی ہین صدہا ادہر
چلمن اپنی سامنے تو اے مہ کامل نہ چھوڑ

ساتھہ اپنی لیتی چل مجھکو بھی ای بانگ درا
پیچھے اپنے قافلے سی سیکڑون منزل نہ چھوڑ

لو لگائی رہ خدا سے ان بتون کی چاہ مین
بھول کر بھی یاد اوسکی ای دل غافل نہ چھوڑ

کچھہ تو ہو جاتی ہے تسکین اس دل پرداغ کو
خواب مین صورت دکھانا ای مہ کامل نہ چھوڑ

اور دم بھر پھیر خنجر سر و بال دوش ہے
نیم بسمل مجھکو بیرحمی سی ای قاتل نہ چھوڑ

سر بلندی کی اگر تسلیم حسرت ہے تجھے
زندگی بھر پابوس عارف کامل نہ چھوڑ

وہ تو مر کر اوٹھائی خنجر قاتل کی ناز
اور یہ پھر کر ندیکھے حسرت بسمل کی ناز

غیر ممکن ربط صحبت دو گھڑی باہم بھی
مرد کامل کو بلا ہو جاتی ہین جاہل کے ناز

گاہ اوڑتا ہی چھپا لیتا ہی لیلے کو کبھی
قیس مجنون دیکھتا ہی پردہ محمل کی ناز

اہل ہمت اوڑ گئی دنیا سی ممسک رہ گئی
کون اوٹھا ہی خوشدلی سی اب غم سائل کی ناز

کچھہ نہ کھٹک رگ کی چلنی دی گلو پر وقت ذبح
کوئی دم ای دل اوٹھالے خنجر قاتل کی ناز

کنج تنہائی مین دونون کی گذر جائیگی خوب
دل ہماری ناز اوٹھائی ہم اوٹھائین دلکی ناز

ہم تو جاتی ہین کرو اغیار سے تم گرمیان
شمع بیٹھی دیکھی ایسے صاحب محفل کی ناز

ہون سبک مثل آواز جرس تھکتا نہین
قافلے والی اوٹھائین دوری منزل کی ناز

کیون کرون مین ہا جو بھولا ہی مجھکو بیسبب
ہون مبارک غیر کو ایسے بت غافل کی ناز

ناخن تدبیر کو پاتا ہون مین کم حوصلہ
کیا اوٹھائیگا یہ میری عقدہ مشکل کی ناز

پاؤن پڑتا ہی نہین لیتا یہ پانی بوند بھر
اور کیا دریا اوٹھائی خشک ساحل کی ناز

کیون دعا میں وصل مانگون کون سنتا ہی مری
کسلئے تسلیم اوٹھاؤن سعی بیحاصل کی ناز

همنشین کوئی نه کوئے میری بالین پر عزیز
وقت آخر بیکسی مجهکو نهو کیونکر عزیز

غم نهین گر سخت جانی سے نهین کرتی هو قتل
تمکو پیارا خنجر اپنا مجهکو اپنا سر عزیز

خشت بالین کی سوا کل کچهه نهوگا گور مین
کیا کرون مین آج فرش و بالش و بستر عزیز

اتبو وه عالم هے اپنا دیکهکر درد جگر
زندگی سی یاس هی احباب کو مضطر عزیز

دلکو بهلاتا هی میری هر طرح دشت جنون
وادی غربت کو هون گهر والو سی بڑهکر عزیز

طالب عزت کو لازم هی صفائی ظاهری
اپنی آب و تاب سی هر دل کو هی گوهر عزیز

بیخودی مین کوئی غم آتا نهین دل کی قریب
جان سی کیونکر نهون مجهکو می و ساغر عزیز

آشیانی سے نهین عنقا نکلتا جس طرح
پیشتر وحشت سے تها مجهکو بهی اپنا گهر عزیز

فخر کرتا هی بزرگون کے کرامت و نسب
کام آئین گے نه محشر مین پدر مادر عزیز

کسکو امید رهائی هی کهان اب سیر باغ
خاک هون کنج قفس مین مجهکو بال و پر عزیز

جان کهاتا هی مری بک بک کی ناصح شام تک
طعنه دیتے رهتی هین هر دم مجهی شب بهر عزیز

آه لب تک آئی کیونکر شرم دامنگیر هے
میری بالین سے نهین هٹتی کبهی دم بهر عزیز

کیون نه الفت هو پدر کو اپنے نور چشم سے
کسقدر هر دم هین چرخ پیر کو اختر عزیز

هو کهان تک درد دل کی روز و شب چاره گری
مین عزیزونکو هون دوبهر مجهکو هین دوبهر عزیز

کهدیا تونسی جو صدمه دلبرا کر تسلیم هی
غیر را چه راز دان عشق ما بهتر عزیز

ردیف سین مهمله

سیم و زر سیمین بتان و سیم سیما کی هوس
مین بهی لایا هون عدم سے ساری دنیا کی هوس

کب مین آیا اس خرابات جهان مین آپ سی
کهینچ لائی ساغر و مینا و صهبا کی هوس

اسقدر سرمایه حاصل هی مگر هے جستجو
رکهتی هے گرم سفر دریا کو دریا کی هوس

عاشقِ شیدا ہون رسوای جہان ہون شہر مین
قیس دیوانہ نہین جس کو ہو صحرا کی ہوس

لی ہی آیا عالمِ اسباب سی دو گز کفن
مر کی بہی دل سی گئی میری نہ دنیا کی ہوس

بی نیازی کا بہلا ہو بے تعلق کر دیا
مین ہوس کا دل سی دشمن ہون مری شاکی ہوس

ضعف سی کنجِ قفس مین طائرِ تصویر ہون
شوق اُڑنیکا نہ مجھکو بال عنقا کی ہوس

اچہی اچہی سنتی ہین سفلون کی جہڑکی بہر زر
کرتی ہی کیا کیا ذلیل و خوار دنیا کی ہوس

ای خدا مجھکو عطا کر الفت خیر البشر ۲
ہو مبارک شیخ کو الہام و القا کی ہوس

وقتِ پیری سادہ رویونکی تمنا کیا کرون
زیب دیتی ہی جوان کو حسن زیبا کی ہوس

گاہ طالب عیش کی دلدادہ گاہی جاہ کی
دیکھکر نیرنگ دنیا رنگ لایا کی ہوس

بیزری مین کون ہوتا ہے کسیکا دستگیر
بی نیازی سے مری بیکار بگڑا کی ہوس

بعد مردن دفن کرنا انکی کوچے مین فقط
یون تو رکہتا ہی بہت کچھ یہ تنِ خاکی ہوس

سو برس کی عمر مین تسلیم کیسی شاعری
اب نہ دلکو نظم کی خواہش نہ انشا کی ہوس

چہٹ گئی جتنی تہی ساتہہ اپنی اسیرانِ قفس
ایک ہم ہین آج تک قسمت سی دربانِ قفس

مر کی نکلی خانۂ صیاد سے باہر قدم
کیا نباہا زندگی بہر عہد و پیمانِ قفس

فصلِ گل آنی دو اُڑ جائین گی تیلی توڑ کر
اور ہین دو چار دن مہمان ایوانِ قفس

ہمصفیرانِ چمن سب ہین خرامان باغ مین
کیا ہمین تہی ای خدا قسمت سی شایانِ قفس

جان دیدونگا پہڑک کر حلقہائی دام مین
مین نہ لونگا سر پہ ای صیاد احسانِ قفس

وہ ہوا خواہ اسیری ہون کہ ہی ہر دم دعا
زندگی بہر ای خدا چہوٹی نہ دامانِ قفس

ایک صورت پر نہین دو روز بہی میرا قیام
گاہ مہمانِ چمن ہون گاہ مہمانِ قفس

مدتین گذرین یہ باہم ربط پیدا ہو گیا
گر قفس مجہپر ہی صدقی مین ہون قربانِ قفس

پہر لیکن بہر دیا ہے فرشِ گل صیاد نے
میری دل سی کوئی پوچہی ساز و سامانِ قفس

خود گیا ہی صید کو صیاد تنہا چھوڑ کر — ہی قفس میرا نگہبان بن نگہبانِ قفس
جسطرف کرتا ہون رخ ہوتا ہی زخمی تن مرا — تیلیان ہین یا ہین اے صیاد پیکانِ قفس
وہ بھی ہی مجبور کیونکر چھوڑ دے ای ہم صفیر — کر دیا مجھکو خدا نی دین و ایمانِ قفس
مجھسی تھین دلچسپیان چھوڑا اسے مجھے صیاد نے — یاد کرتی ہونگی کیا کیا مجھکو مرغانِ قفس
وہ تڑپ تھی دام مین صیاد جب لایا مجھی — رو دئی منہ دیکھکر میرا اسیرانِ قفس
وہ نوا سنجِ گلستان ہون ہوا جبسے اسیر — دم قدم سی میرے دونی ہوگئی شانِ قفس

ہم اسیرون کی سنی ہے نغمہ سنجی نے تو ن
کون ہی تسلیم سے بڑھکر زباندانِ قفس

ردیف شین معجمہ

الفت باہم سی کیا ہین دل و دلدار خوش — یار سی راضی ہین راضی مجھسی میرا یار خوش
منعمون کو ہو مبارک شامیانہ شبنمی — اوسکی در پر مین ہون زیرِ سایۂ دیوار خوش
کسکا پیکان رہ گیا ہی سینۂ مجروح مین — دیکھکر کہا کیا ہین میری زخم دامندار خوش
جب کہا کچھ حالِ دل سنتی ہی تیوری چڑھ گئی — بات سی میری ہوی اکدن نہ تم ای یار خوش
کیا کہون کس سی کہون صحرا نوردی کی مزی — کرتی ہی کیا کیا کھٹک کر دلکو نوکِ خار خوش
کچھ تو کہدو جسکی مین امید پر جیتا رہون — دلکو رکھتا ہی تمہارا جھوٹ بھی اقرار خوش
گر یہی ہی سخت جانی قتل کرنے سی مرے — خاک ہوگی قاتلِ بیرحم کی تلوار خوش
ہوتی رہتی ہی میری غیرونکی باہم چھیڑ چھاڑ — آپ کیون سنکر ہوتی ہین عبث تکرار خوش
بوسہ تو لیتا ہی دل میرا سنانِ تیر کے — ہنس رہا ہی کس لئی کیون ہی لبِ سوفار خوش
کیا دکھائینگی وہ صورت آج اگر خواب مین — شام سی کیون اسقدر ہی دیدۂ بیدار خوش
صلح کل مذہب ہی میرا ہون تعصب سی بری — مجھسی ہین دیر و حرم مین کافر و دیندار خوش

موت ہی فرقت مین اے تسلیم ہے مجھسے خفا
ایسے جینے سے نہین ہون ورنہ مین زنہار خوش

کیا سمجھکر آسمان دیتا ہے مجھے سامان عیش
عیش تھا میرے نہ قابل مین نہ تھا شایان عیش

رخت زرین ہو نہ وہ بزم عشرت کچھ نہین
جام و مینا دونون مین شب ہجر میری جان عیش

نقش پا ہون خاک پر میرے ہی سر رہ جائیگی
چاہئے کیا مجھکو قصر عشرت و ایوان عیش

روز و شب پھرتے ہین مہر و ماہ عالم مین مگر
دو گھڑی کو بھی نہین ہوتے کہین مہمان عیش

شکر ہے کیا خوب دنیا مین بسر کی زندگی
عمر بھر چھوٹا نہ میرے ہاتھ سے دامان عیش

چلتے پھرتے مثل سایہ یونہین کٹ جائیگی عمر
چند دم کے واسطے کیا خاک لین احسان عیش

عیش و عشرت کے عوض فرقت اپنی گھر مین ہم
بورئے پر بیٹھے دیکھا کرتے ہین دیوان عیش

میرے اوسکے کیا نبھے تسلیم رسم دوستی
مین فدائے درد ناکامی وہ ہے قربان عیش

تھی نہ گلشن کی تمنا نہ چمن کی خواہش
کھینچ لائی مجھے اک غنچہ دہن کی خواہش

مٹ گیا بنکے مین تصویر خیالی کی طرح
نہ مجھے گور کی حاجت نہ کفن کی خواہش

رکھدی خورشید قیامت کا تو پہلا ایک رخ
داغ دل کو ہے مرے اور جلن کی خواہش

ہو گئے سیکڑون منزل مجھے وحشت آگئی
بھول کر بھی جو ہوئے دل کو وطن کی خواہش

دل نہ پہلو مین نہ سینے مین جگر ہے افسوس
خاک نکلیگی مرے تیر فگن کی خواہش

داغ دل جگر مین روشن ہے سیہ خانہ مرا
شب غم مجھکو نہین شمع لگن کی خواہش

شکل تصویر ہون اس بزم جہان مین تسلیم
نہ خموشی مجھے دو بھر نہ سخن کی خواہش

ردیف صاد مہملہ

جسقدر انسان کو دنیا مین ہے دنیا کی حرص
کاہش دنیا ہے نیاز دو جہان عقبےٰ کی حرص

شیخ کی کہنے سے جاتا ہون مگر در روز بہی
کعبے مین رہنے نہ دیگی اوس بت ترسا کی حرص

مین ابہی آیا ہون دم لینے نہین پایا کہ پہر
میکدے کو لیچلی پیمانہ و صہبا کی حرص

رات بہر بوسے لئے لپٹا کی اونکو وصل مین
پہر بہی کم پاتا ہون اپنے دل شیدا کی حرص

دونون دیوانے ہین میرے قیس کا اتنا ہے فرق
کوچہ گردی کا مجہے سودا اوسے صحرا کی حرص

جستجوے یار مین دونون جہان سے کہو گیا
قابل صد آفرین پاتا ہون مین عنقا کی حرص

دل دلبر سنگدل مین آنکہین تو پتہرا گئین
دیکہئے آگے دکہائے کیا رخ زیبا کی حرص

روز و شب ہے سر سے کسکی جستجو مین یہ روان
دم کبہی لینے نہین دیتی کہین دریا کی حرص

وصل مین دم بہر نہین ہٹتے جمال یار سے
میری آنکہون سے کوئی پوچہے رخ زیبا کی حرص

خاک اوڑکر میری جاتی ہے ہوا مین چرخ تک
پست فطرت کو ہوئی ہے عالم بالا کی حرص

توڑ کر پاے طلب بیٹہے ہین مثل نقش پا
اب بہرا ئیگی ہمین دنیا مین کیا دنیا کی حرص

لائے تہے بہر غم امروز اپنے زندگے
پہر عدم کو لے چلی ہمکو غم فردا کی حرص

عالم اسباب سے لے ہی گیا دو گز کفن
مرتے مرتے بہی رہے تسلیم کو دنیا کی حرص

ردیف ضاد معجمہ

جسے ہے انکار روز محشر دکہا بہی دو آفتاب عارض
ہماری خاطر سے ہمدم کو ہٹالو اپنے نقاب عارض

یہ شوخ ہے حسن سبزا ذنکا کہ زیر پردہ بہی پردہ در ہے
مری نظر مین ہے سبز اطلس تمہاری گلگون نقاب عارض

نصیب ہے الہین زلف گو ہر کہ بوسہ لیتے ہین ونکو ہر دم
یہی مرا دون سے بہرہ ور ہین یہی ہین دونو کامیاب عارض

کبہی تو برگ گل سمن تہے نمود خط سے ہوا ہے اب ہین سبزہ
عجب بے ورنگی دکہا رہا ہے نگاہ کو انقلاب عارض

چہپا وہ حسن شباب مین ہے جو دیکہے خورشید روز محشر
نہ تاب لائے نظر کو حجاب بنجائے تاب عارض

چہٹی ہے افشان رخ و جبین پر ستارے گرتی ہین قت جنبش
ہوا ہے مہتاب سے زیادہ شرر فشان ماہتاب عارض

نہ سمجھی عاشق جو راز حکمت تو پھر تصریح کنہ قدرت
خدانے کی خط عنبرین سے یہ پھر محشی کتاب عارض

نہین ہے گرمی حسن سے رخ عرق فشان برگ گل کی صورت
اسے سمجھتے ہین سوختہ دل دُرِ انتخاب عارض

سبھکے اے سوزِ غم جلا تا دلی مین بوسے جو اوسنے اکثر
رہ یاد سبکو ہین جمع اسمین یہ دل فردِ حساب عارض

حسین ہین سیکڑون جہان مین مگر تمہارا نہین ہے ثانی
نہ قد مین قامت کسیکی ہمسر نہ رخ کسیکا جواب عارض

مزاج مین رحم اسقدر ہے کہ اپنے عاشق سے پھرِ بوسہ
نہین وہ منہ پھیرتی سمجھکر کہ ہے یہ کار ثواب عارض

تپِ جدائی جلا رہی ہے نصیب بیدار تک نہین ہے
دلِ برشتہ کو اپنے یار وکہون نہ کیونکر کبابِ عارض

ہوا سے اوڑکر سیاہ گیسو رخ دل آرا پہ آرہی ہین
گھٹا تو ہوتی ہے آسمان پر یہ کیسا یا رب سحابِ عارض

شباب گذرا جوانی آئی کہان اب اونکا شوخ جوبن
ہوا کی گھوڑے پہ جارہی ہے گھڑی گھڑی آفتابِ عارض

ہماری اشکون کا پاکے پانی ہوا ہے سرسبز نخلِ قامت
نہ دلکو کیونکر عرق زدہ ہون کیون ہے پیارا گلابِ عارض

نکل رہا ہے دہوان جو منہ سے یہ کوئی ساعت کا میہمان ہے
بہا چکی ہے وگرنہ دلکو یہ آتش شعلہ تابِ عارض

نظر اوٹھا کر سے جسے دیکھا پڑے زمین بیہوش مثلِ موسیٰ
بجا ہے بیدار کو کسی کی کہین اگر ہم شرابِ عارض

گلے لگا کر شبِ تمنا لئے ہین بوسے ہزارون سے ہمنے
نہ جائے پائین گے روز محشر بہشت کو بے حسابِ عارض

تہون کی نظارے سے حذر کر بہ شوق تسلیم چھوڑ ورنہ
کہینگے اربابِ وضع تجھکو ذلیل و خانہ خرابِ عارض

پوچھتے رہتے ہین جب وہ اپنی شیدا اسے غرض
رکھین پھر دنیا مین ہم کیون اہل دنیا سے غرض

ہوگیا ہے اتبو دردِ عشق بے جینے کا سبب
چارہ گر سے کام رکھتے ہین نہ عیسیٰ سے غرض

فقر کی کوچے مین آکر بے نیازی بڑھ گئے
ورنہ تھے ہمکو بھی پہلے اہل دنیا سے غرض

رند و مفلس ہین فقط کافی ہے چلو بھرِ مے
کام ساغر سے نہ رکھتے ہین نہ مینا سے غرض

بے سبب آئے نہین ہم عالم اسباب مین
اک ضروری کہنا تہی اوس شوخ رعنا سے غرض

غرق ہین سیلاب فکرِ گوہر مقصود مین
ہمکو ساحل سے نہ مطلب ہے نہ دریا سے غرض

منکشف ہوگا کبھی کعبہ مین کہنے کے لئے
اتبو بے شیخِ حرم کو جام و مینا سے غرض

دوست دشمن جسے سمجھی چاہی ملین کچھہ غم نہین
ہمکو ہی حسرت اونکی حسن روی زیبا سے غرض

حشر و حور و خلد و قصرِ خلد سے کی پروا نہین
ہمکو اونکے وعدۂ دیدار فردا سے غرض

صورت تصویر ہین بیدل نہ چرخ و فغان
رکھین ای تسلیم کیون حرص و تمنا سے غرض

جب سے روی صاف پر آیا ہے عنبر بار خط
بھیجتا ہے دن مین مجھکو بار دو دو چار خط

پھر نہ بھیجونگا نہ لکھونگا اوسے زنہار خط
اور تو اسے نامہ بر پونہچا دے اکبار خط

اسقدر دل مین بھرا تھا شوقِ عرضِ مدعا
مختصر بھی لکھتے لکھتے ہو گیا طومار خط

کیون نہ افشا رازِ الفت ہو اوٹھا لاتا ہی غیر
دیکھکر وہ پھینک دیتا ہی پسِ دیوار خط

وہ نہ پڑھتا ہی نہ لکھتا ہی کبھی مجھکو جواب
کس لئی کسواسطے بھیجون اوسی بیکار خط

کیا کرون اوس غیرتِ یوسف کی نادانی بیان
غیر سے پڑھواتا ہے میرا سرِ بازار خط

نامہ بر ہی مضطرب کہتا ہی اتنی دیر مین
ایک خط تم لکھہ نہین سکتی مین لکھتا چار خط

رازِ دل کیا خاک لکھون مین کہ اوسکی بزم مین
فقرہ فقرہ دیکھکر پڑھہ لیتی ہین اغیار خط

اس تمنا مین کہ لکھین گے کسی کا تو جواب
بھیجتا ہون روز لکھہ لکھکر مین اونکو چار خط

ناتوانی کا برا ہو اوٹھہ نہین سکتا ہی قلم
اب تو ہی دشوار لکھنا بھی مجھے ای یار خط

روتی روتی ہو گئین فرقت مین آنکھین بھی سفید
کیا کرون کیونکر پڑھون ای ماہ مین ناچار خط

اٹھ رہی شوق نامۂ دلبر دلِ مضطر مرا
کھولتا ہی دیکھتا ہی دن مین سو سو بار خط

وصل کے وعدے لکھی ہین اوسنی اکثر روزِ حشر
رکھدو میری گور مین اسکے ذرا تو دو چار خط

جو غرورِ حسن مین لکھتا نہین برسون جواب
بھیجنا ایسے کو اے تسلیم ہی بیکار خط

کہتا ہے پڑھ کے خط کو مرے بیوفا غلط
انشا غلط بیان غلط مدعا غلط

کسنے کہا کہان یہ سنا ہے مجھسے تو کہو
کرتا گلا رقیب سے مین آپ کا غلط

بلبل ابھی خزان ہے کہان آمد بہار
تجھکو سنا گئی ہے یہ مژدہ صبا غلط

آنکھون سے دیکھتا ہون سفید و سیاہ دہر
کیونکر کہون دورنگی صبح و مسا غلط

کیا بیخودی مین ہائے قلم سے نکل گیا
لکھتے ہین وہ تمام ترا مدعا غلط

اے دل وہ بیشتر نہ آئیگا کیون دیکھتا ہے راہ
تیری امید وصل غلط آسرا غلط

کہتا ہے گر خدا نے مری سن لی روز حشر
کہدونگا اسکا دعوے جور و جفا غلط

گل ہنس رہے ہین باغ مین شبنم ہے اشکبار
کوئی شگوفہ چھوڑ گئی ہے صبا غلط

اللہ رے بدگمانی دل نامہ بر کو بھی
بتلا رہا ہے کوچے کا اُسکے پتا غلط

کیا کیا تھین حسرتین مرے دل مین ہزار شکر
سارے خیال ہو گئے بعد فنا غلط

کرتا ہون بیخودی مین جو یار و نسے گفتگو
ہوتی ہے مبتدا سے خبر کچھ سوا غلط

شاہد پرست مین ہون زبان شباب سے
کہتی ہے مجھکو خلق خدا پارسا غلط

کہتے ہین وہ خدا سے مری اپنے واسطے
اسکی دعا غلط ہو مرا کوسنا غلط

عیش و نشاط رنج و الم ہو گئے سب
اک حرف بھی نہ تھا خط تقدیر کا غلط

کہتے ہین مر رہے ہو پس اقرار وصل کیون
مینے تو سچ کہا تھا تمھین نے سنا غلط

دیتا ہین ایسے کا فرتیرہ درون کو دل
کہتی ہے تیری کان مین زلف دوتا غلط

تسلیم کی لبون پہ سر شام جان تھی
اب تک فراق یار مین جیتا رہا غلط

ردیف ظ

مےکو کہتا ہے برا کیون سر منبر واعظ
چھپ کے ہو تو ملے کوئی میکش نہ ترا اسفر واعظ

دیکھ لے جلوہ تو نکا جو تو دم بھر واعظ
ہو یہ بیخود کہ بشر سے بنے پتھر واعظ

پند ہے وعظ و نصیحت ہے زبان پر دن بھر
مے پیا کرتا ہے میخانے مین شب بھر واعظ

صرف مین رہ گیا دنیا مین نصیحت کے لئے
جا کہین اور سر رک چھوڑ مرا گھر واعظ

چھوڑ دو حجرے مین مے و جام چلو مسجد کو
صبر دم بھر کرو پی لینا پھر آکر واعظ

او ٹھہ رہین گے جو او ٹھائیگی قیامت آکر
اٹھو ہم بیٹھی ہین میخانے کے در پر واعظ

ٹکڑے ہو دل کرتی ہی مسجد مین گنہگارونکی
منہ مین تیری ہی زبان یا کوئی خنجر واعظ

انکو کہنی سے کرون عشق بتان ترک مین کیون
نہ دل شیخ حرم ہے نہ پیمبر واعظ

دیکھکر شیشے مین بے پردہ بگڑتا کیون ہی
دخت رز ہی کوئی تیری نہین دختر واعظ

اوسکی رحمت نی اگر خدمت سقائی دی
ہوگا ہاتھون مین مری ساغر کوثر واعظ

ایک چلو تو فقط پی ہے کئی روز کے بعد
اتنی سی مے سے گنہگار ہون کیونکر واعظ

مین کہانتک سنون ہر وقت نصیحت اسکی
گھیری رہتا ہی شب و روز مرا گھر واعظ

کوئی فاسق ہی نہ مسجد مین نہ فاجر کوئی
ڈالتی تم ہو کڑی باتین یہ کسپر واعظ

بوی مے دیتی ہین خرقے کی تمہارے وہبی
پی کے آئے ہو کہان سے سر منبر واعظ

دم دیا کسکو کسے دام مین لائے اپنے
لئے پھرتے ہو کہان وعظ کا دفتر واعظ

آفرین بادجو کی ساغر دے سے توبہ
آپ کو تھا یہی زیبا یہی بہتر واعظ

توبہ کر ہرزہ خیالی سے کہان ہے تسلیم
ہر طرح پیش خدا تجھسے ہے خوشتر واعظ

ردیف عین مہملہ

کیون نہ سمجھون بعد مردن گور پر بیکار شمع
گھر تو ہی تاریک روشن ہی پس دیوار شمع

اور بھڑکی گی لگی دل کی ہجوم شوق مین
تم نہ لانا گور پر میری کبھی زنہار شمع

سوگ میرا تمکو کیا ہوگا مگر ہان رات بھر
بیکسی پر میری رویا کرتی ہے ای یار شمع

داغ حسرت داغ دل داغ جگر داغ فراق
کی ہے روشن عشق نے اس قصر تن مین چار شمع

اسکا رونا دیکھکر روتا ہون مین بھی رات بھر
شمع کا غمخوار مین ہون میری ہی غمخوار شمع

آپ روشن کرتا ہی وہ ماہ وش ہر شام کو
رکھتی ہی اس بزم مین کیا طالع بیدار شمع

اے صعد مشتاق گریہ ہے کہ ہر شب شام سے
ٹوٹتی دم بھر نہین ہے آنسوؤں کا تار شمع

سوز شعلہ سے روان یہ آبدار آنسو نہین
پہنے تھی اپنے گلے مین موتیون کا ہار شمع

… شوق شہادت رات بھر گلگیر سے
سر کو کٹواتی ہے محفل مین کھڑی ہر بار شمع

شعلہ پروانہ مین کیونکر نہون سرگوشیان
کر رہی ہے دل جلو نسے ہو کچھ اقرار شمع

چپ جلے کیونکر نہ شب بھر اسکی سنتا کون ہے
کس سے محفل مین کرے دل کی لگی اظہار شمع

عاشقونکی سوگ کی لاتی نہین معشوق تاب
جل بجھی خود بھی غم پروانہ مین ناچار شمع

کعبے مین جل کر بھی محروم شرف ہے کس لئے
رکھتی ہے کیا دل مین پنہان رشتہ زنار شمع

گو زبان شعلہ رکھتی ہے مگر خاموش ہے
کچھ نہین کہتی کسی سے عشق کے اسرار شمع

نشین رخسار کے پرتو سے شگوفہ وقت سیر
بن گئی گلشن مین ہر شاخ نرگس بیمار شمع

دل جلون کا مرگ پہ موقوف ہوتا ہے نہ داغ
کیا چمک اوٹھتی ہے سر کٹوا کے آتشبار شمع

شرم کر تسلیم تو سوتا ہے بالین پر ترے
صبح تک رہتی ہے یاد حق مین شب بیدار شمع

ردیف غین معجمہ

کیون اوٹھالی کہہ کے گردن پر مری اے یار تیغ
پہلے سے کیا کیا بدگمان ہوگی تری خمدار تیغ

سخت جانی کا برا ہو قتل ہونا ہے محال
ٹوٹ گی جب تک نہ گردن پر مری دوچار تیغ

ہر کف سینہ سپر بیٹھے ہین کوے غم نہین
تیر مژگان کی چلین ابرو کی یا خمدار تیغ

پھر چمن سے ہے قلقل مینا صدا بندوق کی
موج مے ساغر مین ہے سیری نظر مین یار تیغ

کیا ملا مجھ سخت جان کو قتل سے قاتل تجھے
دست نازک تھک گئے بیدم ہے جوہر دار تیغ

مین نہ تڑپا ہون نہ دل دھڑکا ہے وقت ذبح
کیون کھنچی ہے مجھسے اے قاتل تری خمدار تیغ

اک اشارہ بس ہے ابرو کا پئے قتل جہان
کھینچتا ہے جان نثارون پر عبث اے یار تیغ

اپنے خون گرم سے بدظن ہون اے قاتل بتا
پڑگئے ہین چھالے اتنے یا ہے جوہردار تیغ

قتل ہوکر زندۂ جاوید مین کیونکر ہوا
کیا کبھی تھی آب حیوان مین تری اے یار تیغ

کٹتے ہین سن سنکے حاسد دل مین کیون اشعار کو
چلتی ہے میری زبان کیا مثل جوہردار تیغ

رکھکے سوتا ہے بغل مین اپنے ترک جنگجو
واہ کیا رکھتی ہے شب بھر طالع بیدار تیغ

سر نہ کٹتا ہے نہ مٹتی ہے یہ گردن چھوڑکر
کیا بنی گی سخت جانی مین گلے کا ہار تیغ

زخم ہنستے ہین خوشی سے دل کھلا جاتا ہے کیون
کیا ہلال عید قربان ہے تری خونبار تیغ

کیا کرینگے قتل مجھکو وہ نزاکت کے سبب
دست نازک کو اوٹھانا جنکی ہے دشوار تیغ

اسنے اے تسلیم سیکھی ہے کہان قاتل کی چال
چلتی ہے اٹکھیلیون سے حلق پر خونبار تیغ

بن گئے ہین داغ دل اپنے تہ مدفن چراغ
جل رہے ہین مفلسون کے گھر مین بے روغن چراغ

تھا وہ دیوانہ کہ مرکر دشت مین تربت بنی
کرتے ہین غول بیابان رات بھر روشن چراغ

کیون لگی دل کو زیادہ آنچ بدبختی ہے
گور پر لائے ہین کیا وہ ہمرہ دشمن چراغ

موج صرصر کی طرح پھرتے ہین آوارہ مدام
کیا جلائین شکوہ ہم بے خانہ و مسکن چراغ

قید ہے زندان اگر بیٹھے ہین ہم آتش قدم
دیکھہ لینا خانۂ زنجیر مین روشن چراغ

کسکے عکس رخ سے ہے سرو چراغان شعبر
بن گئے ہین باغ مین گلہائے تر روشن چراغ

داغ دل کی پردہ پوشی جسم نما کی کیا کرے
چھپ نہین سکتا چھپانے سے تہ دامن چراغ

آہ کے جھونکون کی پروا داغ دل کو کچھہ نہین
جل رہا ہے آندھی مین اپنا تہ دامن چراغ

گرم جولان جب کیا مجھہ خستہ جان کی خاک پر
ہر قدم پر بن گیا نقش سم توسن چراغ

رو رہا تھا کہ مرجاتا مین پر غم مر گیا
گھر مین گھسکر اب جلاتے جان کر دشمن چراغ

عکس افگن ہو جو صحن باغ مین وہ شعلہ رو
حسن کی گرمی سے بنجائے گل سوسن چراغ

اوسکی قدرت دیکھو بے روغن و آتش مدام
لعل کو کیا کیا جلاتا ہے تہ معدن چراغ

قتل ہر نظر شکوہ وہ تیغ ضو فشان
کوچۂ زخم جگر مین کرتے ہی روشن چراغ

دل سی پیدا ہوتے ہین تسلیم کب اشعار گرم
بیٹھتے ہین جب جلا کر گھر مین اہل فن چراغ

ردیف فا

جاتا ہون جب مین یار ستمگار کی طرف
رہ رہ کی دیکھتا ہے وہ تلوار کی طرف

ناوک کا اوسکی رخ ہی دل زار کی طرف
میری نگاہ یاس سے ہے سوفار کی طرف

یارب برا ہو وحشت دل کا کہ یہ جنون
پہرے چلا ہی وادی پر خار کی طرف

آنکھین دکھاتا ہی مجہی روزن بہی مثل غیر
کیا دیکھون شوق یار مین دیوار کیطرف

تو ہی خبر لے حشر مین اے رحمت خدا
کوئی نہین ہی آج گنہگار کی طرف

آوارگی دکھائیگی اب کیا مجھے وطن
کب جا کی بوے گل پہری گلزار کی طرف

معشوق بی نیاز تہا فرقت مین خواب بہی
آیا کبہی نہ دیدۂ بیدار کی طرف

دیکہون دکہاتا کیا ہے مقدر اب مجھے
پھر دل چلا ہے گیسوے خمدار کی طرف

ن کو دکان مین نہین سنگ کیا کرین
سر پھوڑنے کو جاتی ہین کہسار کی طرف

جب تک تمہاری بزم مین بیٹھا ہون مین خزین
دیکھو نظر اوٹھا کے نہ اغیار کی طرف

آنسو نہین روان ہے مژگان فراق مین
منصور جا رہا ہے سر دار کی طرف

وہ دیکھتی ہین وصل مین حسرت بھری نگاہ
میری نظر ہے جلوۂ رخسار کی طرف

اللہ ری جذب شوق زلیخا کہ مصر مین
یوسف بہی بولتی ہین خریدار کی طرف

اے ہمنشین نزدیک صبوحی کا وقت ہی
جانی دی مجکو خانۂ خمار کی طرف

تسلیم خوش ہون خفتہ نصیبی سے اسقدر
منہ بہی کرون نہ طالع بیدار کی طرف

آگیا خط سے صفائی حسن پر اے یار حرف
اب غرور سادہ رویی پر تمہاری چار حرف

وصل کا ایما ہی کیا ہی کچہ تو کہدی نامہ پر
خط توام مین لکہی ہین اوسنی کیون وچار حرف

یار کی شیرین بیانی کا کہون مین کیا مزہ
بنتے ہین گویا شکر پارہ دم گفتار حرف

آرزوی وصل لکہی ہے جو مینی یار کو
کر دی ہین کیا کیا چپک کر حرف کو پار حرف

ضعف کی کثرت سی لکہہ سکتا نہین خط یار کو
اور اگر لکہون تو شاید لکہہ سکون دو چار حرف

کیا پڑا ہی وقت لکہنی کو خط عارض کا عکس
بن گئی ہین یکقلم نامے کی جو ہر دار حرف

لکہا بیمعنی کا بیمعنی نہو کیونکر مدام
لفظ رکہتا ہی نہ رکہتا ہے خط پرکار حرف

منعم و بیمایہ سی خالی کتابین بہی نہین
حرف بی نقطہ ہی گوئی کوئی نقطہ دار حرف

اب کہان تسلیم قدر خوشنویسی پیشتر
اشرفی کے بکتے تہی سر بازار حرف

دل کی تکلیف بتاؤن کہ جگر کی تکلیف
پوچہتے مجہسے ہو ایجان کدہر کی تکلیف

لے گیا جان حزین خلد کو دیکہی نہ گئی
ملک الموت سی بہی میری جگر کی تکلیف

وقت آخر نہ چراؤ مری حالت سے نظر
دیکہتے جاؤ دل و جان و جگر کی تکلیف

گور مین بہی نہ ملیگا مجہے دم بہر آرام
جائے گی جان کی گر ساتہ جگر کی تکلیف

لے گیا تیر نظر اوسکو اوڑا کر صد شکر
دل کی جاتی رہی باقی ہی جگر کی تکلیف

چارہ گر ہاتہہ اوٹہا چارہ گری سی میری
خاک اکسیر سی جائے گی جگر کی تکلیف

جان آئی ہے لبون پر ابہی ٹہیرو جانا
اور دم بہر ہی مری درد جگر کی تکلیف

کہدو عیسی سے عبث فکر دوا انکی ہین
ساتہہ لیجاؤنگا مین اپنے جگر کی تکلیف

ہون گے بیچین چلے آئین گے سنکر قاصد
اونسے کہنا نہ مری درد جگر کی تکلیف

کارگر کوئی مسیحا کی دوا ہو شاید
لیچلی ہو ہی فلک مجہکو جگر کی تکلیف

کون ہے ہمدم و ہمراز خموشی کی سوا
مین کہون بہی تو کہون کس سی جگر کی تکلیف

خوب کی چارہ گری آ کے اجل نے میری — درد دل اب ہے نہ باقی نہ جگر کی تکلیف

اب تو چین آتا ہے ہچکی سے مجھکو تسلیم
ہو گئی باعث آرام جگر کی تکلیف

بخت برگشتہ فلک دشمن زمانہ برخلاف — ایکدا مجھسے موافق آنے ہوں کیونکر خلاف
میں نہ تڑپا ہوں نہ دل دھڑکا ہے سر اوقت ذبح — کہہ رہا ہے تجھسے اے قاتل ترا خنجر خلاف
نقش پا ہوں فکر اسباب تکلف کیا کروں — خاکساروں کے لئے جا در و بستر خلاف
کسکو ہم باور کریں کس سے تسلی دلکو دیں — سیکڑوں وعدے کیا کرتا ہے وہ دن بھر خلاف
ہوں سراپا درد کیا غم انقلاب دہر کا — کب بدل سکتا ہے مجھکو آسمان ہوکر خلاف
ہر بشر ہمجنس کا دشمن ہے مہرے کیطرح — دیکھتا ہوں صورت شطرنج میں گھر گھر خلاف
بات جو کہتا ہوں دیتا ہے وہ بت الٹا جواب — مجھسے رہتا ہے ہمیشہ وہ بت خود سر خلاف
جو دورنگی ہے زمانے کی وہ شے ممکن نہیں — خط و رخ کا کم نہیں ہوتا کبھی تل بھر خلاف

خیر ہو میری دل نازک کی برہم ہے وہ بت
شیشے سے بڑھ کے بھاری تسلیم ہے پتھر خلاف

ردیف قاف معجمہ

صدق سے لایا ہے جسپر دل مرا ایمان عشق — عشق ہے مجھپر فدا دن رات میں قربان عشق
جب کیا اللہ نے پیدا شکوہ و شان عشق — خاک کر بجلی کا دل سمجھا گیا شایان عشق
رہنما میرا ہی لئے پیر و مرشد ہے یہ — ای خدا چھوٹے نہ مجھسے حشر تک دامان عشق
نور پر قدسی فدا ہیں حسن پر جن و بشر — دونوں عالم میں رواں ہے سکہ سلطان عشق
کسکو نور معرفت حاصل ہوا بے ذوق و شوق — دل نہیں پتھر ہے وہ جسمیں نہیں ارمان عشق
دشت پیمائی میں دن بھر چین حاصل ہے مجھے — جانتا ہوں دھوپ کو میں سایہ دامان عشق

چارہ گر کی آرزو مجھکو نہ عیسیٰ سے غرض
سیر کر دل سے پوچھو لطف دردیٔ درمانِ عشق

دونون مین جو ربط باہم ہے خدا رکھو مدام
عشق میری جان ہی مین و تو شیدائے جانِ عشق

اب لب ساحل کہان ای دوستو مرا پہنا
ڈر گیا مجھکو بہا کر منزلون طوفانِ عشق

تلخکامی کا مزہ ہی جسکو وہ الفت کرے
رکھتا ہی زہر ہلاہل کی سوا کیا خوانِ عشق

کی عنایت منعمون کو قصر زیبا کی ہوس
خاکسارون کو دیا اللہ نی ایوانِ عشق

دین و ملت سی نہین مطلب بجا لاتا ہون مین
نیک و بد ہوتا ہی جو دل کو مری فرمانِ عشق

بوالہوس کو کیا رسائی ہو کبھی دل تک مری
عشق کا یہ قصر ہی سر داغ ہی دربانِ عشق

خونِ دل پینی کو غم کہانے کو ہوتا ہی نصیب
کس توقع پر جہان مین کوئی ہو مہمانِ عشق

دشت و صحرا بادیہ خارِ مغیلان سے فقیں
چھوڑ دی جاتی ہین بہت کچھ ہم سر و سامانِ عشق

چھوڑ کر اُسکی گلی کو دشت مین مارا پہرا
کسقدر تسلیم ہی تہا کودک نادانِ عشق

ردیف کاف تازی

سمجھے بندہ مجھے اپنا بت برہمن کبتک
ہین کلیسا مین رہون بنکر برہمن کبتک

حشر کب ہوگا اوٹھونگا مین مردن کبتک
آسمان پیسیگا یارب تہ مدفن کبتک

آ تو کھل کھیلو جوانی ہی لڑکپن وہ نہین
منہ چھپاوگے حیا سے تہ دامن کبتک

آپ دیکھو گی تمنا سے نہین اور مجھے
روز ترساؤگی دیدار کو چلمن کبتک

دشت وحشت مین پھرا سکتے نہین ضعف سے ہم
دیکھیگی خار سر اولجھا ہی دامن کبتک

گر بلندی پہ یہی آہ شرر افشان کی
تو بچائیگا فلک ماہ کا خرمن کبتک

غیر سے ہنستے ہم سیر کر لانے کے لئے
ہاتھ آجائیگا طبیعت سے لڑکپن کبتک

نیم اشارہ ترے ابرو کا ہی کافی قاتل
ناز خنجر کے اوٹھا ہی مری گردن کبتک

خاک سے میری وہ کہتے ہین مکدر ہو کر
تو نہ چھوٹیگی مرا گوشۂ دامن کبتک

مجھکو حیرت ہی نہ چرخ بگولے دن رات
[illegible] کبتک

جائیگا سر سے خم زلف کا سودا کسدن
روز و شب دل کو رہیگی مری الجھن کبتک

کیون سر کے بیٹھی ہو دیکھکے دل کو بیتاب
تم ارادون سے رہو گے مرے بدظن کبتک

بہولی ہن سے خط رخ دیکہکر وہ کہتے ہین
خار ہوجائیگا یہ سبزۂ گلشن کبتک

چہوڑیگا ساتھہ رقیبونکا وہ کسدن تسلیم
اوسکو جوبن کے مزے لوٹین گے دشمن کبتک

اسقدر بے یار دل تڑپا سحر سے شام تک
چہوڑ بہاگا چین کا پہلو سے میرے نام تک

آپ پہرتی ہے پہراتی ہے مجہے لیل و نہار
لیٹی ہے جوشش جنون مین گردش ایام تک

نقش پا تہے میری ہستی رفتہ رفتہ مٹ گئی
اب نشان کیسا نہین باقی جہان مین نام تک

رند مفلس ہین کہان سامان میخواری نصیب
چلو سے پی لیتے ہین رکہتے نہین ہم جام تک

خیر جانی ہو تو جاؤ زندہ پاؤ گر کسے
کیون تہکاؤ گے قدم بالین پر اگر شام تک

وہ خراباتی تہے کعبے کو چلے جب راہ مین
پی گئے بیچکر ہم جامۂ احرام تک

آنا جانا اب کہان بگڑی ہے ایسی بے سبب
ترک ہے مدت سے باہم نامہ و پیغام تک

پیار مہبرے کرتے ہین اوس غیرت خورشید کو
دشمن اپنا ہو رہا ہے چرخ نافرجام تک

یار کی برگشتگی سے کون برگشتہ نہین
آتے آتے پہر گیا میری طرف سے جام تک

رہ گیا شوق اسیری دل مین اپنے وائے بخت
موت ہمکو آگئی جانے نہ پائے دام تک

نا امیدی کی بدولت اب کہان ارمان وصل
ولولے سب تہے مرے دل مین خیال خام تک

اک تمہین بے رحم ہو ورنہ ہمارے قتل پر
رو رہی ہے خون چشم جوہر صمصام تک

شوق دنیا مین کچہ ایسے بیخود و مضطر چلے
بہول آئے ہم عدم آباد مین آرام تک

ہون وہ ناکام تمنا دیکہکر محروم ہے
ہنستا ہے مجہکو بہری محفل مین تیرا جام تک

اس محبت کا برا ہو کفر دل مین بہر گیا
چہوڑ بیٹہے کہنے سے اوس بت کے ہم اسلام تک

اسنے چہوڑا ہے گلے کو دم نکلجانے کے بعد
تیغ قاتل نے نباہی دوستی انجام تک

اتبو غیرون کا زمانہ ہی کہان اپنا گذر
پیشتر اپنی رسائی بہی تہی اونکی بام تک

دوست و دشمن دیکھکر حالت مری سب ٹلگئو
کون پونہچا مژ خبر سیری کو تا خود کام تک

دیکھون تو کیونکر نہین دیتا مجہی جام شراب
جانی دی ساقی مجہی تو یار می آشام تک

اتبو تیلی پہر گئی منکا بہی اپنا ڈہل گیا
تام کو شاید رہین زندہ ہم ایجان شام تک

دیکھتی ہو کسکو بیگانہ نہین کوئی یہان
کون آتا ہی تمہارے عاشق بدنام تک

کون جانے ماہر علم و سخن تسلیم کو
اتبو وہ نامی ہین پڑہ سکتی ہی جو نام تک

ہو گیا ہی پرا سے اکر سب مدفن مین خاک
اب اوڑائین کسکی خاطر ماتم و شیون مین خاک

آگیا دور خزان رخصت ہوئی فصل بہار
اب اوڑاتی پہرتی ہی سر پر صبا گلشن مین خاک

بعد مردن حالت اصلی پر اپنی آگئی
خاک تہی خلقت سی پہلی پہر ہوئی مدفن مین خاک

وحشت سے کیا کم ہی احسان خرابی کی سبب
روز و شب اوڑتی ہی میری خانۂ مسکن مین خاک

زندگی تک ہین فقط اعضای تن کی سب بناو
پہر وہی ہم ہین وہی پہر اپنی ہی مدفن مین خاک

آتش و آب و ہوا سب بعد مردن اوڑ گئی
دہر رہی ہی ساتہہ اپنا ہان ابہی مدفن مین خاک

آپ دیکہیں اور مین دیکہون نہ حسن روی دوست
تہو دی غرض خودکام ایسی دیدۂ جلون مین خاک

کچہہ تو مٹ جائیگی ناکامی مقدر کی فلک
ڈالدی کر تو ایک ہی مٹہی مری دامن مین خاک

بعد مردن بہی وہی ہی حسرت دیدار دوست
دیکہہ آنی ہی اونہین سر ڈال کر روزن مین خاک

اف ری نفرت بعد پامالی جہٹکتا ہے قدم
رہ گئی ہی جو مری اوسکی سم توسن مین خاک

خاک سی پیدا ہوئی ہین خاک ہونا ہے ہمین
نام کو بن ہی لئی پہرتی ہین پیراہن مین خاک

کیا ملانا کاسۂ تقدیر سے انجام کو
مل گیا خود خاک مین مجنون اوڑا کر بن مین خاک

لاکہہ دیکہو حسرتون سی تیرہ دل کو غم نہین
ڈالتا ہی کون چشم جوہر آہن مین خاک

آپ دیکہون دوست کو اندہا بنا دون غیر کو
ایجذا پہر دی مری تو دیدۂ دشمن مین خاک

کیون ترقی کر نہ ہو تسلیم وقت فکر شعر
آسمان تک جائیگے مضمون یہ نفس دلکو دن مین خاک

ردیف کاف فارسی

شعلہ زن دن رات ہی دلمین جگر مین تن مین آگ
عشق نے بہر دی ہی گویا میری پیراہن مین آگ

پہر بہار آئی دہک اوٹہا رخ صحن چمن
لالہ و گل سے لگی ہی ہر طرف گلشن مین آگ

اہل رفعت کو نہین جور زمانہ سے خطر
کب لگا سکتی ہی بجلی ماہ کے خرمن مین آگ

اُف رے سوز عشق خون گرم سے ہنگام ذبح
لگ اوٹہی میری گلو پر خنجر آہن مین آگ

جل اوٹہی فانوس بیٹہا پاس جب وہ شعلہ رو
پرتو رخ سے لگا دی شمع کے مسکن مین آگ

کیا پڑی تہی کیون جلاتا اوسکا جلوہ طور کو
شوق موسیٰ نے لگائی وادی ایمن مین آگ

ہجر یار شعلہ رو مین گرم آنسو یہ نہین
عشق پرافسون نے بہر دی ہی مری آنکہن مین آگ

آپ سکر آنکہین مین جلتا رہون پردے دوست
جی مین آتا ہی لگا دون پردۂ چلمون مین آگ

سخن اپنے ہے مآل شاعری تسلیم اب
یہ دعا مانگونگا دم آخر اے خدا اس فن مین آگ

کسی کا خاک دنیا مین جمے رنگ
بدلتا ہے فلک ہر دم نئے رنگ

ملالے کچہہ حنا مین خون دل بہی
دکہاتا ہی جو دشمن کو تجہے رنگ

شب غم دور ہے لیکن ابہی سے
اوڑا جاتا ہی چہرے کا مرے رنگ

بہون پر آہ چہرہ زعفرانی
محبت کا ترے کیونکر چہپے رنگ

فلک ہی ماتمی کسکا کہ دن رات
پسند دل ہی نیلہ کیون اسے رنگ

چمک سب کچہہ ہے لیکن مہ و مہر
کہان پائین گے چہرے کا ترے رنگ

اوٹہائیگا وہ خنجر کیا پے قتل
گران برگ حنا کا ہی جسے زنگ

کہا جاؤن گر تم منہدی رچا کر
دکہاؤن گی مریجان یہ کسی رنگ

عبث محو تماشا ہی تو اے دل
خیالے ہین طلسم دہر کے رنگ

نرالی ڈہنگ ہین اونکی ابہی سے
جوانی کیا دکہائی دیکہیے رنگ

دوپٹہ کیا چہپائے حسن عارض
چہپے جنکا قبائے تنگ سے رنگ

ابہی تک سادگی مدنظر ہے
خوش آئی ہے اونہین پوشاک بیرنگ

جگر سے میری یارب خیر کرنا
کہ اشک آنے لگی پہر خون کے رنگ

سیہ بختی کہون کس سے مین اپنی
کہ صبح ہجر بہی ہے شام کی رنگ

برا ہو بے ثباتی کا کہان تک
مری تصویر مین مانی بہری رنگ

کہون کیا چہرہ کیون ہے زعفرانی
رنگا ہی عشق سے بیرنگ بیرنگ

وہ آتا ہے ذرا پچکاری روکو
مبادا ریش زاہد پر پڑی رنگ

کبہی نیلا کبہی تیرہ کبہی سرخ
بدلتا ہے فلک سو طرح کے رنگ

شریک اپنا نہین آفت مین ہوتا
حنا کے ساتہہ کیا ممکن پسے رنگ

یہ ہے اے شیخ کیسی سرخی رخ
نہین چہرے پر آتا بے پیے رنگ

نہ لائین تاب جسکی یار کی ہاتہہ
الٰہی آگ مین ایسا پڑی رنگ

بلا تیرے حنا پیسے لگا سے
تو اپنے ہاتہہ میری خونسے رنگ

حنائی ہاتہہ غیرون سے چہپاؤ
مبادا کوئی آکر چومے رنگ

گوارا تمنے کی یارون کی جلدی
کہے سب شعر اے تسلیم بیرنگ

ردیف لام

بیوفا دشمن جان خون کا پیاسا قاتل
ڈہونڈہتا ہون نہین ملتا کوئی ایسا قاتل

کیا کہون کیا ہی مری دل مین تمنا قاتل
یہ تمنا ہے کہین سب تجہے سیرا قاتل

بیکسی پر نہ پڑی آنکہ کسی کی مشکر
رکہہ لیا دامن شمشیر نے پردا قاتل

مر گیا آپ گلا کاٹ کی مین لشرقت مین
نہ اوٹہا موت کا ہمت سی تقاضا قاتل

خون ہی مجہہ مین کہان قتل سی ڈرتا ہی عبث
دامن تیغ مین آئے گا نہ دہبا قاتل

سخت جانی تری ہی کی سبب مجہے ڈرتا جس کا
رو رو رہا ہے لئے شمشیر کا ٹکڑا قاتل

تاب آئے نہ مرے سوز جگر کے شاید
کس لئے سینے پہ تو بیٹہ کے اوٹہا قاتل

عاشق طفل برہمن ہون کہو دیتا ہون
ہان کوئی ہاتہہ جنیو کا لگانا قاتل

تہا وہ بیباک جفا مین کہ دم قطع گلو
دل بہی اپنا تہ شمشیر نہ دہڑکا قاتل

تیری شمشیر ہے یا شمع شب رگ کی لو
نظر آتا ہے مجہی نور کا تڑکا قاتل

ہاتہہ اوٹہا قتل سے خون دل پر سوز مرا
ڈال دی گا لب شمشیر مین چہالا قاتل

کتنے سر آج کئی تن سے جدا مقتل مین
تیغ مین دم نہین شل ہاتہہ ہی تیرا قاتل

بس مری دن بہی گلو سے نہین ہٹتا خنجر
کسقدر ہی یہ مری خون کا پیاسا قاتل

یار ہی رنگ حنا جسکو نزاکت کی سبب
قتل کیا خاک کریگا مجہے ایسا قاتل

واہ رے شوق اسیری کہ دم آخر بہی
آپ خنجر سے پڑے خلق مین پہندا قاتل

خط بہی خنجر سے گلے پر یہ پڑا ذبح کیوقت
تیرے تقصیر نہین یہ مرا لکہا قاتل

قتل تسلیم سے منہ پہیر لیا خنجر سے
تیرے بدلے اسے پاس آگیا میرا قاتل

نزاکت سے تہے بیحجاب اول اول
نہ تہی رخ کو تاب نقاب اول اول

کبہی جوشش پر تہا شباب اول اول
یہ دیکہا تہا ہمنے بہی خواب اول اول

بہت کم تہا شوق شراب اول اول
نہ تہا اسقدر مین خراب اول اول

قیامت کو دن پہلے پوچہا گیا مین
ہوا پیش میرا حساب اول اول

کہلا جب سے چاہت کیا اوسنے پردہ
نہ تہا ورنہ مجہسے حجاب اول اول

جو چاہو کہے غیر ورنہ ہمین سے نے
مزے لوٹے وقت شباب اول اول

مین عاشق ہون زلفونکا مدت سی لیکن
نہ تہا دل کو یہ پیچ وتاب اول اول

جوانی مین مر مر کے جینا بتون پر
بہت اپنے دیکہے ہین خواب اول اول

اونہین تہا مرا اسقدر پاس عزت
نہ کہنے سے تہے خانہ خراب اول اول

لگے آگ تہی پیشتر ہی مگر دل
نہ دیتا تہا بوسے کباب اول اول

مزہ دے گیا وصل باہم سے کیا کیا
مرا اور اونکا شباب اول اول

نہ تہا غیر کا دخل خلوت مین اونکے
ہمین تہے فقط باریاب اول اول

خدا جانے اس دل کا انجام کیا ہو
کہ ہے اسقدر اضطراب اول اول

لگے آنکہ جس دن سی پہر نیند کیسی
کبہی سوتے تہے وقت خواب اول اول

خراباتی ومیکش ورند مشرب
تہی اپنی ہی کیا کیا خطاب اول اول

لگاوٹ سی فقرون سے الفت سی اونکو
ہمین سنے کیا بیحجاب اول اول

جو مطلب کی کہتا تہا وہ بت حیا سے
نہ دیتا تہا مجہکو جواب اول اول

عجب رند مشرب تہا پانی کے بدلے
پیا کرتا تہا مین شراب اول اول

دم کیف مستی ہر اک موج می کو
سمجہتا تہا راہ صواب اول اول

مین خوگر ہون مکتب سے بادہ کشی کا
بہت رہن رکہے کتاب اول اول

اگر پوچہتا ہون دم وجد دل سے
یہ دیتا ہے مجہکو جواب اول اول

کہ نواب حامد علی خان سنے تسلیم
کہی یہ غزل انتخاب اول اول

آئے گئے بہار کہلے بے شمار پہول
لائے سر مزار کبہی تم نہ چار پہول

دو دن بہار باور ہو آتی ہی پہر خزان
اتنا خوشی مین آکے نہ نواتی ہزار پہول

آیا ہے سیر باغ کو وہ نوبہار حسن — غنچے دہن پہ صدقے ہین رخ پر نثار پہول
یہ بہی نہین امید نزاکت سے بعد مرگ — آگر مری سوم مین اوٹہاؤ گی چار پہول
ہم بہی گلے لگائین گے ناکامیونکو آج — بہیجا کرو رقیب کو تم روز ہار پہول
غنچونکی آنکہین بند ہین نرگس ہے بے بصر — کسکو دکہار ہے ہین چمن مین نکہار پہول
گلچین کو ڈر نہین دل بیکس کی آہ کا — بلبل کے آگے توڑتا ہی بار بار پہول
دامان تر مین قطرۂ شبنم نہ جانیئے — اپنے ثبات عمر پہ ہین اشکبار پہول
صرصر کی جہونکے ہین جو یہی پہر کہان بہار — گہوڑون پہ ہین ہوا کی چمن مین سوار پہول
عبرت ہے دل کو خاک مین سوتی چمن مدام — کیا دیکہنے کو آتے ہین پہر بار بار پہول
کوڑی کی مول بہی نہین لیتا کوئی انہین — کیا کیا ہین تیرے سامنے بے اعتبار پہول
سر پہ اوڑاتے خاک گئی باغ سی خزان — ابتو کہلاتی ہے نئی کیا کیا بہار پہول
تشبیہ دی جو عارض رنگین یار سے — آکر خوشی مین کہل گئے بے اختیار پہول

تسلیم اوٹہو سیر چمن ہو چکی یونہین
کہلتے رہین گے باغ مین لیل و نہار پہول

لڑین کیا کہون لیکر مرا دل — وہ سکتے ہین بدل دو دوسرا دل
بڑی ناز و نکا پالا چلبلا دل — خدا جانے انہون نے کیا کیا دل
محبت نے کیا بیگانہ ورنہ — ہمارا بہی کبہی تہا آشنا دل
ہمیشہ دلبری کی تمنے لیکن — نہین پہچانتے اچہا برا دل
مجہسے جب چرائی آنکہ تمنے — کہون کیونکر کہ ہوگا آپ کا دل
الٰہی اپنی وہ الفت عطا کر — کہ دم تیرا بہری ہر دم مرا دل
نہین معشوق سے باہم آنا جانا — لیے ہین مجہسے وہ اودہر مرا دل
نظر جب سے ملی دیکہا نہین پہر — اداسے اپنے پوچہو کیا ہوا دل

نہین تو کھیل ٹھیرا پھینک دینا — کہان سے روز لاؤن مین نیا دل
بجے یا کوئی مرجائے بلا سے — تمہارا تو ہے پتھر کا بنا دل
تڑپنے سے اسی آٹھون پہر کام — بنا ہے طائر قبلہ نما دل
وہ داغی دیکھکر کہتے ہین مجھسے — نہین ہے یہ ہماری کام کا دل
ہوا جاتا ہے پہلو چاک اپنا — تڑپنے کا اوٹھاتا ہی مزا دل
خبر اب پوچھتی ہو کیا کہو نہین — چلو سر کو ہوا جو کچھ ہوا دل
تڑپنے کے لیے تیر نظر کا — کیا کرتا ہے ہر دم سامنا دل
کف افسوس ملتی آئی ہین کب — ہمارا خاک مین جب مل گیا دل
کبھی ہنستے ہین روتی ہین کبھی ہم — دکھاتا ہے دو رنگی مبتلا دل
حسینو نکا مرا دل ناز بردار — تمہارا بیوفا نا آشنا دل
اوٹھا سکتا نہین یہ سخت باتین — سوا شیشے سے بھی نازک مرا دل
اجل کا وعدہ بھی وعدہ ہی اونکا — شب غم دیکھے کب تک راستا دل
یہی کہتا ہے مجھسے وہ گل تر — کرون کیا لیکے مرجھایا ہوا دل
تمہین دو دن ایک بوسے پر ہین کیونکر — نہین ہے مال مفلس کا مرا دل
کہان ڈھونڈھون کبھی آہی رہی گا — اگر ہوگا مری تقدیر کا دل
بتا اوسکے گلی کا ہے یہ قاصد — تڑپتے ہونگے صدہا جا بجا دل
محبت مین عداوت یہ نئی ہے — خفا مین دل سے ہون مجھسے خفا دل
مرا دون سے بری ہون شکل تصویر — نہین اللہ نے مجھکو دیا دل

ہزارون طرح کے صدمے ہین ہر دم
ٹھکانے کیا رہے تسلیم کا دل

ردیف میم

ستانہ خونین دلون کو ظالم کہ اپنے ہاتھون مٹائین گے ہم
برنگ برگ حنا جو پیسا تو اور بہی رنگ لائین گے ہم

نہ چہیڑ ہو جبہ بمیروت وگرنہ بزم طرب مین اسدم
تجہے بہی کہکے سوگ دشمن ہنسنے ہنسنے مین رولائین گے ہم

جلے ہوے ہین ستا نہ ظالم وگرنہ سوز تب درون سے
گئے جواب کے شرر کے صورت کبہی نہ پہر منہ دکہائین گے ہم

بلا نصیب ازل ہین ناصح ڈرین ملامت سے عشق کے کیا
سنین گے گالی کڑی سہین گی پڑی گی جو کچہہ اوٹہائین گے ہم

جہان مین جوہر ہے ذات اپنی غرض نہین حسن عارضی سے
ہمیشہ طوفان آبرو مین گہر کی صورت نہائین گے ہم

جگر سے لب تک بہرے ہوے ہین برنگ زقصہ مصیبت
جو ہمکو چہیڑے گا بے تکلف بچشم کچہہ کہہ سنائین گے ہم

صبا کا چلنا گلون کا ہنسنا یہ رنگ سارے ہین دم کے مہمان
نظر کے پہرتے ہی اس چمن مین ہوا بہی ان کی بتائینگے ہم

وہ کہہ رہے ہین کہ ہوش آے تو اوٹہیگی بالین سی گہر کو جائین
یہی ارادہ اگر ہے اونکا تو آپ ہی مین نہ آئین گے ہم

عدو نے چاہا تو اب کسید نجائین گے سوے دیر لیکن
بتون کے سر کے قسم نہ واعظ تمہارے کہنے سی کہائین گے ہم

غلط ہو تسلیم اونکا دعوی جو کہتی ہین وہ تو نسر اپنے ۔ کہ آتا کیا ہو ادہر تو دیکہون فن سخن مین بتائین گے ہم

واے قسمت رکھتے ہیں کیا طالع معکوس ہم
آرزو میں لو سکے آئے پیچھلے افسوس ہم

لکھیں گر حال دل پر داغ جس دن نامہ پر
یکقلم خط کو بنا دیں گے پر طاؤس ہم

قید میں ہی آب و دانہ زندگانی کی بسر
طائر قبلہ نما کے طرح ہیں محبوس ہم

استعدہ ہی دلکو اُنکے بدگمانی کا خیال
جانتے ہیں سایہ ہمراہ کو جاسوس ہم

قبر میں روشن ہیں سوز غم سے اپنے استخوان
جل رہے ہیں صورت شمع تہ فانوس ہم

عشق کے آزار میں وہ عجز ہے برسوں ہوئے
رفتہ رفتہ بن گئے بقراط و جالینوس ہم

چپکے چپکے گرم نالہ ہیں تو سکے واسطے
ہو سکتے ہیں کعبۂ دل میں مگر ناقوس ہم

رندی و پرہیزگاری سے ہاے تسلیم کر
موسی تڑپاتے ہیں تیرا خرقہ سالوس ہم

کیا کہیں کس سے کہیں ہر دم ہیں کس حالت میں ہم
نام کو ہی یار بیٹھے ہیں تری فرقت میں ہم

گھیر لیتے ہیں بگولے ہر طرف سے دشت کے
جب قدم رکھتے ہیں اپنے وادی غربت میں ہم

چاک دامانی سے فرصت بعد مردن بھی نہیں
پہاڑتے ہیں اب گریبان کفن غربت میں ہم

مختصر یہی ہیں جو کہتا ہوں تو فرماتے ہیں وہ
پھر سنیں گے تیرے دل کی داستان فرصت میں ہم

تنگئی اپنی بندہی ہر دم نہیں ہے بے سبب
حسن معنی دیکھتے ہیں یار کی صورت میں ہم

اور کیا مانگیں خدا سے دین و دنیا کا شرف
روز و شب پیر مغان کی رہتے ہیں خدمت میں ہم

روتے روتے آنکھ جھپکی آج ہی برسوں کے بعد
چادر آب روان پر سوئے ہیں مدت میں ہم

ہر قدم طے کرتے ہیں منزل تلاش یار کی
موجۂ آب روان سے کم نہیں ہمت میں ہم

گھیر کر رہتے ہیں غم و درد و الم تینوں پہر
دو گھڑی تنہا نہیں رہتے کبھی خلوت میں ہم

بوزری کا ہو بھلا صد شکر منعم کی طرح
آپ کو بھولے نہیں ہیں نشۂ دولت میں ہم

پہلے تو اپنے دل کو بہلاتے ہیں گر غول و گرد باد
جاتے ہیں سوے بیابان عالم وحشت میں ہم

دی صدا رضوان نے طبتم فادخلوہا خالدین
جب خدا کے فضل سے داخل ہوئے جنت میں ہم

منہ مین پانی کیون بہرآیا دخت رز کو دیکھکر
کچھہ فتور ابہی شیخ باقی ہین تری نیت مین ہم

پہر نہ تاک بو ہین پہرتے کبہی سوی وطن
پہاڑ کر کپڑی نکل جاتی ہین جب جنت مین ہم

موت آتی ہی نہ آتا ہی بت وعدہ خلاف
مبتلا ہین عشق کی ہاتہون عجب آفت مین ہم

غیر سوا یا اشارے دیکھکر خاموش ہین
شمع کی مانند جلتی ہین تری صحبت مین ہم

سیر دنیا تہی نہ آوارہ مزاجی کو پسند
اسطرف بہی چلتی پہرتی آگئی دشت مین ہم

غیر سے کہتی ہین سرکو جاؤ اونہی راہ لو
لکہہ گئی ہین روز کن تسلیم کی قسمت مین ہم

ردیف نون

دل دے کی تمکو شوق مین حیران ہمین تو ہین
اپنی کئی ہوے پشیمان ہمین تو ہین

کہتی ہو جسکو بی سروسامان ہمین تو ہین
آوارہ وخراب وپریشان ہمین تو ہین

چکر لگا رہی ہین جنون مین ادہر اودہر
ہان ہان وہ گردباد بیابان ہمین تو ہین

اک بت کی دوستی مین جو بدین ہو گئے
وہ بدنصیب دشمن ایمان ہمین تو ہین

خلوت مین اپنی جنکو بلا لیتی تہے مدام
پہچانتے نہین وہ مہمان ہمین تو ہین

ہنستے ہین زخم اتنی سمجہہ ہی ابہی نہین
دل مین جرائی آپ کی پیکان ہمین تو ہین

سچ ہے تہین کسی سو نہ مطلب نہ کچھہ غرض
ہر رات گہر مین غیر کی مہمان ہمین تو ہین

ہنستے ہین گل ہی دیکہہ کر اپنی خبر نہین
گویا چمن مین چاک گریبان ہمین تو ہین

ناکام ونامراد دیا تہا جنہین خطاب
بیشک وہ بدنصیب وپریشان ہمین تو ہین

برباد جنکو کہتا ہی ہر رات آسمان
وہ خاک پائی عمر گریزان ہمین تو ہین

جلتی ہین اور دیکھنے والا کوئی نہین
شمع سر مزار غریبان ہمین تو ہین

جاتی ہو سیر کرنے کو جس باغ مین مدام
داغون سے اپنے وہ چمنستان ہمین تو ہین

مانند زخم ایک ہی ہمکو غم و خوشی — تکلیف مین جو رہتے ہین خندان ہمین تو ہین
دل وہی کہ صدمے سہتے ہین جور و ستم کی زور — سچ کہتے ہو وہ عشق مین نادان ہمین تو ہین
کہتے ہین دل سے کہو کہ زمان شباب کو — جو دیکھتے تہے خواب پریشان ہمین تو ہین
پیدا ہوے ہین صبح کو صبح وطن کہان — اک دن کہ ایک رات کے مہمان ہمین تو ہین

تسلیم رشک وہ ہر تو ہم اب کہان رہے
مشہور جا بجا ہون مین سخندان ہمین تو ہین

کیا کہون حسن ازل کیا شی ہے کہہ سکتا نہین — ایسا کچھ دیکھا ہے جیسے کچھ دیکھا نہین
لوگ کہتے ہین جو ربط اوسسے مین رکھتا نہین — خار صحرا سے مرا دامن کبھی اولجھا نہین
دہر مین پامال رکھتا ہے مجھے کیون آسمان — مین سر جادہ نہین سبزہ نہین سایا نہین
مجھکو حیرت ہے سمائی دل مین کیونکر طرح غم — آنے جانے کا تو اس گھر مین کوئی رستا نہین
راز دل چہپنے کی یہ صورت نکالی ہے نئی — پردہ اتنا ہے کہ میری اونکو کچھ پروا نہین
کوچہ گردی تو مجھے پا ہی ہوس مین بے غبار — اک جگہ بیٹھا ہون مثل نقش پا اوٹھتا نہین
ایک دم مین ہوتی ہے طے منزل راہ عدم — یہ سفر وہ ہے کہ جس مین آدمی تھکتا نہین
کیون یہ زاہد و زخمی کہتا ہے مجھکو مے بدم — اے خدا رحمت مین تیری کیا مرا حصہ نہین
اک تماشا ہے مری ہستی برنگ نقش پا — مل گیا ہون خاک مین اور خاک مین ملتا نہین
راز پوشی میری چشم تر سے کوئی سیکھ لے — آب گوہر کی طرح آنسو کوئی بہتا نہین
باغ تن سے نکلی تھم تھم کر تم ٹھہرو ذرا — یہ تو دم ہے اے مری جان آندھی کا جھونکا نہین
دم لیا ہے شور قیامت ورنہ ہونگا گور مین — مین تھکا ماندہ ہون رستے مین کہین بیٹھا نہین
پارسائی رند ہو تو آیا ہے رندون مین اگر — مے تو ہے موجود کیون اے شیخ تو پیتا نہین
ایک حالت ہے برابر جوش سیل اشک کی — یہ وہ دریا ہے چڑھا جیسے کبھی اوترا نہین
زندگی ہوا ایسا عشق مین بیزار رہتا — بیچ مین عمر گزیان کہ کبھی ڈرا نہین

خامہ فرسائی عبث میں کیوں کروں نامہ بر
خط مرا پڑھتا نہیں وہ آپ خط لکھتا نہیں

دوڑ کر سنتا ہی جیسے ہر گوشے کی عبث
کہہ دو مجنوں سوار سے یہ ناقہ لیلی نہیں

ہجر میں پیش نظر رکھتا ہوں میں تصویر یار
کیا کروں مجبور ہوں بے دیکھے چین آتا نہیں

موت کا جھگڑا لگا لائی ہے پھر زندگی
ورنہ اسکو فکر کیا مرنے کی جو پیدا نہیں

کہتے ہیں پی جاتا ہی کیونکر تو اشک چشم تر
اشنا بہتے ہمنے دریا آج تک دیکھا نہیں

کیا کروں میں تسلیم ہم دعوی شعر و شاعری
یہ وہ فن ہے آدمی کو عمر بھر آتا نہیں

ہاں کبھی قائل نہ کرنا وقت آخر وار میں
ہم سے دم لے لی تھو گردم تری تلوار میں

فرق آ جائیگا دیکھو عاشق بیمار میں
گفتگو بڑھ جائیگی خاموشی اقرار میں

چشم اختر میں سے گئے ہیں انتظار یار میں
اب کہاں نیندوں کو جو نکہ دیدۂ بیدار میں

ظالموں کو شاد رکھتا ہی ہمیشہ آسمان
دیکھتے ہیں خندہ ہم ہر دم لب سفار میں

تو وہ خوشرو ہی کہ ہو دنیا میں عالم کو عزیز
ہوگئی کچھ قدر یوسف مصر کے بازار میں

پاؤں سو آبلہ کی اسے جنون سیراب کر
پڑ گئی ہیں پیاس سے کانٹے زبان خار میں

کیا فریب وعدہ ہی اور جان ہو تسکین دل
لاکھوں ہیں انکار کے پہلو ترے اقرار میں

صلح کل کا مذہب ہی شیخ و برہمن خوب ہی
کوئی رشتہ چاہیے تسبیح کا زنار میں

کیا کہیں شعر میں ہوں سی بحث کیوں کرتی ہیں ہم
پاتے ہیں قند مکرر کا مزہ تکرار میں

دشت میں آتا ہوں مجھکو ہے چمن کی کیا خبر
رہ گیا ہوگا کہیں دامن الجھکر خار میں

ظلم کرتی ہی وہ چشم ناتوان حیران ہوں میں
مردم آزاری ہے کیسے مردم بیمار میں

کیا ہمارا فرق ہی تیرا اچھلا ہی رشک چمن
تازگی اب تک ہی باقی ہی مرے باسی ہار میں

پھولوں میں بھی نہ اسکو [illegible] جا بجگی
ڈھیر ہو کر رہ گئے ہم سایۂ دیوار میں

حسن میں دونوں برابر ہیں مگر اتنا ہی فرق
لاکھوں میں یکتا ہو تم یوسف فقط دو چار میں

خط نکل آیا بہار حسن رخصت ہوگئی
لاغر ایسا ہون کہ اڑ جاتا ہون مین جنبش کیساتھ

اب نظر آتے ہین کانٹے پھول سے رخسار مین
پہنچے وہ جہان جاتا ہے خبر تار مین

پرسش اعمال کا کیا غم کرین تسلیم ہم
کون پوچھیگا ہمین اٹھی پڑی سرکار مین

آئینہ کہتا ہے دل کو پاکے زلف یار مین
ہائے کیون چھیڑا گلہ غیرون کا وصل یار مین
تیرہ بختی نے دکھایا بعد مرنے کے عروج
کھیلتی ہے جب ہما کے تیغ قاتل کا شکار
سوگ مین کسکی ہوئی کسنے بیکسی سوجان دی
زندگی ہمنے بسر کی چشم روزن کی طرح
حسن کا سودا ہوا ہے لیکن عقدہ دل مدام
وہ ضعیف و ناتوان تہا جان کرنیکا بہی
زندگانی ہمنے کاٹی مثل قیس و کوہکن
شوخیون سے اک جگہہ رہتا نہین اسکا خیال
اپنی ہستی بہی مگر تہی ہستی نقش قدم
طالب دیدار سے چہپ کر کہان بیٹہین گے ہم
دو کو بہی یکسان نہ دیکہا بخت و راحت کا شریک
بیٹہکر کیونکر اٹہین کوچہ سے اسکے ہم ضعیف
پہرنے والے وہی ہین جیسے زیر آسمان
آرزو ہے روز و شب یکہا کرون مین یار کو
پوچہتے ہم ماجرائے قیس اے لیلے ضرور

مرد مومن گہر گیا ہے لشکر کفار مین
راہ ... کردی ہے بت نے اپنی تکرار مین
... یا ... ہے بنکے چشم یار مین
پہانسی ... گردن رگون کے تار مین
... بیمار مین
... انتظار یار مین
مین پہرا کرتا ہون دن بہر ... یار مین
... بلبل ... آشیان ... مین
... اور ... دشت مین ... مین
... دل مین ہے کبہی گاہے دل اغیار مین
... جیسے ... دیوار مین
یہ نگاہ شوق رخنہ کرتی ... دیوار مین
زخم خنجر ... مین
بار ... گران کا ... دیوار مین
... مین
... دیوار مین
... مین

وہ بہی ترسین صورت تسلیم اوسکی دید کو
پیاسے کیونکر گہر کرون مین دیدۂ اغیار مین

ز خود رفتہ ہی یاد عارض پر نور جانان مین
یہ دل ڈوبا ہوا ہی چشمۂ خورشید تابان مین

نہان نظرون سے وہ پردہ نشین ہی جسم انسان مین
تمنا ہی میری دلمین چھپا ہی چشم جانان مین

بچانا ایخدا ایمان عشق زلف پیچان مین
دل دیندار اپنا پہنس گیا ہی کافرستان مین

دم طفلی سے ہون مین آشنائے مرگ دوران مین
فلک نے مجھکو پالا دامن شمشیر عریان مین

نہین ہی یہ ٹپکنا آنسون کا ہجر جانان مین
کوئی ٹکڑا جگر کا آگیا ہی چشم گریان مین

چھری صیاد نے کیا پہیر دی مرغان گلشن پر
کیا اوڑتے پہرتے ہین پر غنچہ بہونکی خیابان مین

لپٹ کر رونے رونے وقت رخصت ہمنشین اے دل
کہ میرے اشک حسرت آج ہین اسکے دامان مین

کہان سے خون لاتی ہی ہمدم جو ٹپکے چشم گریان سے
لئے پہرتا ہون ٹکڑے مین جگر کے اپنے دامان مین

مری جامہ دری سے کیون ہزارون فتنے اوٹھتے ہین
کوئی ٹکڑا ہی کیا دامان محشر کا گریبان مین

نہ بہولے چار دن بہی ہائے صورت بیثباتی کی
میرے صبر و تحمل مین تمہارے عہد و پیمان مین

ازل سے دل جلون کی چارہ سازی غیر ممکن ہی
کیا کسنے ہرا داغ لالہ کا گلستان مین

خدا جانے یہ آوارہ کہان سرگشتہ پہرتا ہے
نہ دل ہے میرے پہلو مین نہ اوسکی زلف پیچان مین

مجازی کوئی شے ممکن نہین مثل حقیقی ہو
نہ دیکھا یوسف بہر پایا نہ بہی چاہ زنخدان مین

طلسم تار وہی داغ جگر کی جلوہ افروزی
جلا کرتا ہے بے روغن چراغ اپنے شبستان مین

نہین غم اپنے جلنے کا مگر ہان یہ تردد ہے
کہ دل پہلو مین ہے دل مین ہے ارمان تم ہو ارمان مین

تیرے در پر لگا یا داغ ناکامی کو چھاتی سے
نہ سوجھے مری دل کو ہجوم یاس و حرمان مین

یقین تھا آج مرجائین گے لیکن ایسی ظلمت تہی
نہ آئی موت بہی ڈر کے شب تاریک ہجران مین

وہ دل تفتہ ہون ہی گردون شرارت پا گرا مین
لگا دین آگ نالے خرمن ماہ درخشان مین

اسیران جنون کا مشغلہ سب سے نرالا ہے
سنا کرتے ہین بیٹھے نالہ زنجیر زندان مین

ابھی سے زہر دل کھاتا ہی حسن خط عارض پر
یہ سبزہ دیکھیے کیا رنگ لاتا ہے بہاران مین

غضب کا چلبلا دل ہی بلا کی ہین شوخی ہی
جگہہ دو اسکو بھی اے جان اپنی چشم فتان مین

نکل جاؤنگا بنکر نالہ زنجیر زندان سی
نہین آتا نہ آئی خواب غفلت چشم دربان مین

برا ہو ایجذا پست و بلند راہ غربت کا
جو یوسف چاہ سے نکلی تو آئی کنج زندان مین

دم جامہ دری نکلی نہ حسرت ناتوانی سی
اولجھکر رہ گئی دست جنون تار گریبان مین

ڈراتا ہی مجھی تسلیم کیون واعظ جہنم سے
مرا حصہ نہین ہی کیا خدا کی فضل و احسان مین

عجب نااتفاقی ہی سرشک چشم گریان مین
کوئی پہلو ہی مژگان مین کوئی آغوش دامان مین

اٹھا لین گی بیابان سا جنون فتنہ سامان مین
کرین گی سر کو ہم ٹکڑا کے در دیوار زندان مین

دل وحشی نہین نخچیر کا عشق چشم و مژگان مین
یہ آہو آگیا ہے پنجۂ شیر نیستان مین

شہید تیر قاتل ہون مجھی کیون غسل دیتی ہین
کہ میری جان نکلی ہی نہا کر آب پیکان مین

احبا تمکو دیکھون یا خرام ناز کو دیکھون
کسیکی پھرتی ہی تصویر میری چشم حیران مین

اوٹھائی ہاتھہ کسنو آکی پھر فاتحہ خوانی
کہ شور حشر برپا آج ہی شہر خموشان مین

نظر کرای ستمگر ربط باہم اسکو کہتے ہین
کہ پیکان دل مین ہی دل ناز برداری پیکان مین

جھکا دو شرم سے عالم دکھا کر قد بالا کا
اوٹھا یا ہی بہت سر و سہی نی سر گلستان مین

شہیدان محبت کا نرالا سب سی کعبہ ہے
جھکائی سر ہین محراب خم شمشیر عریان مین

وہ خوش قد اوٹھہ گیا صحن چمن کو چھوڑ کر جبسی
نظر کو پھر نظر آئی نخل ماتم ہی گلستان مین

ہوا مین زندہ جاوید ہو کر قتل ای قاتل
بجھی تھی کیا تری شمشیر پر خون آب حیوان مین

مری عمر دو روزہ خوب ہنس بولے کٹتی
زبان تیغ اگر ہوتی دہان زخم خندان مین

ابھی تھا کیا ہوا یا لا ہوا آتا زو نکلا دل میرا
ذرا دیکھو تو تم اپنی خم زلف پریشان مین

چلو گھر خاک ڈالو اب حنا کا خون ہوتا ہی
کف افسوس ملتہ ہو کہڑی کنج شہیدان مین

خدا محروم رکھتا ہی برومندی سی سرکش کو
نہ کیونکر بہار کر پڑی مین خوشی مین لطف بابخو
نہ تم نکلو کبھی گھر سے نہ یہ نکلو کبھی دل سے
وہ تہا آشفتہ گیسو کہ مجھکو بعد مردن بہی
خوشی ہو غم ہو یہ ہی کنارہ کرنی جاتی ہے
تہ مدفن کھلین آنکھین تو اس دنیا کو ہم سمجہو
حسینون سی بگڑنا اور دل کو داغ دینا ہی
توقع رکھہ نہ ظالم سی کسی دم رحم آنے کی

نہ دیکھا پہول پہل آئی کبھی سیر گلستان مین
تری جنبش کا اثر خندہ   چاک گریبان مین
غضب کی عہد و پیمان مین تمہاری تیر ارمان مین
زمین دی پہر مدفن آسمان نے سنبلستان مین
غضب کو پہر گئی نفرت دل عمر گریزان مین
خیالی شکلین ہمین کچہ سامنے خواب پریشان مین
بہت روئی زلیخا بہیجکر یوسف کو زندان مین
مروت کب ہی چشم جوہر شمشیر عریان مین

غزل گوئی سے آئے تسلیم باز آو دم پیری سے
ہنسے جاؤ گے اکدن ورنہ یاران سخندان مین

گری مین تعزیت کو وہ ہجوم شور کے شیون مین
نہو مغرور اے گلچین کہ تیری طرح گلشن مین
پتنگ برق ہی سونے چلو اسطرح ساون مین
پہ سارے لن ترانی ہی جو شہپر جہتاب ہو چلمن مین
مسی مالیدہ لب کو جب ملایا جا کے گلشن مین
نہ کہین پہر ابہی ڈالو چمن پر خاک گہر بیٹہو
اوتر آتا ہی خون آنکھون مین جب دیکھتا ہون
زبان اکدن نہ تا لو سے لگے نہ رہی جب تک
مین کیونکر سوز دل لکھون کہ بہڑکی گرم مضمون سے
وہ بہی رخنہ گری پردہ مین بہی ہی چشم فتان کی
مقابل ہو جو مسی مالیدہ لب سوسن کی کہلانے گا

خوشی کی بدلی ہم رو دئی مین ٹہیری مرگ دشمن مین
کبھی سو رنگ کی رکتے تہی ہم بہی بہولی امن مین
ملا سینے سی سینہ ہو چکی ہی ہون ہاتہہ گردن مین
وہ سہارہ جاتی دعوی نکل آؤ جو آنگن مین
نکالین سو طرح کی سنے شاخین برگ سوسن مین
نظر ہو جاتی نرگس کی کہین تمکو نہ گلشن مین
حنائی ہاتہہ اب بہیکر کف دست دشمن مین
کئی بلبل کی ساری عمر آہ و شور و شیون مین
ہمکو برق سے ہے پیش نظر حرفون کی دامن مین
مری دل کیطرح مین سیکڑون داغ ہین چلمن مین
یہی نہ پہیکی اور داہست ہو گا گلبرگ سوسن مین

اسیران ازل پا مین رہائی غیر ممکن ہے
رہا مرکر بہی قمری کا ابتک طوق گردن مین

حسین ہاں وفا کب بعد عاشق جلوہ فرما ہو
رہی موسیٰ کو دم تک وہ تجلی دشت ایمن مین

پہٹے کپڑون مین بہی رنگین ادا دلشاد رہتے ہین
ہنسا کرتے ہین گل گو سیکڑون ہین چاک دامن مین

بہت جاگی تہی فرقت مین کچہ ایسی مری نیند آئی
نہ بدلی ہمنے کروٹ حشر تک آغوش مدفن مین

فلک جسکو گراتا ہی زمین راحت سی رکہتی ہی
کہ طفل اشک شبنم پلتے ہین پہولونکے دامن مین

ذرا دیکہو تو تم عمر رواں کو جسم خاکی کو
نظر آتا ہی کوئی شہسوار اس گرد توسن مین

چہلک کر بلبل جان دام تن سی نکلی کیون قاتل
ہمین بندی کا کیا جوہر تہا تیری تیغ آہن مین

نہین بجلی گرائی چرخ نی بیوجہہ اے دہقان
کوئی دانہ مری قسمت کا ہوگا تیری خرمن مین

وہی اک نور ہی جا ہی جہان وہ جلوہ فرما ہو
یہان مین غش مین ہون بیہوش موسیٰ دشت ایمن مین

شگاف گور سی جب دیکہو شعلے نکلتے ہین
بہڑکتی ہی لگی دل کی ہم مرکر بہی مدفن مین

پڑہا کرتا ہی کیون طفل برہمن کلمہ زاہد کا
کوئی تسبیح کا دانہ ہی کیا کافر کی سمرن مین

پہونچتی ہی صدا گوش گل و صد برگ و سوسن تک
قفس مین بلبل بیتاب ہی نالہ ہی گلشن مین

ٹپک کر خون کرتا ہی مجہے احباب مین رسوا
دم گریہ چہپاؤن سخت مشکل کس طرح دامن مین

گداز دل میسر تیرہ باطن کو نہین ہوتا
کسی دن اشک کا قطرہ نہ دیکہا چشم سوزن مین

مرا دل خاک بہلائے جنون سیر بیابان سی
کہ چہوڑ آیا ہون تنہا خانۂ ویرانی کو مسکن مین

کہلی جاتی ہین گل سن سن کے غنچے مسکراتے ہین
اثر پیدا کیا بلبل نی کیا نغمے کا شیون مین

جو رسوا تہی ازل مین پردہ داری انکی ہو کیونکر
رفو ہونا نہین ممکن گلون کے چاک دامن مین

ہماری شاعری تسلیم تہی کلب علیخان تک
ذلیل و خوار اب پہرتی ہی وہ ہوتی ہی مدفن مین

کیا کہون درد و غم عشق سے کیسا ہون مین
آپ پر مرنے کی خاطر ابہی جیتا ہون مین

چپ بہی رہنے سی تری ہجر مین رسوا ہون مین
شور اٹہی لب خاموش کا گویا ہون مین

عہد طفلی سے لئی پھرتی ہی وحشت مجھکو
پرورش یافتۂ دامن صحرا ہون مین

چھیڑتی کیون ہین نکیرین لحد مین یارب
کوئی دیوانہ ہون یا کھیل تماشا ہون مین

کیا خبر بیخودی ہجر مین کیسی گذری
آپ آئی ہین تو کہہ آپ مین آیا ہون مین

بے ثباتی چمن باعث گریہ ہے مجھے
کوئی غنچہ بھی جو ہنستا ہی تو روتا ہون مین

اُٹھ رہون گا جو اُٹھائیگی قیامت آکر
تیرے کوچے مین تری چین سے بیٹھا ہون مین

لاکھون ارمان ہین گھیرے ہوئے دلکو پھر بھی
یہی کہتا ہی یہ کمبخت کہ تنہا ہون مین

ہمنشین کیا کہون مین کون ہون بیٹھا ہون کہان
یاد آیا ہی کوئی آپ کو بھولا ہون مین

آبرو رکھے خدا راہ طلب مین دن رات
بیقدم گرم سفر صورت دریا ہون مین

لن ترانی تری سن سن کی عجب کیا اکدن
ہول اُٹھے ڈھونڈھنا بھی ید بیضا ہون مین

صورت زخم خوشی مجھکو سزاوار نہین
جب ہنسی آتی ہی خون آنکھو سے روتا ہون مین

روز و شب وادی غربت مین بگولے کی طرح
کیا کہون کسکو لئے خاک اوڑاتا ہون مین

پہلو یار مین مین ہار ہے پہلو مین مرے
وہ اگر ماہ ہے تو ماہ کا ہالا ہون مین

بھول جاؤگے قابو مین کبھی تو میرے
جی مین جو آئے کہو غیر سے سنتا ہون مین

بے تری جاؤن کہان سیر کو مین ار دخیت
بیٹھا جاتا ہی یہ دل جس گھڑی اُٹھتا ہون مین

تم تو تم دل کی تسلی کے لئے فرقت مین
داغ حسرت کو بھی چھاتی سے لگاتا ہون مین

ناتوانی کا یہ عالم ہے کہ آتا ہے اگر
ناز بھی یار کی مشکل سے اُٹھاتا ہون مین

کہکے افسانۂ غم و درد کا شب بھر تسلیم
وہ سلاتی ہین مجھے آنکو سلاتا ہون مین

مین نگہ پامال ہون جو بن نیا پیدا کرون
مثل دانہ خاک سے نشو و نما پیدا کرون

گر نہین پھر سینہ و دل مین مری جاسے بلا
مین کہان سے ہو فنا ناوک ترا پیدا کرون

حد بھی کوئی ظلم کی آخر کہان تک مثل شمع
شام سے تا صبح ہر دم سر نیا پیدا کرون

زہر ہی مجھکو دوا صحت لقب ہی مرگ کا
خاک مین ملجاؤن گر خاکِ شفا پیدا کرون

اشک بنکر ٹپکو آنکھون سے بخارِ آہِ گرم
پانی بن جائی اگر تھوڑی ہوا پیدا کرون

چاہتا ہون آب و دانہ چھوڑ دون بہر خدا
عشق مثل طائرِ قبلہ نما پیدا کرون

تجھکو ہون بوسی مبارک دست پای یار کی
یہ مقدر مین کہان سر ای حنا پیدا کرون

پردہ پوشِ رازِ زندی ہون اگر چاہون کبھو
میکدے مین اعتبارِ پارسا پیدا کرون

داغِ حسرت سی نہین خالی جگہ تا [illegible] بر مین
ہائی کس دل مین ہوائی مدعا پیدا کرون

کچھ نہو تی پر تو [illegible] جلِ چرخ کا
کیا قیامت ہو جو کوئی حوصلا پیدا کرون

[illegible] ن اگر لینو ند کو دہبان ہی
آہ سے زنجیر وحشت کی صدا پیدا کرون

زندہ جاوید ہی کشتہ [illegible] جان بخش کا
کس لئی مین حسرتِ آبِ بقا پیدا کرون

دوست دشمن بنجبہ [illegible] فلک نا مہربان
کیا سمجھکر دل مین کوئی حوصلا پیدا کرون

اس طرح کی فکر ہے تسلیم وقت فکر شعر
کیا زبان پیدا کرون مین کیا مزا پیدا کرون

دی کر دل اُنکو غم زلف رسا لیتے ہین
ہم بھی ہین طرفہ بلا مول بلا لیتے ہین

یاد آجاتی ہین کچھ وصل کی باتین شاید
جب مجھو دیکھتی ہین سر کو جھکا لیتے ہین

تو نہین ہے تسی دل کی تسلی کرنے
ہم ترے داغ کو چھاتی سی لگا لیتے ہین

ہو گئی گم گشتہ بگولا ہی بہے صحرا مین
اُنکو تعظیم کو پہلو مین بٹھا لیتے ہین

کب مرا حال زبون پیش نہین ہوتا ہی قلق
سنکے رونی کے فقط شکل بنا لیتے ہین

پھیرتی ہی غنچون کو عبث گلشن مین
پھر ہم تیری خبر بادِ صبا لیتے ہین

عنبرین زلف کی ہوتی ہوئی بازار روشن
کیا خطا کرتے ہین جو مشکِ ختا لیتے ہین

در و دیوار کو دیکھا کرین تنہا کب تک
آج ہم خانہ خرابی کو بلا لیتے ہین

طرفہ لسان مین وہ وعدہ خلافی کی سبب
جب بگڑتا ہون کوئی بات بنا لیتے ہین

عہد میں بھی نہیں ملتا ہے دل اے ظالم
ہم بھی خنجر کو گلے آج لگا لیتے ہیں

اُف رے سوزِ غمِ پنہان کہ شبِ وصل بھی وہ
ہاتھ اپنا مرے سینے سے ہٹا لیتے ہیں

جب پکارا میں خریدار ہے کوئی دل کا
گھر سے کمرے میں نکل آ کے کہا لیتے ہیں

حال دل کہنے کا پاتا ہوں جو موقع بھی کبھی
ٹال کر غیروں کو باتوں میں لگا لیتے ہیں

یوں جلانے کو لئے دیتے ہیں تسکین مجھکو
رے کو ہانسی سے جسطرح بہا لیتے ہیں

غم ہو یا داغ یا زخم جگر ہو ہمکو
ان بتوں [illegible] دلاتا ہے خدا لیتے ہیں

وہ ہمیں بعض جفا بھی سبب عزت ہے
سر پہ جب پستا ہے آنکھ [illegible] لیتے ہیں

بار مرا اتنا تو ہوا درد محبت میں اثر
دیکھکر وہ مجھے پاس [illegible] بٹھا لیتے ہیں

بدحواسی یہ بڑھی ہر دم ہے مری تسلیم
اب جو کچھ کہتے ہیں یاروں کو سنا لیتے ہیں

ابروؤں کو وجہ طاعت کیا کہوں
انکو میں سجدے کی آیت کیا کہوں

ہوش گم ہیں یاد کچھ آتا نہیں
یار سے میں وقت رخصت کیا کہوں

کہتے ہیں سنکر تمنا وصل کی
میں ہوں پری اسکی نسبت کیا کہوں

صدموں سے ٹھہرتا ہے دل مرا
ایک ہی تکلیف و راحت کیا کہوں

جانتا تھا ہو گا نا آشنا
آ گئے پھر بھی طبیعت کیا کہوں

جانے دو کیوں پوچھتے ہو حال ہجر
وصل کی شب وہ مصیبت کیا کہوں

چھیڑ کر خود زلف پیچوں میں پھنسا
اس دل خود سر کی شامت کیا کہوں

دیکھنے آئے نہیں جب مجھ میں دم
اس عیادت کو عیادت کیا کہوں

کہدیا جو یار سے کہنا تھا
اور میں اپنے حماقت کیا کہوں

شام سے تا صبح رو جاتی ہے روز
شمع تربت کے محبت کیا کہوں

کم زر گل سے زر ممسک نہیں
ایسے دولت کو بھی دولت کیا کہوں

ننگ آکر چھوڑ بھاگے آہ بھی
سوزشِ دل کی حرارت کیا کہون

ایک دم مین تا عدم پہنچا دیا
ناتوانی کی مین قوت کیا کہون

دل بھی الفت مین نہین میرا شریک
یار کو مین بیمروت کیا کہون

سوچتا ہون وصل مین اُس شوخ سے
کیا چھپاؤن رازِ الفت کیا کہون

فیصلہ اِنکا مرا اب تک نہین
اس قیامت کو قیامت کیا کہون

رشکِ گل کہنے سے تو لاتا ہے ننگ
پھر تجھے اے سرو قامت کیا کہون

[illegible] یا کا مین [illegible]
راحت و آرام تربت کیا کہون

پوچھتی ہے باعث آوارگی
جیسے بیزار ہو شامِ غربت کیا کہون

خاک اوڑاتا ہوگا کوئی یار مین
کیا خبر دل کی حقیقت کیا کہون

ایک بوسے پر ہے دل کا فیصلہ
تم سے بازاری مین قسمت کیا کہون

زاہدو تمسے پہلے ہو بخشش مری
اُسکی رحمت اُسکی قدرت کیا کہون

فصلِ گل مین کی ہے توبہ شیخ جی
اور پھر مجھپر یہ تہمت کیا کہون

جھوٹھے وعدون پر بھی اُسکے ہون نثار
راستبازی کی ہے عادت کیا کہون

ابتو اے تسلیم وقت فکر شعر
جو سمجھے ہوتے ہے وقت کیا کہون

یہی کہہ کہکے دلکو ہجر مین بہلائے جاتے ہین
نہائے مین سنورتی ہین نکھر آئے جاتے ہین

مین اپنی حال مین ہون مبتلا دن رات اے ہمدم
مری کیون جان ہر اک بات کو ناصح کھائے جاتے ہین

کبھی یہ قدر تھی وہ پاس پہلو مین بٹھاتے تھے
وہی ہم ہین کہ اب محفل سے بھی اُٹھوائے جاتے ہین

ہوئی مدت کہ سنکر آرزو مجھسے وہ بگڑے تھے
اوسی تیور سے اب تک آنکھین وہ دکھلائے جاتے ہین

ڈہٹائی دیکھو آکر غیر کے گھر سے مکرتے ہین
مری سر کی ہزارون جھوٹھی قسمین کھائے جاتے ہین

خدا جانے وہ کسکی جستجو مین بیخود و گم ہین
کہ جب آتے ہین کچھ کھوئے ہوئے سے پائے جاتے ہین

خدا جانی کہان شب بہر رہی ہین کیسی گذری ہی
نظر ملتی نہین ہی خود بخود شرمائی جاتی ہین

قیامت ہی بہت کم سن سی ملنا جوشِ الفت مین
ابہی ہی دور شام وصل وہ گہبرائی جاتی ہین

وہی ہین روز و شب وعدہ وہی ہین جہوٹہہ سچ قسمین
ابہی تک وصل سی دلکو مری ترسائی جاتی ہین

عیادت کو چلی ہو مرنی والی مر چکی جس دم
کفن رکہا ہوا ہی سامنی نہلائی جاتی ہین

بسر ہوتی ہی اچہی زندگی دونونکی فرقت مین
ہمین غم کہائی جاتا ہی ہم اسکو کہائی جاتی ہین

کہا قسمت آتی ہو کسکے بغل مین کی سحر تتے
رخِ نازک پہ بوسونکی نشان کہپائی جاتی ہین

خدا ہی جانی کیا سمجہین مین کیا منظور ہی انکو
ہمین مقتل مین روزانہ ١١ بلوائی جاتی ہین

یہ کیا باعث ہی پڑا تیر نظر اپنا کہان دیکہین
دلونپر رحم اے قاتل کہین دکہلائی جاتی ہین

ہوئی ہین بدگمان کس طالعِ بد سے اپنی
کہ دیوارونکی روزن ہر طرف چنوائی جاتی ہین

جوانی عاشقون پر دیکہیی کیا قہر ڈہاتی ہے
ابہی سی وہ غرورِ حسن مین اترائی جاتی ہین

لگاکر آنکہون سی پڑہتی ہین وہ تحریر دشمن کی
انگیٹہی مین مری خط لیکی پہر جلوائی جاتی ہین

غنیمت جان اے تسلیم اتنی بہی مروت کو
کہ چہپ کر غیر سی اب تک وہ دل مین آئی جاتی ہین

بیکسی مغتنم ہے فرقت مین
ایک سی دو بہلی مصیبت مین

وہی دیوانگی ہے مر کر بہی
ہم کفن پہاڑتے ہین تربت مین

مین بہی صدقی ہون غیر بہی ہی فدا
دیکہئے تم ہو کسکی قسمت مین

ہون وہ غم دوست بعدِ مرگ بہی ہین
نخلِ ماتم کے تختے تربت مین

کیون اٹہاتا ہی ہمکو شورِ نشور
کیا دہرا ہے تری قیامت مین

دیکہکر رقص ان بگولون کا
جی بہلتا ہی دشتِ غربت مین

ہر گہڑی سال کی برابر ہے
کیا امید سحر ہو فرقت مین

نامرادی کا آپ تسلیم کرینا
یہی لکہا ہے میری قسمت مین

وہی جھونکے ہین آہونکی پسِ مرگ
خاک اُڑتی ہی میری تربت مین

کس سے بہلے گا اے خدا یہ دل
ایک بھی بت نہین ہی خلوت مین

سخت منزل عدم کی طی کر کے
تھکا ماندہ پڑی ہی [illegible] تربت مین

نور دل چاہتا ہی گر اے شیخ
بیٹھ پیر مغان کی خدمت مین

چارہ گر اب دوا سے ہاتھ اٹھا
کیا رہا ہی مریض الفت مین

مے سے توبہ کرینگے ابکی برس
گر نہ آیا نشہ [illegible] مین

پہر رہے تھے ہم عدم مین بھی [illegible]
آگئے اس طرف بھی وحشت مین

تھے خفا ہنس پڑے کچھ ایسی کہی
کیا صفائی ہوئی کدورت مین

بیرخی اسقدر کہان سے سیکھی
تم تو مشہور تھے مروت مین

مر کے بھی سوز غم سے صورت شمع
استخوان جل رہے ہین تربت مین

ایک عالم کی آنکھین تم پہ پڑین
[illegible] قیامت مین

مجکو دوزخ سے کام کیا تسلیم
ہون حبیب خدا کی امت مین

وہ صورت روبرو ہے اور مین ہون
خیال گفتگو ہے اور مین ہون

دیا ہے [illegible] سے دم واعظ نے مجکو
[illegible] ہے اور مین ہون

کبھی تو آئیگا قابو مین میرے
کہ ہر ساعت یا [illegible] اور مین ہون

برنگ موج ہون ہر دم روانہ
[illegible] ہے اور مین ہون

یہ کس نے پردہ کر لی ہی شب وصال
[illegible] ہون

خدا اشغار [illegible] جو شب و روز
مے و جام و سبو ہے اور مین ہون

کہان تک رشک کی عدو سے دل
بس اب میرا عدو ہے اور مین ہون

تمہین مرتے بھی دے سخت جانی
یہ خنجر گلو ہے اور مین ہون

جنون مین روز ہی سر پر گردی دہوپ
سیا پانون سے کے لو ہے اور مین ہون

سنا کرتا ہون دن بہر سخت باتین
وہ یار تند خو ہے اور مین ہون

مین کیون ای شیخ ہون رحمت سی مایوس
یہان لاتقنطوا ہے اور مین ہون

بالاے زمین ہون نہ تہ عرش خدا ہون
ابتک جو فراموش ہی دلکو وہ دعا ہون

مین نام و نشان ہون نہ مزار غربا ہون
پہر کیون ستم چرخ سی بیکار مٹا ہون

ماتم کے نہ لائق نہ سزاوار بکا ہون
اس بزم مین ٹوٹی ہوئی شیشے کی صدا ہون

سرمہ ہون نہ غازہ ہون نہ مین برگ حنا ہون
حیران ہون کیون شوخ اداؤن پہ پسا ہون

ساحل بہی ہکہتا ہے کہ مین ننگ طلب ہی
لب تشنہ ہون ہرچند کہ دریا سی ملا ہون

دم لینے دو کرتا ہون بیان حال اسیری
پر کٹ کے مین صیاد کی ہاتہون سی چہٹا ہون

کیون جامۂ ہستی مرا اسد چاک ہی یارب
مفلس کی ردا ہون نہ گل تر کی قبا ہون

چہیڑو نہ مجہی نکلے گی منہ سے مری فریاد
مین نی کی طرح درد و مصیبت سی بہرا ہون

کس کس سے بچاؤن مین صنمخانہ مین ایمان
ہر بت کو یہ دعوی ہی کہ مین شان خدا ہون

الٹا ہی اثر میرے تمنا مین نہ چرخ
ہون ہمنفس زاغ جو مشتاق ہما ہون

کیا جانئی کس وجہ سی دونون ہین پشیمان
مجہسے مری قسمت نہ مین قسمت سی پہرا ہون

جو دیکہنے آتا ہی نہین آپ مین رہتا
بیہوش ہون ہرچند مگر ہوش ربا ہون

باقی نہ رہا بعد فنا قد کا کہین خم
کیا آسکے نہ گور مین سانچے مین ڈہلا ہون

اٹکی ہی نظر میری تمنا پہ شب وصل
حسرت زدہ مین دیکہتا انداز و ادا ہون

سب کہتی ہین اب کاہے کا غم ہے تہ مدفن
یہ کم ہی کہ مین یار کی پہلو سے جدا ہون

کیا دیکہتا سکو مین کسی اور کو دیکہون
پتلی کی طرح پردۂ مژگان مین چہپا ہون

دم بہر بہی نہین ہی مجہی کیون اپنا بہروسا
تیری نہ قسم ہون نہ غلط عہد وفا ہون

مانع نہین بیتابی دل راہِ خدا کے ‏ — اس حال مین بھی صفت قبلہ نما ہون
کیا راہ مین ہی قافلہ یاران عدم کا ‏ — سنتا مین ابھی تک وہی آوازِ درا ہون
تصویر خیالی تھی جہان مین مری ہستی ‏ — بن بن کے مٹا ہون کبھی مٹ مٹ کے بنا ہون

تسلیم کہان جلوہ جوانی کا دمِ شیب
اب تو شررِ شمع سحر کی مین ضیا ہون

گل کی نہ خموشی ہون نہ بلبل کی صدا ہون ‏ — کچھ اور ہی مین اس باغ مین اے بادِ صبا ہون
بے نام و نشان نظرون سے چھپ چھپ کے ہوا ہون ‏ — بن بن کے مین رنگِ رخِ تصویر اڑا ہون
پامال ہون یا حسن فزائے کف پا ہون ‏ — ہر رنگ مین قدمون سے لگا مثل حنا ہون
ظاہر کو نہ دیکھو مری ہر غم کی دوا ہون ‏ — گو خاک ہون عالم مین مگر خاکِ شفا ہون
چھٹ کر قفس تنگ سے دیوار چمن تک ‏ — سو بار اڑا ضعف سے سو بار گرا ہون
ظاہر مین نہ کچھ ہون نہ مین باطن مین کوئی چیز ‏ — گویا لبِ گلبرگ کے ہنسنے کی صدا ہون
کب آپ مین رہتا ہون جو دل کی مین کہون کچھ ‏ — جب آپ مین کھویا ہوا یار دل کو ملا ہون
کچھ فہم مین آتا نہین نیرنگِ گلستان ‏ — نرگس کی طرح دیکھنے کو دیکھ رہا ہون
اک خاک کا تودہ ہون دم پیری ہون جہانمین ‏ — مثل شجر کہنہ مین سہے آگ جلا ہون
مژگان کو یہ دعوی ہے کہ ہون تیر جگر دوز ‏ — ابرو کا اشارہ ہے کہ مین تیغ قضا ہون
بجھتا نہین جلنا تپشِ عشق سے میرا ‏ — پاتا مین نہین اپنے گناہون کی سزا ہون
ہمدم ہے وہ میرا صفتِ ساحل دریا ‏ — دریا ہون حقیقت مین نہ دریا سے جدا ہون
شیشہ ہون نہ ساغر ہون مین اس بزم جہانمین ‏ — پھر کس لئے ہی دورِ فلک پھیر رہا ہون
دنیا سے ہون آوارہ و برباد و پریشان ‏ — گر نام کو بو ہے گل تر بھی ہون تو کیا ہون
یاد آتی ہے اس طرح پس مرگ یہ دنیا ‏ — گو تھی یہ سرا مین بھی دم چند رہا ہون
کیا پوچھتے ہو خستگی دل کا مرے حال ‏ — وہ شیشہ ہون جو طاق سے تھپکے گرا ہون

کیون باعثِ تفریح سمجھتی ہے مجھے خلق
کیا مین چمن کوچۂ جانان کے فضا ہون

خوش ہوتے ہین وہ دیکھکے مجھکو یہ سبب کیا
اغیار کی کیا جرم کی پاتا مین سزا ہون

تنہا گو مین حسینون مین مگر وائے مقدر
ہر دم صفتِ آئینہ حیران رہا ہون

دیکھے ہین غمِ زلف مین وہ خواب پریشان
جب آنکھ لگی ہے کبھی مین چونک پڑا ہون

کیون دیکھکے ہوتے ہین نہال اہلِ محبت
کیا مین شجرِ قد کے تری نشو نما ہون

کیا یاد کرونگا تجھے اے فصلِ بہاری
بھولا نہ کبھی سرو کی صورت نہ بھلا ہون

شادی نہ بقا کی نہ قلق اپنے فنا کا
عنقا کی طرح ہستی و عدم مین رہا ہون

تسلیم ہون مین سختی دوران سے گریزان
مانندِ شررِ سنگ کے سینے مین چھپا ہون

لڑکپن سے زیادہ وہ کچھ ستمگر ہوتے جاتے ہین
چھری تھی اب مرے حق مین وہ خنجر ہوتی جاتی ہین

نہ گھبرا اے دلِ مضطر شبِ غم صبح ہوتی ہے
نظر سے چھپ کے پر روپوش اختر ہوتے جاتے ہین

ہنسا کرتے ہین گریان دیکھکر بدلی ترحم کی
مین پانی ہوتا جاتا ہون وہ پتھر ہوتی جاتی ہین

بہار آئی نہین پائی ترے دیوانے وحشت مین
برنگِ بوے گل جامے سے باہر ہوتے جاتے ہین

ابھی مژگان مین تھے دامن پہ آئے پھر ہوئے غائب
نکل کر طفلِ اشک آنکھون سے ابتر ہوتے جاتے ہین

یہان تو عمر گذری مجھسے ہین ناآشنا اب تک
عدو مین بات کیا اونکی کیونکر ہوتی جاتی ہین

غنیمت ہے کہ جب پھرتے ہین وہ غیرونکی محفل سے
گھڑی بھر کی لئے میرے بھی گھر پہ ہوتی جاتی ہین

نئے مشتاق پیدا ہر دم نگاہِ شوق پڑتی ہے
ابھی سے کچھ نرالے اونکے تیور ہوتے جاتے ہین

کبھی وہ دن تھے اونکو مین برا ہی نہ آتا تھا
وہی ہم ہین کہ نفرت سب ہر دو بہر ہوتی جاتی ہین

ترقی وصید دم پاتے ہین سوزِ عشق مین اپنے
بھارے داغِ دل خورشیدِ محشر ہوتے جاتے ہین

دلون مین وہ صفائی اب کہان گردِ کدورت سے
برنگِ شیشۂ ساعت مکدر ہوتے جاتے ہین

رہائی کی زمانے تک نکل آئے مین گو پر اپنے
قفس مین قابلِ پرواز شہپر ہوتے جاتے ہین

نہین جز کشتی کوئی دم تیغ قاتل آج مقتل مین
ہزارون بخیتا جانباز بسر ہو کے جاتے ہین

نہین سنتے گلی دل کی عدو کے خوب سنتے ہین
اسی سن مین مری قابوسی باہر ہوتے جاتے ہین

نہین تسلیم کیا ہم شعرا تمودہ زمانہ ہے
کہ صد پاؤ بڑہی جاہل سخنور ہوتے جاتے ہین

کیون اے خدنگ غمزۂ قاتل ادہر کہان
دل ہی نہین ہے سینہ مین میرے جگر کہان

بیہوش مین وہ اوٹھتی جوانی کے جوش مین
اپنی خبر نہین او نہین میری خبر کہان

کہتا ہزار بار تمنا سے دل جگر
وہ تم کہان وہ لطف وکرم کی نظر کہان

اوٹھہ اوسکو دیکھون کیا سوئے شرق گھڑی گھڑی
شام فراق کی ابھی اے دل سحر کہان

رنگ پریدہ ہون کہون جائے قیام کیا
آوارگان عشق کے قسمت مین گھر کہان

چہٹ کر قفس سے بھی نہین سیر چمن نصیب
پرواز ہم کرین سو گلشن وہ پر کہان

بیباقی ہم اسکی بزم مین سر سے چلین مگر
مانند شیشہ اپنے مقدر مین سر کہان

اللہ ری یکم سنی کہ وہ کہتے ہین بار بار
ہم بہی تو دیکھین درد کہان ہے جگر کہان

کس رشک آفتاب کی اے دل ہے جستجو
پہرتا ہے ایسی دہوپ مین دو دوپہر کہان

غلطیدائی یار کے اسرار کیا کہون
غیرونکا انتظام ہے میرا گذر کہان

روز سے میرے راز محبت کہلا محال
شبنم گہر کی طرح یہان خشک تر کہان

دل تو ہم فراق مین خون ہوکے بہ گیا
آگے رہے گا یار کا تیر نظر کہان

اللہ رے اضطراب نہین کچھ خبر ہمین
آکر کہان سے جاتی ہین شل شرر کہان

محروم سیر باغ ہون مین وہ کے باغ مین
نرگس کی طرح دیکھہ لو آنکھین نظر کہان

حیران ہون کہ بعد قضا کوئے یار سے
احباب لیچلے ہین مجھے دوش پر کہان

آئے ہو دل جلانے دم صبح مہربان
مانند آفتاب ہے راحت بہر کہان

گردش حیات و مرگ کی دہوم ہے دیکھئے
ہوتا ہے اس جہان سے اپنا سفر کہان

لاتا جواب دیکے خطِ شوق یار سے
ایسا کبہی نصیب ہوا نامہ بر کہان

آغازِ عشق کا نہین انجام جز اجل
اس ابتدا کی دیکہیے نکلے خبر کہان

اسکو عروج کہتے ہین سطے کرکے نہ فلک
پہونچے زمین سے رات مین خیر البشر کہان

حاصل کرین کمالِ سخن کس امید پر
تسلیم اب جہان مین قدرِ ہنر کہان

اللہ رے اضطراب شبِ ہجرِ یار مین
بجلی تڑپ رہی ہی دلِ بیقرار مین

ہستی تہی اپنی غنچۂ تصویر بے گمان
سوکہی نہ ہم خزان مین نہ پہولی بہار مین

مجنون نے خاک اوڑائی بیابان مین اسقدر
چہپ چہپ گیا ہے ناقۂ لیلیٰ غبار مین

حیرت ہی آہ سرد نکلتی کہان سے ہی
دوزخ بہری ہوئی ہی دلِ پر شرار مین

برسون مین نیند آئی ہی مر مرکی غل نکر
ای شورِ حشر سونے دے دم بہر مزار مین

اتنا تو داغِ دل مین اثر تہا کہ بعدِ مرگ
یارون نے مجھکو دفن کیا لالہ زار مین

اب کون دیکہے آئی ہو بالین پر اوس گہڑی
پتہرا گئین جب آنکہین مری انتظار مین

عمرِ دوروزہ چین سے کیونکر بسر کرین
قابو مین اپنے دل ہے نہ یار اختیار مین

زلفون کی یاد ہی کبہی رخسار کا خیال
دل مبتلا ہے گردشِ لیل و نہار مین

رکہئے معاف حضرتِ واعظ کہان ہین آپ
توبہ کرون شراب سی ایسی بہار مین

جاگے تہی رات بہر کہین شاید کہ وقتِ صبح
آتے ہی سو گئے وہ ہماری کنار مین

زلفون سے کیا لپیٹا تہا شب کو کہ صبح کو
پاتا ہون بوی مشکِ ختن پاسی ہار مین

تسلیم عہد کلب علی خان نہین رہا
ہم بہی تہے ورنہ اہل سخن کے شمار مین

یہ طفلِ اشک ہر دم اک نئے مسکن مین رہتے ہین
کبہی مژگان مین رہتے ہین کبہی دامن مین رہتے ہین

سحر سے شام تک یادِ رخِ روشن مین رہتے ہین
شب آتی ہی تو فکرِ زلف کی الجہن مین رہتے ہین

وہ ہر دم شاد و خندان محفلِ دشمن مین رہتی ہین
میان غمکدہ ہم نالہ و شیون مین رہتی ہین

ہماری ہستی برباد اک رنگِ پریدہ ہی
نہ ہم صحرا مین رہتی ہین نہ ہم گلشن مین رہتی ہین

سوائی رنج تنہائی پسِ مردن خدا کا شکر
نہایت چین سی آرام سی مدفن مین رہتے ہین

نہ پوچھو ای اسیرانِ قفس ہم سی وطن اپنا
جہان تم رہتی ہو ہم بھی اوسی گلشن مین رہتی ہین

کیا ہی لاغر ایسا جامہ زیبون کی محبت نے
کہ ہم رشتی کی صورت دیدۂ سوزن مین رہتی ہین

اسیرانِ قفس تو بوی گل کو بھی ترستے ہین
زہی قسمت جو مرغانِ چمن گلشن مین رہتی ہین

ہوئی ہین خاک ای تسلیم شوقِ دیدِ جانان مین
برنگِ گردِ سرمہ دیدۂ روزن مین رہتی ہین

کہین آج یہان وہ جا رہی ہین
یہان کیسے کیسے خیال آ رہی ہین

جو پیرِ مغان آج بلوا رہے ہین
مزے جامِ جمشید کے آ رہے ہین

مصیبت مین قاصد ہین دونون طرف کے
اودھر جا رہے ہین ادھر آ رہی ہین

انہین کا ہین کشتہ ہون جو بعدِ مردن
مری واسطے قبر کھدوا رہی ہین

سمجھتا نہین بیخودی مین ہین واعظ
خدا جانے کیا آپ فرما رہی ہین

یہی دو غذا ہین ہین فرقت مین اپنی
کبھی غم کبھی داغِ دل کھا رہی ہین

سمجھ اونکی دیکھو کہ بگڑی ہی باہم
رقیبون کو مجھسی وہ منوا رہے ہین

خدا جانے کیا قہر ڈہائین گے بڑھکر
ابھی سی وہ جوبن پہ اترا رہی ہین

ہوئی قطع امیدِ جینے کی ایسی
کہ اپنا کفن آپ سلوا رہے ہین

نہین اونسی کہتا کوئی دوست دشمن
مجھی کو یہ ناصح بھی سمجھا رہے ہین

قریب آتی کیجیے قتل مجھکو
عبث دور سے آپ دھمکا رہی ہین

اسیرِ محبت اگر ہون تو مین ہون
احبا مری جان کیون کھا رہی ہین

بھلا دخترِ رز مجھسی چھوٹی گی واعظ
خدا جانے کیا آپ فرما رہے ہین

مگر یہی تو کیا کسیکو سیکڑون سے
بغل مین لئے جام و مینا رہے ہین

پہ قسمت کا کہا وہ دشمن ہوئے ہے
جوابِ خطِ شوق لکھوا رہے ہین

پس پردہ بیٹھے ہوئے عاشقونکو
نیا جلوہ ہر وقت دکھلا رہے ہین

وہ بیٹھے تو ہین پاس تسلیم لیکن
کہین جانے والے ہین گھبرا رہے ہین

الگ دیر و حرم سے پڑے ترددمین رہتے ہین
مین جبکا ہو رہا ہون وہ اسی منزل مین رہتے ہین

نہ یار آتا ہے فرقت مین نہ اپنی جان جاتی ہے
بتائین کیا کہ ہم دن رات کس مشکل مین رہتے ہین

بری ہین شکل تصویرِ خیالی دلعت و غم سے
نہ آسانی مین رہتے ہین نہ ہم مشکل مین رہتے ہین

کبھی ہین سوزِ پروانہ کبھی شمعِ فروزان ہین
غرض ہر رنگ سے شب بھر تری محفل مین رہتے ہین

یہ سودائے شہادت دیکھئے کب سر سے جاتا ہے
ہمیشہ آرزوئے خنجرِ قاتل مین رہتے ہین

بہم کی ربط نے گھر کیسے کر دیئے پیدا
مین اونکے دلمین رہتا ہون وہ میرے دلمین رہتے ہین

بتا کیا پوچھتے ہو گور پہ آئو جو آتا ہو
کہ سوتے جاگتے ہر دم اسی منزل مین رہتے ہین

ہجوم اشکِ طوفان خیز یہ آنکھونسے کہتا ہے
نہ ساحل ہم مین رہتا ہے نہ ہم ساحل مین رہتے ہین

نہ خنجر ہے سرِ دل مین نہ تیغِ تیز ہین آخر
انہین پھر کیا مزہ ہے کیون کفِ قاتل مین رہتے ہین

سمجھتے ہین کہ ملنا یار کا ممکن نہین پھر بھی
بڑا ہو شوق کا ہم سعی بیحاصل مین رہتے ہین

لگا وہ آگ الفت کو عداوت بھی غنیمت ہو
یہ کیا کم ہے کہ ہم دن رات اونکے دل مین رہتے ہین

کہان ہمکو میسر خاکِ پا اربابِ عرفان کی
رہے قسمت جو ہر دم خدمتِ کامل مین رہتے ہین

مزہ کیا ہمکو مرنے کا نزاکت دیکھکر اونکے
یہ خنجر دھارے بازوئے قاتل مین رہتے ہین

کبھی موقع مین تسلیم پاتی ہین کبھی پیشن
پس کلب علیخان خارج و داخل مین رہتے ہین

مل گئے جب خاک مین پھر حرمنِ زینت کیا کرین
چادرِ گل شمعِ بالین لوحِ تربت کیا کرین

بیمروت بیوفا ہے تجھے انصاف کیا کریں
بھولی بھولی پیاری پیاری تیری صورت کیا کریں

گور میں آخر علاجِ دستِ وحشت کیا کریں
گر نہ پھاڑیں ہم کفن کو زیرِ تربت کیا کریں

اک حسین ہو بس ہر وقت ہو زیبِ بغل
مانگ کر اللہ سے ہم مال و دولت کیا کریں

ہائے کب آیا کہ دل ہی اپنے پہلو میں نہیں
ناوکِ قاتل ہے مہمان اسکی دعوت کیا کریں

شکل تصویرِ خیالی پاس دامن بھی نہیں
ایسے عریانی میں نذرِ دستِ وحشت کیا کریں

بھیجتے ہیں روز اپنا آدمی بہرِ خبر
اور وہ لطف و کرم مہر و عنایت کیا کریں

جانی دو جاتا ہے گر منہ پھیر کر وہ بیوفا
ایسے ہم سفر دو سر صاحب سلامت کیا کریں

دو قدم چل کر دکھا دو تم خرامِ ناز سے
انتظارِ رفتہ روزِ قیامت کیا کریں

چھوڑ کر دستِ سبو کو دستِ شیخ عصر پر
شرم آتی ہے کہ آخر وقت بیعت کیا کریں

ساتھ پھرتے ہیں لئے اپنے فنا مثلِ حباب
اس حیاتِ بے بقا پر عیش و عشرت کیا کریں

فرقتِ ساقی میں جام و شیشہ و صہبا کہاں
تو جو آیا جھومتا اے ابرِ رحمت کیا کریں

دل نہ قابو میں نہ کہتے میں، ہجومِ طفلِ اشک
حال دل اُن سے بیاں ہم وقتِ رخصت کیا کریں

خوب پیتے ہیں خدا دیتا ہے بے منتِ شراب
ترکِ جام و شیشہ و ساقی کی صحبت کیا کریں

آ گئی اُس شوخ پر اپنی طبیعت آ گئے
کیا خطا دل کی اسے ناحق ملامت کیا کریں

دے کے تسکین پوچھتے ہیں اپنے دامن سے وہ اشک
اور ہم اُن سے تمنا وقتِ رخصت کیا کریں

آرزو ہے سینہ بنجائے سراپا لالہ زار ....
ایک دو داغِ جگر پر ہم قناعت کیا کریں

بھر دیا ہاتھ کیوں پھیلائیں پیشِ اہلِ اوج
التجا سے آسمان پستِ ہمت کیا کریں

اس زمینِ پست میں تسلیم اپنے رنگ کی
شعر دلکش کیا کہیں پیدا بلاغت کیا کریں

خوش خوش وہ آج آئے میری مکان پر ہیں
اب صدمہ ہائے درد الم دشمن کی جان پر ہیں

دیکھیں تو مان لیں ہم انکی کمر ہے ورنہ
کہنے کو کہتے سب ہیں اپنے گمان پر ہیں

مائین برا کہان تک یہ گالیا تو ہمدم | اس عاشقی مین ہر دم اونکی زبان پر ہین
ہرچند ہر خیالی اپنا یہ نقش ہستی | پہر بہی گران جہان مین ہم سبکی جان پر ہین
تنکا سمجھہ کے بلبل گلشن سے لی اوڑی ہی | ہم ناتوان رہتے اک آشیان پہ ہین
ہرچند ہین وہ تنہا قدرت سی اپنی لیکن | چہائی ہوئی ہمیشہ دونون جہان پر ہین
کسنی مٹا دیا ہے کہہ کہہ کے لن ترانی | بی نام و بی نشان ہم کس بی نشان پر ہین
کہنا مرا نہ مانا چھوڑی نہ عشقبازی | اہ دل بتا یہ صدمہ اب کسکی جان پر ہین
ہرچند بو ہی گل ہین نازک مزاجیون سی | پہر بہی گران ہم اپنی ہر وقت جان پر ہین
عیسی کرین مداوا درد جگر کا کیونکر | ہم لوٹتے زمین پر وہ آسمان پر ہین
بگڑی ہے ایسی باہم ہی ترک آمد و شد | وہ اپنی آن پر ہین ہم اپنی آن پر ہین
پیر مغان سے بیعت شیخ حرم نے کی ہے | جب دیکہو یہ بیٹہے کی دکان پر ہین
کرتے ہین وہ اشارے مجہسے جو انجمن مین | ابرو کی چلتی چہریان دشمن کی جان پر ہین
دل سی سوا جگر ہی مشتاق تیر قاتل | دونون کی بڑتی آنکہین کیا کیا سنان پر ہین
تصویر سی ہم اونکی کرتی تہین دل کی باتین | کتنی ہین ہائی عاشق کس بی زبان پر ہین
دشمن کو دی رہی تہی جو لے لیا ہے | غصی مین لال مجہسے وہ ایک پان پر ہین
الفت کی یکدلی سی سب بہید جانتا ہون | جو تم چہپا رہے ہو میری زبان پر ہین
اہ مرگ کا ہشون سی تو کیون نہین ہی پاتی | ہم بے نشان ہو کر کیا لامکان پر ہین
خورشید و ماہ و اختر کرسی و عرش اعظم | جلوی جو نور کی ہین سب آسمان پر ہین
کہتا ہون جب مین اونسی دل تہا ابہی تو آگیا | انجان سبکی رکہتی وہ ہاتہ کان پر ہین
نقش قدم بہی ہستی وہ بہی نہین ہے باقی | ایسی مٹی ہوئی ہم کس بے نشان پر ہین
مد نظر ہی قاتل کیا قتل عام تجہکو | تلوارین رکہی جاتی کیون آج سان پر ہین
اللہ رہی بی نیازی پوچہا کبہی نہ اتنا | برسون سی آپ بیٹہی کیون آستان پر ہین

جس کا پتہ نہین کچھ غائب نظر سے ہر دم
ہم جستجو مین اوسکے اپنے گمان پر ہین

جاتے ہین سوئے مقتل اوس طفل نوجوان سے
تنگ آکے ہم بھی کیسے اب اپنی جان پر ہین

کیا شوق مے کشی ہے دیکھو جناب واعظ
غرفے کو رہتی رکھتی مے کی دکان پر ہین

الله ری بدمائی برہم ہین بوئے گل سے
غصہ اوتارتے وہ ہر باغبان پر ہین

وقت شباب ہونگے تسلیم پارسا کیا
پیری مین جبکہ مرتے اک نوجوان پر ہین

یار کی دھوم ہے گھر بیٹھے خریدارون مین
یہ وہ یوسف نہین بکتا پھرے بازارون مین

دل بہلنے کو لئے جاتے ہین میخوارون مین
غم غلط ہوتا ہے جب بیٹھتے ہین میخوارون مین

شکل جوہر تھا گرفتار ہین تلوارون مین
عمر اپنی کٹی دنیا کے ستمگارون مین

کسکی رحمت کا وکھا دل کہ دم حشر مجھے
مغفرت ڈھونڈھتی پھرتی ہے گنہگارون مین

ناز و انداز مین شوخی مین حیا مین ہمدم
ہاتھ دھو بیٹھے ہین ہم دل سے نہین بچارون مین

جلد ہی پھیرکے منہ اپنی پرائے بس دفن
بیکسی رہ گئی تنہائی سے کے غمخوارون مین

شاید آجاؤن او نہین یاد اسی صورت سے
اپنی تصویر لگا آتا ہون دیوارون مین

سخت جانی جو یہی ہے تو کہان مرگ نصیب
دم نہ جلادون مین باقی ہے نہ تلوارون مین

کون دیتا ہے مرا اوسکے رقیبون کو خبر
کوئی جاسوس مقرر ہے انہین یارون مین

دیکھتے ہی نہین منہ پھیر کے بسمل کیطرف
آپ بھی ایک ہین والله ستمگارون مین

نیک و بد غیر کی کہتا ہے غصہ خوبی کے سنو
جھوٹ سچ نقرے چلا کرتی ہین سرکارون مین

ہان نہین پھر تو اوسے ناز و ادا سے کہئے
دل کو آتا ہے مزہ آپکی تکرارون مین

کام آتا ہے مداوا نہ زبانی اعجاز
کیا کرین آکے مسیحا ترے بیمارون مین

سخت ناکام ہون سر پھوڑ نیکو سنگ اگر
عمر بھر ڈھونڈھتا ہون ملکوئی نہ کہسارون مین

پھرتا رہتا ہے شب و روز بگولے کی طرح
کیا فلک بھی ہے ترے عشق کی آوارون مین

شیخ نامی تھا جو کل تک وہی اللہ کی شان
آج بیٹھا ہی بڑی فخر سے میخوارون مین

کیا کرون روز جزا جور و ستم کی فریاد
دل تو آتا ہے نظر اوسکے طرفدارون مین

جب نظر آتے نہین آبلۂ پائے جنون
روتی ہین پہوٹ کی بیٹھی ہوی ہم خارون مین

رات بہر آپ سے ارمان نکالی کس کے
داغ بوسون کی ہین اس پہولسی رخسارونمین

تہک کی سب بیٹھ رہی منتظر وقت اجل
آتے جاتے ہی فقط آپ کی بیمارون مین

دل مین سو بار اونہین دیکھینگے اس حیلہ سے
نوکری کرتی ہین اب غیر کی سرکارون مین

اہل دولت سے کے نہ پروانہ تمنا زر کی
آدمی کام کا تسلیم ہی بیکارون مین

ردیف واو

گھر سے طفلی مین جو وحشت نے نکالا مجھکو
دامن دشت نے کس پیار سے پالا مجھکو

جب اسیری مین گلے وہ مہ کامل لپٹا
بن گیا طوق گلو چاند کا ہالا مجھکو

گر چکا تہا نگہ چشم فسون گر سے مگر
خوب ہے پنجۂ مژگان نے سنبھالا مجھکو

بوتر ہی دیدۂ پر خون نظر آیا ساغر
بن گیا شیشہ کف دست کا چھالا مجھکو

وصل کی شب بہی نہ حسرت کوئی دل سے نکلے
ایک بوسے پہ فقط یار نے ٹالا مجھکو

کیا مین سنبل کی خم و پیچ چمن مین دیکھون
یاد آجاتا ہے وہ گیسوون والا مجھکو

کاٹے کہاتا ہی بیابان جنون وحشت مین
زلف کی عشق مین جادو بہی ہی کالا مجھکو

سیکڑون ایسی کہلی مین جگر و دل مین مری
کیا دکہاتا ہی گل داغ تو لالا مجھکو

ہو بلا مین سر گرم فغان صورت نی آنکھون سی
ڈھنگ فریاد کا آتا ہی نرالا مجھکو

شکر ہے بعد فنا غیر سے دم سکتے مین
قبر تسلیم کی تو چل سے دکہالا مجھکو

خیر کل جو کچھ ہمارا نیک و بد انجام ہو
آج تو ساقی می دینا ہو و درجام ہو

آئیگا وہ ماہ پیکر شب کو لیکن ای فلک
تیرہ بختی سے ہماری دیکھئے کب شام ہو

کیا پڑی ہی کیون کہون غیرونسی ملنا چھوڑ دی
روز و شب رسوا ہو گھر گھر شوق سی بدنام ہو

جبھ مزہ ہی سیر گلشن کا کہ اپنی سامنی
یار ہو ساغر ہو مئی ہو ساقی گلفام ہو

کیا بری ہی خستگی گر عمر بہر مثل نگین
دہر مین شام و سحر مشہور اپنا نام ہو

خاک جائی کعبی کو ای شیخ وہ رند خراب
می سے تر ہر وقت جسکا جامۂ احرام ہو

بہاگ کر پڑ کس زمین پہ جاسے وہ بی پناہ
جسکا دشمن دہر مین یہ چرخ نیلی فام ہو

عشق زلف پر گرہ مین دل کا ہی میری یہ حال
جسطرح بیتاب کوئی مرغ زیر دام ہو

یہ مری قسمت کا لکھا بہیجو خط غیرونکو روز
اور مجھی ترک قطعی نامہ و پیغام ہو

دیر مین کیون آئی کیا تہا کام ای شیخ حرم
تم تو ہو اہل شریعت صاحب اسلام ہو

مین تو ہون بی زر مرا میخانی مین کیا کام ہی
جائی وہ جسکی گرہ مین بہر می کچھ دام ہو

جان بلب ہون دیدو اک بوسہ دم آخر مجھی
کام ہو مرا تمہارا عاشقون مین نام ہو

کیا رہی آرام سی راحت سی وہ زیر فلک
ساتھ جسکی ہر قدم پر گردش ایام ہو

اجنبی بنکر وہ کہتی ہین تمہین تسلیم ہو
کیا تمہین برگشتہ قسمت ہو تمہین ناکام ہو

اوٹھتے ہین شب وصل مری ہاتھ دعا کو
بہولا نہین یاد بت کافر مین خدا کو

پس ماندہ سمجھکر مجھے دیتا ہے صدا مین
ہے فکر سوا قافلہ والون سی درا کو

وہ جب سی گئی حسرت دیدار مین ہر دم
آنکھون سے لگاتا ہون مین نقش کف پا کو

تکلیف سی ہر غم مین جو بدنام فقط ہین
دیکہا نہ سزا پائی کبھی دزد حنا کو

یاد سر گیسو کو لگا لاتا ہون دل مین
مہمان مین رکھتا ہون شب و روز بلا کو

پامال نہ کیونکر دل پرخون ہو خدا ای
پیدا کیا پسنے کے لئے برگ حنا کو

منظور ہے گر فتنۂ محشر ہو وہ بالا
کچھ رہنے دو اوسدن کی لئے ناز و ادا کو

پیتے نہین پھر آپ مین زندان مے آشام
سنتے ہین جو میخانے مین قلقل کی صدا کو

اچھا نسمی جانے دو گر وہ نہین آتے
ہم آج لگائین گے کلیجے سے قضا کو

مرجائی دوا ہی چارہ گر درد اسی بیتاب
کیا خاک لیجائین گے ہم آب بقا کو

ہم دہر مین آئے ہین پئے صبر و تحمل
پیدا کیا خالق نے تمہین جور و جفا کو

گر آہ سلامت ہو پس مرگ جگر کے
کیون گور مین ہم ترسین گر دنیا کی ہوا کو

اٹھکھیلیان کرتی ہوئی چلتی ہو چمن مین
تیری سی ادا کسنی سکھا دی ہی صبا کو

پھر جائی دو تسلیم کی گردن پہ چھری اب
کام آئیگی رنجور دو پئے غیر وفا کو

مزہ دیتا ہی درد دل مجھی فکر دوا کیون ہو
دعا مین کس لئے مانگون تمنائے شفا کیون کو

وہ کہتے ہین اسی انداز سے ہونگے خرامان ہم
کوئی حسرت زدہ کیون دیکھے پامال ادا کیون کو

ازل سے ہے میری اوسکی رابطہ ہے موج و دریا کو
بقا ہی بحر کو جب تک مجھے بیم فنا کیون کو

نہین مین منع کرتا آئینہ تم شوق سے دیکھو
مجھے تو یہ غرض ہے تمسا پیدا دوسرا کیون کو

محبت مینے کی ہے کس لئے مانگون دعا ہے وصل
مرے اوس بت کی ملنے مین خدا کا واسطا کیون کو

جو بگڑی ہی باتون باتون مین تو میری خیر کی بگڑی
تمہین کاہے کا غم ہے گر سبب میرے خفا کیون ہو

لگا لیجائیگی سر گشتگی مجھکو بیابان تک
بگولا وادی غربت مین ہمسایہ رہتا کیون ہو

یہ مانا غیر سے ایما اشارہ کچھ نہین ہوتا
مجھے یہ رشک ہے اوسکا تمہارا سامنا کیون ہو

سوال وصل پر بگڑے کیا جب عذر وہ بولے
خطا ہونے کو ہوتی ہے مگر ایسی خطا کیون ہو

گلہ مجھکو نہین اوس شوخ کی بے اعتنائی کا
جو بیگانہ ہو عالم سے وہ میرا آشنا کیون ہو

تمہاری جھوٹے عذرے سے تڑپکر رات کٹتی ہی
جو کہہ جاؤ کہ آئینگے تو دل کو آسرا کیون ہو

جو شوخی چاہتی ہو خون دلکی میری دو بوندین
ملا لو خالی ان ہاتھون مین تم ملتے حنا کیون ہو

پڑا ہی بیچ مین تو کس لیئ جا کا م کرنا صحیح
ملا لو خالی ان ہاتھون مین فیصلا کیون ہو

عدو کی دم مین اگر صاف کہہ دیتی ہو سب ملکی
اگر تم چپ رہو راز محبت بر ملا کیون ہو

امیدین دل کی جو نکلین خطا ہی تیری ناوک کی
جگر توڑی کر مگر سینی مین پیدا راستا کیون ہو

کریگا عکس عارض کو یونہین بی پردہ آئینہ
جو وہ ہی خود نما تم سا تھا وسکی خودنما کیون ہو

ازل سی شکل تصویر خیالی میری ہستی ہے
مین دل رکھتا نہین کوئی تمنا مدعا کیون ہو

بھو باقی نہ تھا تن مین تب سوز محبت مین
مجھی بیرحم قاتل سی امید خون بہا کیون ہو

نہین بیجا گلہ میرا تمہین انصاف سی کہدو
جو بیگانہ ہی مجھسی وہ تمہارا آشنا کیون ہو

ہزارون گھر ہوئی ہین ویران عشق کی ہاتھون
ہوا مین اوڑتا پھرتا خاص میرا بوریا کیون ہو

لپٹ کر سوئی جب باہم شب وصل ای مہ خوبی
مجھی ضبط تمنا تمکو پھر پاس حیا کیون ہو

رہا کرتا ہی اک سیمین بدن آغوش مین ہردم
ہوس کی طرح مجھکو تلاش کیمیا کیون ہو

تمہاری چال سی ہر ہر قدم پر فتنی اوٹھتے ہین
جو نکلی گھر مین تم بیٹھو تو یہ محشر بپا کیون ہو

شہیدان محبت سے اگر تو روک لی خنجر
اری ظالم ترا کوچہ زمین کربلا کیون ہو

رہائی ہو دل و جان مین نظر مین مجھکو حیرت سی
کہ مجھسی کس لیئ چھپتی ہو پابند حیا کیون ہو

خدا کا فضل و احسان عام ہی جارہ لی واعظ
معاذ اللہ رحمت سی کوئی بی آسرا کیون ہو

ملی دور فلک مین زرق بی گردش نہین ممکن
اگر ایسا نہو چکر مین گھر گھر آسیا کیون ہو

پیئی جاؤ ملی جب تک نچھوڑو ساغر و صہبا
ابھی کیا وقت ہی تسلیم بنتی پارسا کیون ہو

نظر سی چھپ کی آنکھون مین سمانا کس سی سیکھی ہو
گھر اپنی بیٹھی بیٹھی دل مین آنا کس سی سیکھی ہو

شب عدو لگا لیتی ہو مہندی اپنی پاؤن مین
بتاؤ تو مری جان یہ بہانا کس سی سیکھی ہو

جگر ہوتا ہی ٹکڑی زخم ظاہر مین نہین کوئی
ابھی کم سن ہو یہ آنکھین لڑانا کس سی سیکھی ہو

جو کہتا ہون کبھی حال دل مضطر تو کہتی ہین
یہ جھوٹی سچی باتین تم بنانا کس سی سیکھی ہو

ہنسی تم میری رونے پر شرر جل کر سبے آنسو
کہو تو آگ پانی مین لگانا کس سے سیکھی ہو

غضب کرتی ہو دزدیدہ نگاہون سے جو اگر دل
بھی سے بوجھتے ہو دل چھپانا کس سے سیکھی ہو

نہین دم بھر گوارا چین میرا ہائے کیون تمکو
شب غم خواب مین آکر جگانا کس سے سیکھی ہو

عدو سے میری کہتے ہو اور اوسکی مجھسے کہتے ہو
یہ میٹھی میٹھی تم فتنا اوٹھانا کس سے سیکھی ہو

یہ مانا حضرت دل ہجر مین بیچین ہو لیکن
یہ چپکی چپکی رونا تلملانا کس سے سیکھی ہو

بڑے عیار ہو مہندی لگا کر سامنے سب کے
دل پرخون کو مٹھی مین چھپانا کس سے سیکھی ہو

نزاکت مانع رفتار تھی مجکو یہ حیرت ہے
عدو سے خواب مین ملنے کو جانا کس سے سیکھی ہو

یہ مانا آتشین رخ ہو مگر یہ تو کہو مجھسے
کہ تم بے آگ دل میرا جلانا کس سے سیکھی ہو

ابھی آئے ابھی نظرون سے اوٹھکر ہوگئے غائب
چھلاوا بنکر تم یہ آنا جانا کس سے سیکھی ہو

وہ کہتے ہین غضب کرمرا کے تسلیم آتے ہین
یہ ہستے ہستے تم آنسو بہانا کس سے سیکھے ہو

نہ آوارہ پھرو مانند بو کچھ دل لگی کر لو
کسی گل پیرہن غنچہ دہن سے دوستی کر لو

حباب آسا نہ اس بحر فنا مین بھولو ہستی پہ
بسر جون کی صورت چلتی پھرتی زندگی کر لو

کہان پھر تم کہان دنیا کہان یہ زندگانی پھر
جو کرنا ہے ابھی سامان عقبی جیتے جی کر لو

نہایت سخت جان ہین آن غضب کے نازنین تم ہو
کلائی دکھہ نہ جائے تیز پتھر پہ چھری کر لو

خط آیا دو غرور حسن رو سے صاف دیکھین گے
ابھی بے اعتنائی کی ادائی بیرخی کر لو

کبھی تو پوچھیگا اللہ صمد اپنے بندون کی
جہان تک ہوسکے تم دوستون سے دشمنی کر لو

یہی اے حضرت واعظ جو شوق حکمرانی ہے
سر منبر کسی دن دعوی پیغمبری کر لو

دم مشق ستم وہ قتل بھی کرنا نہین مجکو
یہی کہتا ہے دل جانی دوا اوسکی خودکشی کر لو

تمہارا کیا بگڑتا ہے پھرو جب غیر کے گھر سے
ادہر بھی چلتے پھرتے کوئی پھیرا گر کبھی کر لو

کہان جاتے ہو دیری مین برابر رسم دیتے اے شیخ
یہین سے آستان کعبہ کو تم بندگی کر لو

بگڑ کر غیر کو ناحق عدو اپنا بناتے ہو
ملو مجھ سے بظاہر اور اس سے بھی تم آشتی کر لو

وہی برگشتگی ہے وقت آخر بھی تمہین مجھ سے
گلے پر میری اولٹی ہے ذرا سیدھی چھری کر لو

کیا ہے پر نشان ٹھکرا کے گر مدفن تم جاؤ
بگولے آتے ہین بر باد مٹی بھی مری کر لو

قیامت آنیوالی ہے وہان کچھ بن نہ آئی گی
غریبون بیکسون سے آج تم چاہو بدی کر لو

وہ کہتے ہین نہ آنے دو کسیکو میرے کوچے مین
مین راضی ہون جا رہے مین تم اپنی یہ گلی کر لو

ملو مہندی اوتارو سوگ یار دنیے ہنسو بولو
مری خاطر سے دو دن مرگ دشمن کی خوشی کر لو

غم دنیا سے آزادی کی اے ہمدم جو حسرت ہے
گوارا صورت تصویر تم بھی بیدلی کر لو

اگر مشکلکشائی چاہتے ہو دونون عالم کی
تم اے جان و جگر اپنا وظیفہ یا علی کر لو

بجھے دل مین بہ تاب تیر دین گی ہم تمہین لیکن
کمان کی کج ادائی چھوڑ شیوہ راستی کر لو

وہ کافر ذبح کرتا ہے کہو تسلیم تکبیرین
دم آخر ادا خود رسم ابروین کی کر لو

فلک کیون ہو اوس سے قبرون پہ جا کر نوحہ انگین ہو
مرے آنے ہو گئی یارب نصیب دشمنان کیون ہو

زمین پر مثل نقش پا پڑے ہین کیا ضرر اسکا
عدو ہم خاکسارون کا عبث یہ آسمان کیون ہو

نہین جو دیکھ سکتی دم نکلتا جان نثارون کا
او نہین پھر غیر کے کہنے سے شوق امتحان کیون ہو

وہ کہتے ہین کرینگے ہم ستم یونہین کوئی آخر
پس دیوار آ کر شب کو سرگرم فغان کیون ہو

مین کسکو چاہتا ہون جان میری کس پہ جاتی ہے
تم اس دلمین بھی رہ کر مجھسے اتنے بدگمان کیون ہو

محبت مین حصول زندگانی وصل باہم ہے
جو تم چاہو تو یہ عمر دو روزہ رایگان کیون ہو

مٹا دو چاہے کیا بعد مردن تربت و مدفن
نہین جب ہم ہمارا دہر مین نام و نشان کیون ہو

کہین گر مرغ بے ہنگام بیشک ہم موذن کو
شب وصل اسکو پہلی صبح سے شوق اذان کیون ہو

مقدر کا لکھا مٹتا نہین ہے جبہہ سائی سے
خفا اونکو کرون بدنام سنگ آستان کیون ہو

سمجھتا ہے جہان کی بے ثباتی رنگ لائیگی
کوئی طفل سرشک چشم گریان پھر جوان کیون ہو

رقیبون سے مزہ مین آ کے کہدیتے جو خود ونہ
جہان مین راز دل میرا تمہارا داستان کیون ہو

بہشتانہ کی باتین ہین کہو کیون بہید کی اس سے
اگر کہنا مرا مانو تو دشمن رازدان کیون ہو

ستم سے باز آؤ رحم کر لو شیوہ گر اپنا
زبان پر جان نثارون کی فغان الامان کیون ہو

نہو پنہان جو رنگ بے ثباتی لالہ و گل مین
پہلا پہولا چمن دو دن مین پامال خزان کیون ہو

کیا بدنام و رسوا رونق شب آوارہ گردی نے
جو بیٹہو گہر مین اپنے کوئی تم سے بدگمان کیون ہو

وہی مین خار ہونکہ ٹکا کیا جو عمر بہر دل مین
پس مردن لحد پر آگے تم اب گلفشان کیون ہو

بہار آئی ہے قدرت سے خدائی گل کہلائے اپنا
یہ ہوتا کون ہے مالک چمن کا باغبان کیون ہو

خدا کے سامنے کہدونگا سب دیکہو سکتے ہین
طرفدار اوس بہت سفاک کا سارا جہان کیون ہو

جہٹکتے ہو سر مدفن عبث بہی ہر گہڑی دامن
پس مردن ہماری خاک سے تم بدگمان کیون ہو

بنا دونگا زبان شعلہ خون گرم سے اپنے
کلیجے کی مری مشتاق پہر نوک سنان کیون ہو

تمنا ہے مجہے تسلیم آسے موت غربت مین
جنازہ بعد مردن بار دوش دوستان کیون ہو

ردیف ہائے ہوز

کیون لگایا ہے مرے بیت الحزن مین آئینہ
خاک دیکہونگا مین اس رنج و محن مین آئینہ

قدر سے ہوگا کبہی عہد کہن مین آئینہ
اٹہو مارا پہرتا ہے ہر مرد و زن مین آئینہ

دیکہتا ہے بیٹہکر وہ گل چمن مین آئینہ
باغ ہے گویا کف غنچہ دہن مین آئینہ

کر دیا ہے عکس روی یار نے ایسا سفید
ہر پر طاؤس ہے صحن چمن مین آئینہ

کون لائے اب عدم سے جا کے میر اصفاے دل
بہول آیا مین ز خود رفتہ وطن مین آئینہ

تاب حسن گرم نے محروم رکہا دید سے
پانی ہو کر بہہ گیا دولہ دولہن مین آئینہ

دیکہ لے وقت سحر پروانہ سوزی کا مآل
رکہدے کوئی شمع کے آگے لگن مین آئینہ

بعد مردن بھر خود بینی مجھے آشنا ہے بس — جانتا ہون اس کفن کو مین کفن مین آئینہ
ساتھ اشکون کے نکل آیا دل شفاف بھی — پیرتا پھرتا ہی ساون کی بھرن مین آئینہ
دیکھکر تیور نکل جاے گا باہر آپ سے — کیا دکھاؤن اوسکو مین اس بانکپن مین آئینہ
وقت پیری مین صفائی دل کی حسرت کیا کرون — بے محل ہمدم ہے دیوار کہن مین آئینہ
تیرہ رو کی قید سے آزاد مین روشن ضمیر — کب پھنسا ہی دام زلف پرشکن مین آئینہ
گھورتا ہی سادہ رویون کو اور اپنے آپ کو — جانتا ہی پارسا بھی اپنے ظن مین آئینہ
جلوہ آرا حق و باطل دونون تھی ہنگام دید — تیشہ تھا دست خلیل بت شکن مین آئینہ
کر چکا ہی دفن صدہا سادہ رو اب جائے گل — کیا عجب پیدا کرے گردون چمن مین آئینہ
سیکڑون کھودی ہین قبرین آج دیکھی آپ کو — بعد مردن دی دو دست گورکن مین آئینہ
کر صفا حاصل جو حسرت ہی کہ ہون مقبول خلق — رو نما ہی روز و شب ہر مرد و زن مین آئینہ

کیا کرین فکر صفائی دل عبث تسلیم ہم
ہو رہا ہی آپ عشق پنجتن مین آئینہ

دیکھتا ہی کیا بتان سیمتن مین آئینہ — مثل موسی عشق ہی دست برہمن مین آئینہ
آگئی ہی زلف شبگون اوسکے روی صاف پر — دیکھ لی دیکھا نہو جسنے گہن مین آئینہ
گردش اختر نجومی دیکھتے ہین کس طرح — کیا لگا ہے سامنے چرخ کہن مین آئینہ
رو نمائی شاہد لفظ بیان صاف ہے — کیون نہ سمجھون مین زبان کو بھی دہن مین آئینہ
کسکے روی صاف کی غیرت سی چھپ کر جلد یا — تھا ابھی بزم بت نازک بدن مین آئینہ
دل جگر دونون بنائے دیکھکر اوسنے ہدف — سینہ تھا یا دیدۂ ناوک فگن مین آئینہ
حسن کے اعجاز سے ایسا ہی صاف اوسکا بدن — جانتے اہل نظر ہین پیرہن مین آئینہ
صاف صورت دیکھکر اوسکی ہوا ہے منفعل — منہ چھپاتا پھرتا ہے ہر مرد و زن مین آئینہ
دیکھتا تھا دیدۂ باطن سے لیلے کو مدام — پردۂ محمل تھا ہر قیس بن مین آئینہ

جب چمک جاتا ہی وقت رقص اپنا صاف دل
کہتی ہین سب رکہدیا ہی کیا کفن مین آئینہ

طائر تصویر ہین حیرت سے مرغان چمن
دیکہکر دست بت غنچہ دہن مین آئینہ

وہ خود آرا دیکہتا ہی اپنے زیور کی چمک
آئینہ مین نور تن ہے نور تن مین آئینہ

اتنو مین آوارۂ غربت کہان اپنا بناو
دیکہہ لیتی تہی کبہی ہم بہی وطن مین آئینہ

دیکہتا رہتا ہی روے زال دنیا آسمان
آگیا ہے کیا فریب پیر زن مین آئینہ

دیکہنا منظور ہی گردرسے زیکا فروغ
باندہی ایجان سورج کی کرن مین آئینہ

عکس افگن ہی بڑی حسرت سی ڈر ہی ہمنشین
گہر نہ کرے یار کی نازک بدن مین آئینہ

دیکہکر قشقے کا جوبن شیخ جی حیران ہین
بن گئی ہین بزم طفل برہمن مین آئینہ

کچہہ تو لذت درد کی پڑ ہی چاہنگی ای چارہ گر
پیسکر بہر دے مری زخم کہن مین آئینہ

زائران روضہ کو حاصل ہی سیر نور عرش
سنگ ہی یا تربت شاہ زمن مین آئینہ

دخل در معقول کہتی ہین اسی کو دہر مین
بی سبب ہی جلوہ گر دولہ دلہن مین آئینہ

چشم بینا ہو تو وہ ہے جلوہ فرما ہر کہین
پتا پتا ہے بیابان و چمن مین آئینہ

نیک و بد کوئی ہو ملتا ہی برابر سب سی یہہ
صلح کل رکہتا ہی شیخ و برہمن مین آئینہ

ایکبوسی پر دیا دل نہال زیر زلف کو
بیچ آیا تہوڑی قیمت کو ختن مین آئینہ

اپنی قسمت مین لکہا تسلیم وقت قہر ناز
دیکہہ لی اوسکی جبین پر شکن مین آئینہ

خدا دیتا ہی دنیا مین کمال آہستہ آہستہ
فلک پر بدر بنتا ہی ہلال آہستہ آہستہ

مجہی مایوس پاکر چارہ گر ہر روز کہتا ہے
کہ زخم دل کا ہوگا اندمال آہستہ آہستہ

طلب بوسہ کرون کیونکر کہ رعب حسن سی اونکے
لبون تک آتا ہی حرف سوال آہستہ آہستہ

تمہاری طرح کچہہ بہی رکا ہی بدمزاجی سے
کہ دل تک سیر آتا ہی خیال آہستہ آہستہ

صفائی پہر کہان باہم کدورت آگئی جبدم
دلون سی جائیگا پہر یہ ملال آہستہ آہستہ

نہ دیکھو بھول کر بھی سوی دشمن وہ نہ اس دل مین — یقین کرے گا پیدا احتمال آہستہ آہستہ

تمہاری سرحربانی سی غضب مجھپر ہی ڈہاتی ہین — رقیبون کو ہوئی اتنی مجال آہستہ آہستہ

جھکا لیتی ہین سر غدر جفا ور و کرتی ہین — اونہین ہوتا چلا ہی انفعال آہستہ آہستہ

ریاضت سی عبادت سے خدا کی کنج خلوت مین — بشر ہوجاتے ہین قدسی خصال آہستہ آہستہ

سیاہی جاتی جاتی ہی تاریک صورت کی — سپیدا ہی ہوئی برسون مین بال آہستہ آہستہ

جلائی تو ہین پروانی سحر تک دیکھنا ای شمع — غضب ڈہاتا ہی کیا تجھپر وبال آہستہ آہستہ

دعائین دلمین کرتا ہون زبان خاموش رہتی ہی — خدا سے اپنی کرتا ہون سوال آہستہ آہستہ

ترقی کا تنزل کم نظر آتا ہے انسان کو — نہ کامل کو ہوتا ہے زوال آہستہ آہستہ

نہ گھبرا جان مضطر جاتی جاتی درد جائے گا — کہ ہوگا زخم دل کا اندمال آہستہ آہستہ

خدا کی مار جبدن سی یہان عبد الغفور آیا — فراہم ہوگئی صد ہا کلال آہستہ آہستہ

وہ ترساتے ہین پھر قتل ای تسلیم برسون سی
ہوا ہی ہمکو مرنا بھی محال آہستہ آہستہ

جلاتا ہی جگر سوز نہان آہستہ آہستہ — نکلتا ہی مری منہ سے دھوان آہستہ آہستہ

عدم کو جاتی ہین ہم ناتوان آہستہ آہستہ — لٹی جاتی ہے یہ عمر روان آہستہ آہستہ

نمو پر ہے وہ آشوب جہان آہستہ آہستہ — قیامت ڈہائے گا ہوکر جوان آہستہ آہستہ

مزہ آتا ہی مرنے کا گلے پر دست نازک سی — ذرا پھیرو چھرے ای مہربان آہستہ آہستہ

کسی منظور ہی رستہ دکہانا اپنی آمد کا — چلے ہو اس نزاکت سی کہان آہستہ آہستہ

فنا غافل نہین پھر کوئی دم نیرنگ دنیا سی — برابر کر رہی ہی بے نشان آہستہ آہستہ

ازل مین زیر لب ایک آہ کی تھی وا ای سوائی — یہان تک آئی وہ بنکر فغان آہستہ آہستہ

نہین خالی عدم کی راہ بھی پستی بلندی سی — اوٹھاتا ہون قدم مین ناتوان آہستہ آہستہ

رفیق اپنا کسی سمجھین کسی غمخوار دنیا مین — کہ سر کے جاتی ہی عمر روان آہستہ آہستہ

عدو سے چہپ کے ملنا دیکہو اکدن قہر ڈہائیگا
یہ دل ہوتا چلا ہے بدگمان آہستہ آہستہ

گری کیون وو نکلنا نہین ہی اسکی عادت مین
ازل سے پہر رہا ہے آسمان آہستہ آہستہ

جو کچہہ پیش نظر ہی سب عدم کو جانیوالا ہی
روان ہی روز و شب کاروان آہستہ آہستہ

ہجوم جان نثاران ہی تو کیا غم سب کے ناوک سے
جگر توڑیگا وہ ابرو کمان آہستہ آہستہ

ترے کہنے سے توبہ کر لی ای شیخ حرم لیکن
مجہے بہوڑیگا حسن بتان آہستہ آہستہ

زمین پر جسقدر نقش و نگار رنگ ہستی ہی
مٹا دیگا یہ دور آسمان آہستہ آہستہ

سراپا آبلہ ای شمع مین ہون چوٹ لگتی ہی
سر تربت گرا اشک روان آہستہ آہستہ

عدم سے لائی تہی اب کیا خبر شام و سحر ہمکو
پہرائیگی کہان عمر روان آہستہ آہستہ

مین بہولون دفعتہً تسلیم کیا یاران رفتہ کو
مٹیگا داغ ہجر دوستان آہستہ آہستہ

مینے کیا کی ہی برائی فلک پیر کے ساتہہ
یہ بہی برگشتہ ہی مجہسے مری تقدیر کے ساتہہ

وہ جو نکلا مرے سینے سے تو یہ بہی نکلے
کیا بنا ہی جگر و دل نے وفا تیر کے ساتہہ

سر کٹواتی ہے کہتی ہنین شمع کبہی
کیا کوئی عہد وفا ہی اسے گلگیر کے ساتہہ

کشتہ ہون آتش عشق بت سیمین تن کا
خاک کو میری ملا دیجئے اکسیر کے ساتہہ

جو مقدر مین ہنین سعی سے ملتا ہی محال
کیا کیا دوڑ کے شداد نے تعمیر کے ساتہہ

آئنے کا ہو برا دیکہہ کے صورت اپنی
وہ بہی تصویر بنے بیٹہے ہین تصویر کے ساتہہ

گدگداتا ہی کوئی سینے سے لپٹا ہی کوئی
شوخیان کرتے ہین نالے مری تاثیر کے ساتہہ

کوئی حسرت نرہی دل مین سحر تک باقی
خوب اڑائے مزے شب بہر بت پیر کے ساتہہ

کسنے آنیکا کیا وعدہ ہی جو نزع کیوقت
دم نکلتا ہی مرے سینے سے تاخیر کے ساتہہ

یہ بہی قسمت کا لکہا کیا کرون قاصد سے گلہ
لایا تحریر عدو یار کے تحریر کے ساتہہ

بانکپن اسکا جو آیا دم قتل عشاق
کج گیا قاتل بیرحم بہی شمشیر کے ساتہہ

پہلو حسرت و ارمان و تمنا دل مین
قافلہ اپنا روان ہی دل دلگیر کی ساتھہ

دم بسمل بہی نہ قالب نے رفاقت چھوڑی
دم جو نکلا تو پہٹ گرد دم شمشیر کی ساتھہ

کیا ملا حسرت و حرمان کے سوا اہل امید
آئی کمبخت یہان کیون مری تقدیر کی ساتھہ

اوڑ گیا ہوش کی صورت اثر وحشت سے
رنگ ٹھہرا نہ گھڑی بہر مری تصویر کی ساتھہ

شکل قمری سمجہے مرکر بہی رہائی نملی
دفن یارون نے کیا طوق گلوگیر کی ساتھہ

کیون نہ زندان مین ہلاؤن قدم اپنی مین اسیر
کچھہ بہل جاتا ہی دل نالۂ زنجیر کی ساتھہ

پس مردن بہی نہ یاران اسیری چھوٹے
کہ مری ساتھہ ہی زنجیر مین زنجیر کی ساتھہ

کہینچیے سو تری نکلیگا نہ پیکان قاتل
ہوگئی ہی اسی الفت دل نخچیر کے ساتھہ

گرم پہلو رہی کروٹ لون جو ہجر وصل کی شب
ای خدا اور دمی اک ہمت بت بے پیر کی ساتھہ

ہون سبک و نہین رہنے کا مین زندان کبہی
مین بہی چل دون گا کبہی نالۂ زنجیر کی ساتھہ

اوٹھہ گئی ہوکی خفا سنتے ہی ارمان وصال
بگڑی ہی تدبیر بہی بگڑی ہوئی تقدیر کی ساتھہ

ہل نہین سکتا قدم ضعف سے نالہ کیسا
ہم بہی خاموش ہین خاموشی زنجیر کی ساتھہ

کہینچتا کیون ہی نہ چھوڑیگا یہ پیکان قاتل
دل نکل آئیگا پہلو سی تری تیر کی ساتھہ

شکر ہی صدقی مین نواب کی ابتک تسلیم
عمر کے سینے بسر عزت و توقیر کی ساتھہ

ساقی سی ابھی لینے مین ساغر بڑہا کی ہاتھہ
محشر مین آبرو ہے ہماری خدا کی ہاتھہ

کچھہ اور دیکھتی ہی تمنا سے چشم شوق
پہر تو اوسے طرح مجھکو سوا اوٹھا کی ہاتھہ

ای شیخ جائین کعبہ کو کیا دیر چھوڑ کر
ہم بک گئی ہین اک صنم دلربا کے ہاتھہ

نقش قدم ہون مٹ کر اوٹھونگا زمین سی
یا ور نہو تو دیکھہ لو مجھکو لگا کے ہاتھہ

توڑی چمن مین پہول نزاکت سے پہل گئی
اب رو رہی ہین آتش گل سی جلا کی ہاتھہ

چلتی ہی گدگداتی ہوئی غنچون کو عبث صبا
توڑونگا مین چمن مین گیسو دن صبا کی ہاتھہ

دیتی ہین دل بتون کو بھی اگر لب طامین — کیا روکین کار خیر مین اپنی بڑہا کی ہاتھہ
شل ہو گئی ہین ضعف کی کثرت سی مثل چوب — کیونکر خدا سی مانگین دعا مین اوٹھا کی ہاتھہ
بیٹھا ہون گھر مین ہاتھ طلب جیب سی توڑ کر — اوٹھتی نہین کبھی مری حرص وہوا کی ہاتھہ
دکھلا دی خواب ہی مین مجھی ای خدا مجھی — آنکھون سے چوم لون مین شہ انبیا کی ہاتھہ
کیا ہین پڑی ہی صانع قدرت کو ناز ہی — ہاتھہ اپنی چومتا ہی تمہاری بنا کی ہاتھہ
افسوس کھو گیا ہی کہین بیخودی مین دل — آئی نہ ای خدا یہ کسی پر جفا کی ہاتھہ
ملنی کو تہی گلی کہ حیا اونکو آ گئی — میری طرف سے کھینچ لئی مسکرا کی ہاتھہ
مایوس کیون ہو فضل و کرم سی کوئی بشر — رکھتا ہی وہ کریم ہزارون عطا کی ہاتھہ
پامال بھی وہ نقش کو کرتا ہی بعد مرگ — ہائی ہین اوسنی پاؤن غضب کی بلا کی ہاتھہ
اک بوند تہا لہو کی مرا دل اوسی بھی ہائی — لی ہی گیا وہ شوخ حنائی دکھا کی ہاتھہ
ڈوبا ہوا تہا بحر خطا و گناہ مین — رحمت نے اوسکی مجھکو نکالا بڑہا کی ہاتھہ

تسلیم نامرادی قسمت جو آئی یاد
اوٹھا اوٹھکے رہ گئی شب فرقت دعا کی ہاتھہ

ردیف یای تحتانی

ہم ناز و ادا سی اونہین چلنی نہین دیتی — سر فتنۂ محشر کا نکلنے نہین دیتی
آنسو کبھی آنکھون سی ابلنی نہین دیتی — ان لڑکون کو ہم گھر سے نکلنی نہین دیتی
وہ شرم سے ارمان نکلنے نہین دیتی — ہم وقت کی صورت اونہین ٹلنی نہین دیتی
ہر روز نئی چوٹ لگاتی ہین ستم کی — دو دن بھی مری دل کو سنبھلنی نہین دیتی
اللہ ری تمنا اونہین سینی سی لگا کر — کروٹ بھی شب وصل بدلنی نہین دیتی
کچھہ ایسی رگی ہین کہ ورم ذبح سے گلی پر — خنجر بھی روانی سے وہ چلنی نہین دیتی

خارِ غمِ اندوہ سے خالی نہین دم بھر — ہم دل اونہین مٹھی مین مسلنی نہین دیتی
سی دیتی ہین اپنی دہنِ زخمِ جگر کو — شکوہ کبھی قاتل کا نکلنے نہین دیتی
نازکبدنی سے کہین ایسا نہو ڈوب جائین — ہم چاندنی مین اونکو ٹہلنے نہین دیتی
مطلب کی ظرافت مین کہا کرتی ہین اونسی — تیور کبھی غصے سے بدلنی نہین دیتی
بھر جائیگی نہ دامن کہین قاتل کا دمِ ذبح — ہم خون کو روکے ہین اوچھلنی نہین دیتی
یاد آتی ہی جب وادیِ غربت کی مصیبت — ارمان کو بھی دل سے نکلنے نہین دیتی
کیا آہ کی جو نکون کو پسِ مرگ جلین ہی — کیون شمع مری گور پہ جلنے نہین دیتی
قاتل کو یہ ضد چھوڑینگی پیکان نہ جگر مین — یہ ہٹ ہین سینوں سی نکلتے نہین دیتی
پہچان وہ لیتی ہین کسی بھیس مین جاؤن — اچھو بری صورت بھی بدلنے نہین دیتی
ای شوق کسی دیکھکے ہین غش مین کہ نہ کہا — برگِ شجرِ طور کو سے جھلنے نہین دیتی
پُر آب ہین آنکھین صفتِ دیدۂ گوہر — باہر کبھی آنسو کو نکلنے نہین دیتی
کمری کسی کبھی دہوپ مین باہر نہین آتی — ساتھ اپنی وہ سایہ کو بھی چلنے نہین دیتی
اوڑ جائے نہ وہ رنگ حنا ہم دمِ مردن — اونکو کفِ افسوس بھی ملنے نہین دیتی
بر اصل ہی تصویر جہان کو دکھ دل کو — ہم ایسے کھلونون پہ مچلنے نہین دیتی
مرتے ہین مگر غیر کے ہی وصل سی انکار — ارمان وہ اپنی بھی نکلنے نہین دیتی
آفت ہی کہ پسِ مرگ نکیرین کی ہک ہک — دل کو تہ مدفن بھی سنبھلنے نہین دیتی
وعدہ ہی سگِ یار سے مرکر کوئی ہڈی — ہم سڑنے نہین دیتی ہین گلنے نہین دیتی
کم سن ہین نہین یاد دلاتی شب وعدہ — دل اونکا گھر ہی دن سے دہلنے نہین دیتی
آئی ہین دمِ نزع تسلی سے مجھے دینے — باتون مین مرا دم بھی نکلنے نہین دیتی
کیا ضعف ہی جس روز سی ہم ڈوب گئے ہین — ہونٹ لبِ دریا کو اوچھلنے نہین دیتی
دشمن بھی ہمین پیاری ہین صحرائے جنون کی — کانٹے کبھی تلوون سی نکلنے نہین دیتی

بیٹھے ہین دبا کر مرے زانو کو دم فکر
مضمون سے کے پہلو بھی بدلنے نہین دیتی

کہسار کی ہر چند چڑھائی ہی رہ عشق
ہم پھر بھی قدم اپنے پھسلنے نہین دیتی

جب سوتے ہین وہ باغ مین ہم بھی صبا کو
بالین پہ کبھی دوڑ کے چلنے نہین دیتی

کیا شوق اسیری ہی کہ زنجیر جنون کے
ہم نالے بھی زندان سے نکلنے نہین دیتی

تسلیم سیاہ ہوا او نہین رنگ حنا یار
اون ہاتھون مین ہم مہندی بھی ملنے نہین دیتی

کہنے سننے سے مری اونکی عداوت ہوگئی
جو نہونی تھی وہ غیرونکی بدولت ہوگئی

روز آتی ہی مگر اک روز بھی آتی نہین
ای اجل تو بھی مرے حق مین قیامت ہوگئی

سیری اونکی اب کہان پہلا تپاک عاشقی
چلتے پھرتے مل گئی صاحب سلامت ہوگئی

سمجھے تھے دشت جنون مین کچھ بہل جائیگا دل
دیکھکر سنسان جنگل دونی وحشت ہوگئی

شکل دکھلاتی نہین شیشے سے آکے جام مین
دختر رز تو ابھی سے بے مروت ہوگئی

مرگ عاشق کا عبث ہی سوگ ہر دم اسقدر
چھٹ گیا وہ قید غم سے اسکو فرصت ہوگئی

فصل گل آئے بڑھی خوش جنون کی ولولی
پھر وہی تسلیم اپنی غیر حالت ہوگئی

فراق یار مین کام التجا نہین آتی
کسیطرح نہین آتی قضا نہین آتی

برا ہو بری اثری کا کہ فرط غیرت سے
دکھانے منہ سبھی مری دعا نہین آتی

ہزار حیف جوانی کو سمجھے پیری مین
کہ جاکے پھر کبھی یہ بیوفا نہین آتی

شب فراق مین وعدہ تو ہی اجل سے مگر
مین دیکھتا ہون کہ آتی ہی یا نہین آتی

گئی بہار خزان آگئی چمن کی طرف
خبر کو بھی کبھی باد صبا نہین آتی

اوٹھا نہین سو مری فلک ہاتھ کیون کسیکے لئے
ہمارے کام ہمارے سے دعا نہین آتی

چمن مین غیر ہو یارب کہ رنگ بد جب ہی
صدائے بلبل نغمہ سرا نہین آتی

مین اسقدر ہون پس کاروان کہ مجکو جرس
پکارتا ہی تو مجھہ تک صدا نہین آتی

بہار مین ہی ہر اک غنچہ منہ پہلائے ہے
صبا تو جا کے انہین گدگدا نہین آتی

وہ بتکدہ دل کافر ہے وقت پیری بہی
کسیطرح کبہی یاد خدا نہین آتی

رکا نہ دل مین نہ ٹہرا جگر مین تیر نگاہ
تمہاری طرح اسی بہی وفا نہین آتی

فراق یار مین سوتی ہی کس طرح تقدیر
ہمین تو نیند بہی دم بہر ذرا نہین آتی

ہین صاف گو وہ خوشامد طلب سے کیونکر
کہ جہوٹ سچ بہی کبہو ہان بجا نہین آتی

دم خزان وہ ہوا خواہیان چمن مین کہان
اوڑا ئی خاک بہی اب تو صبا نہین آتی

فراق یار مین گہر بہی لحد ہے میرے لئے
کسیطرف سے کبہی دم ہوا نہین آتی

فلک پہ جاتی ہی فرقت مین ورد شب ای آہ
تو بخت خفتہ کو میرے جگا نہین آتی

یہ کمسنی کا تقاضا ہی سادگی سے سبب
کہ آج تک اونہین کوئی ادا نہین آتی

اجل کو جا کی شب ہجر آ ہنے میری
منا یا لاکہہ طرح کہدیا نہین آتی

چمن ہی جام ہی مینا ہی پاس یار بہی ہے
ہزار حیف کہ اسدم گہٹا نہین آتی

رقم مین کیا کرون باد صبا بہی اوس گل کو
مری نصیب کا لکہا پڑہا نہین آتی

گئی بہار گل و غنچہ جانے والے ہین
خزان مین ایک سحر بہی وفا نہین آتی

شب وصال تو جاتی ہی کیا کرین تسلیم
سحر کے ساتہہ ہماری قضا نہین آتی

مین کو سون تنگ آکر کیا جفا سے
بتو جیسا کرو پاؤ خدا سے

عدو کو دیکہکر بیدم قضا سے
بت کافر بگڑ بیٹہا خدا سے

وہ برہم ہین رقیب بیحیا سے
دعا اب اور کیا مانگون خدا سے

مرا دل ہو چکا زلف دوتا سے
بلا ہو کر یہ لپٹا ہے بلا سے

جو تم آؤ تو دے کر دم لا سے
کوئی دم اور رہین مہلت قضا سے

اجل آئی طبیبون کی دوا سے
ملائین خاک مین خاک شفا سے

کیا ذبح اوسنے دلبر سکھکے زانو
محبت کا مزہ پایا جفا سے

نظر کیا آئین سگے اسے چارہ گر زخم
کہ دل مجروح ہے تیغ ادا سے

فراق جسم وجان کا کیون نہ غم ہو
کہ چھٹتا آشنا ہے آشنا سے

اگر پڑ جائے چشم مست ساقی
عوض پانی کے مے برسے گھٹا سے

نکالون کسطرح حسرت شب وصل
کہ منہ پھیرے وہ اتنا ہے حیا سے

بھروسا کیا ہوا یسے کی قسم کا
جو نادم دل مین ہو عہد وفا سے

پھر آئے وہ بھی محروم اثر آج
بڑی امید تھی ہمکو دعا سے

عدو کے ساتھ آئے ہو لحد پہ
چلو سر کو مین درگذرا وفا سے

کہون کیا دل کیا ہے خون کس کی
یہ پوچھو اپنے تم رنگ حنا سے

لب تصویر پایا ہے ازل مین
ہمین کیا کام عرض مدعا سے

وہ دیکھے یہ عتاب لطف آمیز
سزا دو مجھکو دشمن کی خطا سے

وفاداران الفت پر یہ بیداد
نہین ڈرتا بت کافر خدا سے

نہ کام آئی خوشامد وصل کی شب
وہ بگڑے اور میری التجا سے

نہوگا کوئی دامنگیر خون کا
کرو تم قتل شمشیر ادا سے

ہوے راہی وہ گھر کو رات پھر ہم
لپٹ کر خوب روئی نقش پا سے

جلائے سوز غم نے استخوان تک
پشیمان ہون پس مردن ہما سے

عوض تلوار کے کھینچی ہین ابرو
قضا کا کام لیتے ہین ادا سے

دم محشر اوسی کافر صنم کو
عوض حورون کے مانگونگا خدا سے

نکالی کسکے دل کی تمنے حسرت
قبا سکی ہوئی ہے جابجا سے

یہ شوق منزل مقصد سے ہے مجھکو
کہ آگے سو قدم ہوں رہنما سے

چھکا پایا نا توانی نے یہان تک
کہ سر اوٹھتا نہین ہی نقش پا سے

مرا دل ڈھونڈہتا پھرتا ہے مجھکو
ہوا ہون گم مین خضر رہنما سے

پڑی گردش سے ہاتھہ آتی ہے روزی
ہوا ثابت یہ دور آسیا سے

نہو کس طرح مسجود خلائق
بنا ہے کعبہ تیری خاک پا سے

ہوئی آہون سے دونی سوزش عشق
بھڑک اوٹھی لگی دل کی ہوا سے

مین چونک اوٹھتا ہون آتی ہی اگر نیند
شکست شیشۂ دل کی صدا سے

اونہین آغوش مین رکھتی ہی دن رات
لپٹے کیونکر نہ دل رشک قبا سے

بتا دیتا ہے راہ خانۂ دوست
مرا دل کم نہین قبلہ نما سے

کہان اب کاروان وہ بھی نہین ہے
تسلی کچھہ تو ہوتی تھی درا سے

جو پوچھا حال دل کو چین اوسکے
کہا اچھا ہون مین تیری دعا سے

ق

یہان لائی تھی مجھکو زندگانی
جہان عشرت آباد بقا سے

خدا جانے کہ آکر مرگ تسلیم
کہان لیجائے اب دار فنا سے

دیکھین نہ دیکھین چشم کرم کی نگاہ سے
ہمکو غرض ہے چاہ سے مطلب نباہ سے

چل پھر کے آنکھون مین چلی آتی ہی راہ سے
الفت مکان کی کوئی پوچھی نگاہ سے

پتلی کی جملہ کام نہ کیونکر درست ہون
کرتی ہی دیکھہ بھال سب اپنی نگاہ سے

اللہ ری تیری شان رحیمی کہ روز حشر
رحمت لپٹ گئی مری عذر گناہ سے

پیری کو ہمنے آکے نہ جانے دیا کبھی
دیکھا نہ جاکے پھرتے جوانی کو راہ سے

روشن دلون کو ظلمت ظاہر سے کیا ضرر
چھنتا ہی نور مردمک روسیاہ سے

تلوار کھینچتے ہو پئے قتل کس لئے
یکبار دیکھہ لو مجھے تیڑہی نگاہ سے

دل کی بھڑک اوٹھی لگی آگ پھر گئی
شعلے نکل رہے ہین مری دود آہ سے

آتی ہی شرم کہینچین وہ شمشیر برق وش
مانگون پناہ مین سپر رو سیاہ سے

بزم عدو مین پی ہی کہان اسقدر شراب
مستی ٹپک رہی ہی تمہاری نگاہ سے

راہ خدا مین بار کی حاصل ہی وہ شرف
بدلون نہ نقش پا کو کبہی تاج شاہ سے

اوس نی نچوڑی کاکل مشکین نہا کی جب
موتی ٹپک گئی رگ ابر سیاہ سے

جوشش جنون مین خوب ہی اطفال کا ہجوم
ہوتی ہی بادشاہ کی شوکت سپاہ سے

مطلب نہین جو غیر کی غرت سے آپ کو
اکدن تو دیکہیے اسے میری نگاہ سے

نفرت ہوئی یہ حشر مین رحمت کی شان کو
منہ بہی نہ دیکہا شیخ کا ترک گناہ سے

افتادگی مری ہی مقدر مین ہے لکہی
دشمن کبہی گرے نہ تمہاری نگاہ سے

تسلیم شوق خلد مین یثرب کو پہلے چل
یہ راستہ ملا ہے مدینے کی راہ سے

تار … وصل مین پنہان کمر ہو جائیگی
دیکہتے ہی دیکہتے تار نظر ہو جائیگی

جا … رون … گی منزل مقصد مجہے
خضر میرے واسطے گرد سفر ہو جائیگی

کر … ہین وصل کی تدبیر میری چشم گہسار
گو نہین ابتک کوئی صورت مگر ہو جائیگی

آئینہ ہر وقت دکہتا ہی جو تو پیش نگاہ
دیکہنا اک دن تجہی اپنی نظر ہو جائیگی

وصل کی شب … دل اوس شوخ سے کہتا ہی کیدن
کیا خبر تہی باتون باتون مین سحر ہو جائیگی

جی بہل جائیگا آخر کو پریشانی مین بہی
رفتہ رفتہ خانہ ویرانی بہی گہر ہو جائیگی

کیا کہون قاصد یہ کہنا دہ کہنا یار سے
گفتگو جو ہو نہ ہو گی وقت پر ہو جائیگی

رہنی دو پیکان مری سینے مین اے قاتل نہ کہینچ
کچہ تو تنہائی مین تسکین جگر ہو جائیگی

بعد مردن ہی گی کیا کیا ہمین زیر مزار
یہ زمین بہی آسمان فتنہ گر ہو جائیگی

کیا کرین دراہ طلب مین ہم تلاش غمگسار
دوری منزل ہماری ہمسفر ہو جائیگی

تیسرے دم تک بزم افروزی ہی اے تسکین فقر
شمع بہی کا فور ہنگام سحر ہو جائیگی

گر یہی صحرا مین شادابی ہی روز سے مرے
سبز ہو کر شاخ آہو بارور ہو جائیگی

خیر ہے کم سن ہین جبتک آئی وہ جوش شباب
تھرکی بانکی ادا ترچھی نظر ہو جائیگی

تیرہ بختی گر یہی ہے انقلاب چرخ سے
وصل کی شب شام سے پہلے سحر ہو جائیگی

ایک حالت ہجر مین دونو نکی ای تسلیم ہی
دل ہی کی تدبیر تدبیر جگر ہو جائیگی

مرے دل سے تمنا کو دکن کچھ اور کہتی ہی
مگر مرگ اسیر ہجر وطن کچھ اور کہتی ہے

دل پروانہ کی ہر دم جلن کچھ اور کہتی ہی
غرور حسن مین شمع لگن کچھ اور کہتی ہے

اسی ہی سن لے ای قاتل کہان جاتا ہی مقتل ہی
ہماری نعش بے گور و کفن کچھ اور کہتی ہے

بیابان مین بہت خوش ہون نہ وحشت ہی نہ سودا ہے
مگر یاد عزیزان وطن کچھ اور کہتی ہے

پڑی ہی پھوٹ آپس مین مداوا دل کا ہو کیونکر
تڑپ کچھ اور کہتی ہی جلن کچھ اور کہتی ہے

تو کہتا ہی جلایا مجھکو تیرے آہ سوزان نے
مری فریاد ای چرخ کہن کچھ اور کہتی ہے

دم عرض تمنا وصل کی امید ہو کیونکر
کہ غصے مین جبین پر شکن کچھ اور کہتی ہے

بجا ہی تم نہین جاگی ہو شب بھر بزم دشمن مین
مگر چتون تمہاری جان من کچھ اور کہتی ہے

نہین کم زہر سے شیرین بیانی کوہکن اسکی
ذرا سمجھو ہو کہ یہ پیرزن کچھ اور کہتی ہے

مری تم چھیڑنی سے ہنس دیے جو سیر گلشن مین
طبیعت اپنی اور رشک چمن کچھ اور کہتی ہے

سنون کیا آفرین زاہد کی اپنی پارسائی پر
کہ ہر ساعت مری توبہ شکن کچھ اور کہتی ہے

لگی ہی آگ قسمت مین سحر تک مجھکو جلنا ہے
ابھی سے رو کے تو شمع لگن کچھ اور کہتی ہے

تمہین پاس حیا سمجھا رہا ہی پارسائی کے
یہان دل کی لگی ای جان من کچھ اور کہتی ہے

سمجھتا تھا رگ گل مین کمر کو آپ کے لیکن
نسیم باغ ای غنچہ دہن کچھ اور کہتی ہے

مین شمع طور کہتا ہون رخ پر نور کو لیکن
تمہاری انجمن کی انجمن کچھ اور کہتی ہے

تمہین تسلیم واعظ دوزخی کہتا ہی کہنے دو
کہ محتسب اہل ہیعت تن کچھ اور کہتی ہے

وصل کی شب نصیب اگر ہو گی
شام سے پیشتر سحر ہو گی

کم کبھی کاوشِ جگر ہو گی
یا بسر یونہین عمر بھر ہو گی

بدگمان جس سے تیری وہ محفل مین
میری حسرت بھری نظر ہو گی

وعدہ مجھسے بھی ہر عدو سے بھی
بیکسی آج تو کدھر ہو گی

ہو گا جینے کا غم نہ مرنے کا
خوب زیرِ زمین بسر ہو گی

خاک اوڑاؤنگا مین جو وحشت مین
یہہ زمین آسمان پر ہو گی

انقلاب زمانہ کہہ تو سہی
شام غم بھی کبھی سحر ہو گی

کون روے گا مجھسے بیکس کو
موت بھی مری نوحہ گر ہو گی

خاک رؤون کہ مثل اشک گہر
نوک مژگان کی بھی نہ تر ہو گی

ہون بگولے کی طرح مین برباد
خاک اوڑانے مری بسر ہو گی

آج مرتا ہے تکیے پر منعم
خشت بھی کل نہ زیر سر ہو گی

رک گئی سانس پھر گئین آنکھین
اب خفا خاک چارہ گر ہو گی

پڑ گئی پیار کی نظر جسدن
دختر رز تمھارے گھر ہو گی

نامہ بر مر رہے گا گر جا کر
زندگی کس امید پر ہو گی

تم جو بالین سے اوٹھکے جاؤ گے
جان بھی ساتھہ ہمسفر ہو گی

اک غبار صبا پریدہ ہون
اک جگہ کیا مری بسر ہو گی

مل سکے روز حشر دل تسلیم
بھی قسمت وہان اگر ہو گی

شکل ارمان پردۂ دل مین بٹھاؤن تو سہی
تجھکو مین تیری نظر سے بھی چھپاؤن تو سہی

آئینہ ہنگام آرائش دکھاؤن تو سہی
آپ کو اپنے طرح حیران بناؤن تو سہی

ہجر کی شب بخت خفتہ کو جگاؤن تو سہی
خواب غفلت پھر بھی آنکھون مین سماؤن تو سہی

سیل گریہ سی رقیبون کی گرون مین راہ بند
بیٹھکر دریہ ترے طوفان اوٹھاؤن توسہی

فصل گل آئی دو وقت نغمہ سنجی باغ مین
چٹکیون مین عندلیبون کو اوڑاؤن توسہی

روز کہتی ہو کہ جا محفل سی تو جب تا ہون مین
عمر رفتہ کیطرح پہر مین نہ آؤن توسہی

دل بہر آئی دو عزیزان وطن کی یاد مین
روتے روتے دشت کو دریا بناؤن توسہی

جی مین ٹہانی ہی کہ جہپٹ دو سامنی اغیار کی
جسقدر تو بگڑ ہی اوتنا ہی بتاؤن توسہی

وہ لطیفہ گو ہون شاعر دیکہکر گریان تجہی
ہاتون ہاتون سوگ دشمن مین ہنساؤن توسہی

کیا عبث مجہی ترسائین گی تسلیم وہ دیدار کو
خواب مین جا کر مین صورت دیکہہ آؤن توسہی

وصل مین لیتی ہین بوسی بی خلش رخسار کے
پہول چنتی ہین ہم اوسکی گلشن بیخار کے

تو نہین آتی نہ آئی مرگ کچہہ پروا نہین
آپ مر جائینگی ہم فرقت مین خنجر مار کے

کیا خفا ہوتی ہو جا کر بیٹہتی ہین دہوپ مین
ہم نہین عاشق تمہاری سایۂ دیوار کے

سب سی ہین ہر دم اشاری توڑ کر بند نقاب
خوب کہل کہیلے مریجان سامنی اغیار کے

ابرو سی ہاتہہ دہوی گا یہہ کہہ دو ابر سے
سامنی روئے نہ میری چشم دریا بار کے

کچہہ تو نکلے آرزو دل کی تڑپ کر بعد قتل
لی لئے بوسے وہان زخم سے تلوار کے

لذت زخم جگر کے بلہوس کو کیا خبر
اوس سی پوچہو کہائی جو ہنس ہنس کر پہل تلوار کے

مر چکے لاکہون کہڑی ہین سر جہکائی سیکڑون
اوترینگی بحر فنا سی گہاٹ سب تلوار کے

یا تو ہین نا قدر دان فن زمانی کی رئیس
تو ہی اے تسلیم یا قابل نہین دربار کے

ہمنی یہ مانا کہ تم بے بس ہو آنا منع ہے
کیا تمہین چلمن سے بہی صورت دکہانا منع ہی

کہا گئی کیونکر تن مردہ کو میری خاک گور
کیا نہ تہی اسکو خبر مردار کہانا منع ہی

ایک دن وہ تہی کہ بیجا تی تہی ہمکو اپنی گہر
ایک دن یہ ہین کہ اب در تک بہی آنا منع ہی

سننے دیتا نا کہ تم بے بس ہو مل سکتی نہیں
خواب میں راتو انکو بھی کیا چھپ کے آنا منع ہے

سامنے رہنے دے ساقی شیشہ و جام و شراب
بیخودی سے آپ میں مستو انکو آنا منع ہے

چاہتا تھا باتوں باتوں میں کہدوں حال دل
کیا کروں مجھکو تو قصہ بھی سنانا منع ہے

صورت تصویر ہوں رکھتا نہیں گویا زبان
جو ندری ہی ہو یوں تک مجھکو لانا منع ہے

آج صحن باغ میں سوتا ہے وہ نازک بدن
چپ رہو اے عندلیبو غل مچانا منع ہے

صورت سایہ مری قسمت میں ہے افتادگی
رحم کیا کر خاک سے مجھکو اٹھانا منع ہے

راز دل ہوتا ہے افشا ضبط اے تسلیم کر
پھر کسیکے سامنے آنسو بہانا منع ہے

کہوں کیا کس طرح خنجر گلو بسمل سے ملتا ہے
وہی دل کو مزہ ملتا ہے جو قاتل سے ملتا ہے

بظاہر کی لگاوٹ اے بت عیار رہنے دے
گواہی دل مرا دیتا ہے جو بات دل سے ملتا ہے

نہ ہو مایوس اے لیلیٰ تلاش قیس محزوں سے
پتا گم گشتگان عشق کا مشکل سے ملتا ہے

مزہ ہے جلوہ افروزی کا ورنہ شمع کو شب بھر
سوا اے سوز دل کیا یار کی محفل سے ملتا ہے

تمنا وصل کی گر ہے تو اے دل جذب پیدا کر
کہ خود معشوق آکر سیکڑوں منزل سے ملتا ہے

ہمارا ہی گلا گویا ہے اک معشوق ہرجائی
کبھی خنجر سے ملتا ہے کبھی قاتل سے ملتا ہے

برا ہو اس محبت کا طبیعت جسپہ آئی ہے
نہ آسانی سے ملتا ہے نہ وہ مشکل سے ملتا ہے

تمنا دیکھ مجنوں کی پس مردن غبار اوسکا
بگولا بن کر اے لیلیٰ تری محمل سے ملتا ہے

غرور حسن میں اپنی خبر جسکو نہیں اے دل
تو کس امید پر ایسے بت غافل سے ملتا ہے

نہ دیکھا ہمسر و ہمجنس کو یکجا زمانے میں
کہ دریا کا کبھی ساحل نہیں ساحل سے ملتا ہے

فلک پر جلوہ افروزی ہمیشہ کی مہر کو ہے
جو کچھ ملتا ہے فیض خدمت کامل سے ملتا ہے

خدا کو واسطے کیونکر نہ میں اوس بت کا شیدا ہوں
پتا کچھ قدرت حق کا اسی باطل سے ملتا ہے

کہوگا یہ تو اے تسلیم پھر تنگ مرے سر دم
تجھے کیا خبط ہے کیوں ناحق جاہل سے ملتا ہے

بیہوش ہوئی آمد دلدار سے پہلے — نیند آئی ہمیں طالع بیدار سی پہلے

پابند حیا تھے نہ مری پیار سے پہلے — کھل کھیلتے تھے اپنے گرفتار سی پہلے

خط دو رہے رنگ اوڑ گیا رخسار سی پہلے — کمہلا گئے یہ پھول خس و خار سی پہلے

کس منہ سے کریں شکوہ رنجش کہ شب وصل — اک بات پہ بگڑی تھی ہمیں یار سی پہلے

ہلنی نہیں پاتیں بھویں کرتی ہے نظر ذبح — چلتی ہی چھری ہم پہ یہ تلوار سے پہلے

زندان سی نکل جانی کی سوچی ہیں راہیں — ٹکرائی ہیں سر کو ابھی دیوار سی پہلے

سینے میں رہی گا کہ جگر میں کوئی للہ — پوچھے تو خدنگ نگہ یار سے پہلے

جاتا سوی محشر ہوں دھڑکتا ہی مگر دل — کیا جانئے کیا پوچھیں گنہگار سی پہلے

صیاد ابھی تیز چھری کر نہ سپئے ذبح — ل سے لینے دی مرغانِ گرفتار سی پہلے

گو جھوٹ تھا اقرار وفا دل کو ہماری — امید تو تھی آپ کی انکار سے پہلے

ضد ہے تو ہی دشمن کے جلانی کو دم صبح — اوس کوچے میں جاتا ہوں میں اغیار سی پہلے

اوس غیرت خورشید کی کیا ہے یہ تجلی — یا صبح ہوئی شامِ شبِ تار سے پہلے

کیوں نزع میں وہ دیکھ کے روتی ہیں تسلیم
مر جاتے اگر آمد دلدار سے پہلے

جفا جو تند خو پیمان شکن نا آشنا نکلے — تمہیں اس دل میں کیا سمجھے تھے ہم افسوس کیا نکلی

چھپایا ہی بہانتک رازِ الفت ہجر میں ہمنے — گلا گھونٹا ہی یا تھوں سی کہ نالہ بی صدا نکلی

دکھاتی رہتی ہو جوبن نظر بازوں کو چلمن سے — بشکل آئینہ تم تو غضب کے خود نما نکلی

مری اونکی اشارے باعثِ عرض تمنا ہیں — نہ گویا ہو زبان اپنی نہ حرفِ مدعا نکلی

وہ رشک گل چمن میں سو رہا ہی چونک اوٹھی گا — کوئی کہدو کہ بالین سی ذرا ہٹ کر صبا نکلی

ازل سی صورت رنگِ پریدہ ماری پھرتی ہیں — پریشانی میں سوے عالم ہستی بھی آ نکلی

بنائی تھی بڑی گت جامہ خرقہ کی رندوں نے — میں جاتا تھا کہ میخانے سے پیرِ پارسا نکلی

جوانی مین مرد مینا سرا ای تسلیم یہ نفرت
تمہین ہم رند سمجھے تھے غضب کی پارسا نکلی

طلسم دہر مین پیدا و پنہان جو جہانتک ہی — ہر اک کا سلسلہ ملتا خداوند جہانتک ہی
فلک پر عرش پر باب اثر آخر کہین ہو گا — رسائی اپنی آہ درد و غم کی لامکانتک ہی
نہین معلوم کس فتنہ جگر نے آہ یہ کہینچی — دہوان چھایا ہوا فرش زمین سی آسمانتک ہی
لگای گا گلی پہر کون یون ہنس ہنس کی ای قاتل — تری شمشیر کا دم خم یہ میری امتحانتک ہی
شکایت کیا کرون بیمہری اہل زمانہ کی — کہ حد سے بیوفا نا آشنا عمر روانتک ہی
رہی کیا چین سی بی آشیان آوارہ پہرتی ہی — چمن مین بلبل بیکس کا دشمن باغبانتک ہی
گلہ ہم کیا کرین دنیا مین اپنی زیر باری کا — خمیدہ پشت بار کوہ غم سے آسمانتک ہی
مٹاتی جاتی ہین اردو کو انگریزی فشن والی — خرابی اسکی قسمت مین خدا جانی کہانتک ہی

غنیمت جان ای تسلیم درد ک ہمسی بڈہون کو
کہ یہ حسن سخن رنگ بیان اپنی زبانتک ہی

لالہ رویون کو پیار کون کری — دل عبث داغدار کون کرے
جہوٹے وعدی شمار کون کری — ایک دو تین چار کون کرے
چارہ گر مرذی کی حسینون پر — موت کا انتظار کون کرے
وعدہ کی کہا تہہ جو مکر جائے — ایسے کا اعتبار کون کرے
ہو رہے گا جو ہو گا قسمت مین — غم روز شمار کون کرے
ضعف سی ہاتہہ اوٹہہ نہین سکتی — پیرہن تار تار کون کرے

ہمسرے کم نہین نظر تسلیم
اوس سے آنکہین دو چار کون کرے

لا کر اجل نے چہین دیا ہے یہان مجہے — نیچے زمین کر سہنے دے ای آسمان مجہے

ساقی پلا کی جام مے ارغوان مجھے
پیر مغان کا صدقہ بنا دی جوان مجھے

مینے تو پاون بھی نہین رکھا فریب در
آنکھین دکھاتا کیون ہی ترا پاسبان مجھے

شکوہ مین کیا کرون کہ خدا نے جہان مین
پیدا کیا ہے بہر جفائے بتان مجھے

خود گم ہون وہم وہوش وخرد جستجو مین ہین
ہر سمت ڈھونڈھتا ہے مرا کاردان مجھے

آتے ہو گھر سی غیر کے دون گا اگر پتا
پھر تم کہو گی ہو کے خفا بدگمان مجھے

کہہ کہہ کی اوسنے حسرت بوسۂ شب وصال
سنواتی ہی زبان مری گالیان مجھے

ڈھونڈھون کہان مین عرصۂ محشر مین بعد مرگ
کوئی بتا بتائی جا عمر روان مجھے

لائی تھی زندگی عدم آباد سے یہان
اب آگی لیچلی ہی اجل تو کہان مجھے

احباب شاندار بناتی ہین کیون مزار
کیا خاک ہوکے چاہئی نام ونشان مجھے

کیا جانون مین شباب کیا مانند طفل اشک
ہونے دیا نہ پیر فلک نی جوان مجھے

مدت کی بعد آج چھٹا ہون قفس سی مین
کس نخل پر تھا یاد نہین آشیان مجھے

کیا اُٹھون مین زمین سی وہ ناتوان ہون
سایہ بھی ہے گیاہ کا کوہ گران مجھے

مین کیون غم عداوت دشمن بیان کرون
کیا کم ہے شکوۂ ستم داستان مجھے

سر پھوڑون یا نکالون کف پا سی خار دشت
جوش جنون مین اتنی ہی فرصت کہان مجھے

احباب بعد مرگ ملاتی ہین خاک مین
دشمن سی کم نہین ہین مری مہربان مجھے

تسلیم مل کے خاک مین ہموزنت ہو گئی
اب کیا ستائی گا ستم آسمان مجھے

تمنا تیری اے مجنون نہ کب تک دلسی نکلی گی
کبھی تو لیلی پردہ نشین محمل سے نکلی گی

ہم کی ضد سی دونون چاہتی ہین میری ناکامی
نہ دل سینے سی نکلی گا نہ حسرت دل سی نکلی گی

نہین آسان مرنا زیر خنجر سخت جانون کا
ہماری جان اے قاتل بڑی مشکل سی نکلی گی

[illegible] وصل ہو یا گالیان ہون جان عاشق کو
مزہ دی جائی گی اے مہربان جی دل سی نکلی گی

شہید ونکی اوڑاتی خاک، پہر کیون اے صبا جاکر
خبر لون گا جو پہر تو کوچہ قاتل سے نکلے گی

جلاؤ یا کرو سر قطع سب اسکو گوارا ہے
سحر کو شمع روتے آپ کی محفل سے نکلے گی

نہ تڑپین گے نہ پہڑکین گے ہماری پہر شکایت کیون
سر مقتل زبانِ خنجرِ قاتل سے نکلے گی

یہی ہر دم ہے ارادہ دل نازبردار کی جو دشمن کی
سنان تیر پہر کیون سینۂ بسمل سے نکلے گی

ستم کا اپنے صدقہ بوسہ اک لینے دے خنجر کا
دعا قاتل لبِ زخمِ دلِ بسمل سے نکلے گی

نہ راحت ہے نہ ہوگی یونہین ہین تڑپونگا اے ہمدم
سنانِ ناوکِ قاتل نہ جب تک دل سے نکلے گی

یہین بیٹہا رہ اے مجنون کہ لیلی اپنے ناقہ پر
اسی رستے سے جاے گی اسی منزل سے نکلے گی

کہٹکنے دے مثال تیر مژگان اپنے سینے مین
کبہی تو پہانس اے تسلیم دم کی دل سے نکلے گی

جب تک سنان کی قاتل ہوگی گڑی رہے گی
زخم جگر کے لب پر یونہین ہنسی رہے گی

صدمون سے غیر ممکن ہو جینے کی فراغت
مرنا ہی رہیگا گر زندگی رہے گی

اے تیرِ ناز قاتل دل کو نہ توڑنا سینہ
اے خنجر تری تمنا آکر کبہی رہے گی

بیکار دل نہین ہے ویران کر نہ ظالم
یا غم ترا رہیگا یا آرزو رہے گی

اب پاس درد ہجران رخصت دم اجل ہو
تم بہی مین ساتہ پہر اب تکبہی رہے گی

قاتل کے پاس اسدم جاتا ہون فیصلے کو
یا زندگی رہے گی یا موت ہی رہے گی

قاتل نہ کہینچ پیکان رہنے دے یا س دل کی
جب ہونگی ایک سی دو کچہ دل لگی رہے گی

کیون یاس کو نکالین دل سے برنگ حسرت
لیتی ہے کیا ہمارا یہ بہی پڑی رہے گی

مانا کہ جب کہ بیٹہے حسرت کو کیا کروگے
پردہ کہ جب تک تمہارے پردہ دری رہے گی

دیتے ہو گالیان کیون روکو زبان اپنی
ہم بہی اگر کہین گا کیا آپ کی رہے گی

دشمن سے وہ لین گی ہم سے کرین گے نفرت
اور کی ہماری باہم کیا دوستی رہے گی

آمادہ قتل پر سے پہر سوچتا ہے کیا تو
نازک کمر یہ قاتل کب تک کسی رہے گی

مرکر بھی کم نہو گی زنہار غم کی سوزش
یہ آگ میری دل مین یونہین دبی رہے گی

فصل خزان ہو یا گل حالت جو دیکھتی ہو
سرو چمن کی صورت یہ ایک سی رہے گی

یہ دل نہین رہیگا اچھی بری سی خالی
یہ آرزو رہیگی یا بیکسی رہے گی

کب سے جھکائی سر ہین کیا دیر قتل مین ہے
تیغ ادا اے قاتل کب تک کھنچی رہیگی

آتی ہی مدتون سے پہچانتی نہین ہے
ای مرگ مجھسے کب تک تو اجنبی رہیگی

ہستی و نیستی کا جھگڑا اٹھا دے جلدی
کب تک مری گلو پر قاتل چھری رہیگی

خود بین گھڑی گھڑی ہو سنتے ہین ہو دلگی
جاتے ہین تم رہو گی یا آرسی رہے گی

جاتی ہوای صبا تو اٹکھیلیون سے بہتر
ہر گل کو اس چمن مین اک بیکلی رہے گی

پیری مین بھی وہی ہے داغ جگر کی سوزش
کب تک بھڑکتی یا رب دلکی لگی رہے گی

تسلیم وہ نہین ہم تنہا پہرین جنون مین
ہروقت ساتھ اپنے دیوانگی رہیگی

افتاد محبت کی اوٹھائی نہین جاتی
یہ چوٹ تو پتھر سے بھی کھائی نہین جاتی

کیا ضعف ہے وہ آئے ہین لیکن پی دیدار
آنکھ اونکی طرف مجھسے اوٹھائی نہین جاتی

رونے سے بھڑکتی ہے لگی دل کی مری اور
یہ آگ تو پانی سے بجھائی نہین جاتی

رونا تو ہے اسکا کہ وہ ہنستے ہین لحد پر
افسوس کی صورت بھی بنائی نہین جاتی

تا صبح نہو مانع توبہ کسے غم سے
کس روز وہان ساری خدائی نہین جاتی

کام آئیگی ساقی تری کس روز محبت
دو گھونٹ بھی مجکو پلائی نہین جاتی

دیکھی ہے دھوان دلکی لگی آہ کے ہمراہ
مین لاکھ چھپاؤن یہ چھپائی نہین جاتی

کیا پوچھتے ہو درد کہان ہے ترے دل مین
یہ چوٹ مری جان بتائی نہین جاتی

یہ ظلم رہا ایک مجھی سے ہے شب و روز
دشمن سے کبھی آنکھ چرائی نہین جاتی

وہ ہو رہے ہین غیر کے مجھسے اونہین کیا کام
ملنا تو کہان آنکھ ملائی نہین جاتی

کیا قتل کرینگے وہ نزاکت جو یہی ہے — تلوار بھی ہاتھون سے اوٹھائی نہین جاتی
اللہ ری غضب اُف ری حیا مجھسے عبث وہ — لڑتی ہین مگر آنکھ لڑائی نہین جاتی
مطلب کی کوئی بات ہین کہتا نہین اونسے — دل ہی مین یہ رہتی ہے سُنائی نہین جاتی
دیکھی ہوئی باتون سے مکرتا ہے ستمگر — پھر آنکھین ملاتا ہے ڈھٹائی نہین جاتی
دم سورۂ اخلاص کیا کرتا ہون پڑھکر — اسپر بھی مری اونکی لڑائی نہین جاتی
کہدیتے ہین غیرون سے کہون دل کی لگی کیا — اونسے تو کوئی بات چھپائی نہین جاتی
کیا چوٹ تری جنبشِ ابرو کی سہی غیر — تلوار یہ نامرد سے کھائی نہین جاتی
بکہہ ایسے وہ بگڑے ہین کہ غمخوار سے مری — اسوقت کوئی بات بنائی نہین جاتی

تسلیم وہ پر غم ہون دم بزم طرب خیز
یارون مین غزل بھی مری گائی نہین جاتی

غفلت کشیدن خوابِ اجل کی نہین جاتی — مرقد مین کبھی آنکھ بھی کھولی نہین جاتی
بوسہ تمہین دینا ہی مرا دل ہے پیارا — یہ چیز تو یون مفت کبھی دی نہین جاتی
احباب تو کیا اب تو وہ صورت ہے مرض کر — دشمن سے بھی حالت مری دیکھی نہین جاتی
کیا توبہ کرون دخترِ رز سے ابھی ای شیخ — مجھسے تو جوانی مین یہ چھوڑی نہین جاتی
بیخود ہون پڑا نشۂ الفت مین تہ گور — اس منہ کی پسِ مرگ بھی مستی نہین جاتی
کیا دامنِ قاتل سے وفا کو مری ضد ہے — دہوتا ہے مگر خون کی سرخی نہین جاتی
کیا آئین گر زینت جو یہی مد نظر ہے — منہدی تو کسی رنگ سے چھوٹی نہین جاتی
اوڑتا ہے غبار اپنا پس مرگ ہوا پر — تو خاک مین ملکر بھی بلندی نہین جاتی
مجذوب کی بڑ ہین مری باتین دم مستی — جو منہ سے نکلتی ہے وہ سمجھی نہین جاتی
وہ پھیرکے دل دیتے ہین ای وای مروت — مجھسے تو ادھر آنکھ بھی پھیری نہین جاتی
سینہ پہ وہ چڑھکے ہین موسے اشکِ غم غیر — روتے ہین شرارت مگر اب بھی نہین جاتی

مسدود نہین ہین اجل ورد ح کی راہین
کسکی کبہی آتی نہین کسکی نہین جباتی

دو دل ملین کیا دل سی کہ دو حرف ہین دلمین
اونکی بہی کسی وقت جدائی نہین جاتی

دیکہون تو چرایا جو نہین سہے دل شیدا
کیون مٹہی مری سامنی کہولی نہین جاتی

کچہہ دیر تو ٹہیرو کہ ٹہر جاے مرا دل
جب آتی ہو تم جانی کی جلدی نہین جاتی

پتہر کا جگر رکہتی ہو جاتے ہوا ہی کیون
کیا تم سی بہی حالت مری دیکہی نہین جاتی

دیتا ہی خدا ابیتر ہین بصرفہ شب و روز
گل کے لئے اک بوند بہی چہوڑی نہین جاتی

دل خوب جلاتی ستہے پس مرگ لحد پہ
اک شمع بہی اب تم سی جلائی نہین جاتی

پیتا ہی شب و روز مگر واہ رے ای شیخ
ہم رندون سی پہر بہی تری شیخی نہین جاتی

اسوقت کہان دل ہی کہان ہوش ہین تسلیم
کیون چپت غزل آپ سی لکہی نہین جاتی

عدو سی مل کے مجہسے ملنے بہی ہو رشک حور آئی
دہی چالین تمہاری ہین کہ الفت مین فتور آئی

قدم اوٹہی نہ ہم اوٹہی عدم مین دہر سی پہنچ کر
تعجب ہی کہ بے رفتار کیونکر اتنی دور آئی

تصدق اوسکی رحمت کی کہ میدان قیامت سی
ہمین جنت مین پہنچا ہرون سی قصور آئی

نہ تہی گر تاب نظارہ تو پہر شوق تجلی مین
جلانے طور کو موسیٰ عبث بالائی طور آئی

مین سوتا ہون یہ کہدینا کہین جا اور پہر آنا
جگانے گور مین مجہکو اگر شور نشور آئی

سر منبر ہی کیون بہکی ہوی تقریر واعظ کی
سنا ہونگا یہ عقرب کچہہ کہین پیکر صرور آئی

سوا تر ہی نہ ڈالون مین کسی پر آنکہہ محشر مین
پری کیا جان رکہتی ہی اگر جنت سی حور آئی

خدا اس کم سنی کا بہولاپن رکہی جوانی تک
کوئی فقرہ او نہین آئی نہ چال آئی نہ زور آئی

فقط اک مری پرسش مین ہوا دن حشر کا آخر
ہزارون دل گئی پہر بہی نہ گنتی مین قصور آئی

یہ نفرت ہی جو لاؤن اپنی گہر منت خوشامد سی
تو میری ساتہہ سی سایہ بہی اونکا دور دور آئی

اچہوتی مے پلا ساقی کہ دم بہر تری صدقی مین
مزہ دی بیخودی دلکو کچہہ آنکہون مین سرور آئی

وہ ہنس ہنس کر دم اقرار کہتے ہیں پھر آؤنگا | یہی وعدہ جو اونکا ہے تو وعدے پر ضرور آئی
نہیں دیکھیں پیار کی نظروں سے کیونکر پھر گئیں آنکھیں | دم آخر اگر آئی تو کیا ای رشک حور آئی
کہیں گے شافع محشر خدا کی شان رحمت کی | بھروسے پر تری اوٹھ اوٹھ کے سب اہل قبور آئی
میں چلتا ہوں تری خاطر سے ای شیخ حرم کعبے | مگر میری نہ شغل جام و مینا میں فتور آئی
جلایا تو کہو کیسے بنی موسیٰ جو محشر میں | خدا کی سامنے مظلوم بنکر کوہ طور آئی
خدائی جانتے ہے نور خدا کو دیکھنے زاہد | گھڑی دیر میں جاکر بتوں کو ہم بھی گھور آئی
گنہ کوئی نہیں زنہار لیکن وقت مینوشی | نظر ہو اوسکی رحمت پر زبان پر یا غفور آئی
وہ راحت پائی ہے حامد علیخان کی تصدق میں | عجب کیا خلد میں بھی یاد مجھکو رامپور آئی
زہے قسمت ہم ایسونکی زہے فضل خدا ای دل | کہ مضطر شوکت و جاہ و حشم سے رامپور آئی

نہ میں عالم نہ میں فاضل نہ ای تسلیم میں شاعر
مجھے کس بات کا دل میں خیال ای غرور آئی

دیکھتی چشم حقیقت آشنا کس دن نہ تھی | اون بتوں میں جلوہ گر شان خدا کس دن نہ تھی
وقت جانبازی زبان پر مرحبا کس دن نہ تھی | نقش دلبر یار کی میری وفا کس دن نہ تھی
کب نہیں کی گریہ و زاری خدا کے سامنے | گڑگڑاتی عرش پر میری دعا کس دن نہ تھی
دل بجا میرا نصیبوں سے وگرنہ روز و شب | تیری عیاری یہ ای دزد حنا کس دن نہ تھی
بے جھے تھی غفلت سے ہم دلسوز اپنا ورنہ عمر | بے مروت بیوفا نا آشنا کس دن نہ تھی
ہم فقط پھاڑا کئے ناکامیوں سے پیرہن | ورنہ تجھسے ہم بغل تیری قبا کس دن نہ تھی
بو کی سنبل دیتی تھی کہکر یہی خوشبوی زلف | بے مجھے اوڑتی باغ میں باد صبا کس دن نہ تھی
بحر ہستی میں ہمیشہ کی اجل نے یاوری | کشتی عمر رواں کی ناخدا کس دن نہ تھی
کب نہ مجھکو یاد آ کے کھلا ہی یار کی | چھیڑتی دل کو مری بانکی ادا کس دن نہ تھی
عمر بھر پھرتا رہا ہوں میں طمع میں دربدر | باعث ذلت مری حرص و ہوا کس دن نہ تھی

رک رہی ہے اب پشیمان ہوکے ورنہ پیشتر ۔ عرش تک جاتی مری آہ رسا کسدن نتھی

کیا اجارہ گر ہوا اب تک نہ وہ پرتو فگن ۔ ورنہ آدس آئینہ دل مین جلا کسدن نتھی

چھیڑتی چلتی تھی غنچون کو ہمیشہ بے سبب ۔ تو سزا اوار سزا باد صبا کسدن نتھی

آنکھ ہر گل سے لڑاتی ہے ہنسے دیکھا عمر بھر ۔ اے سمن بر چشم نرگس بیحیا کسدن نتھی

بھول کر بھی پھولون کی خوشبو نہ لائی تا قفس ۔ آتی جاتی باغ مین باد صبا کسدن نتھی

عمر بھر دیکھا تڑپتے خاک پر صدہا شہید ۔ سرزمین کوے قاتل کربلا کسدن نتھی

دخت رز رندونکی صحبت سے ہوئی بے آبرو ۔ پردۂ غم مین تھی جبتک پارسا کسدن نتھی

کاہش تن سے نظر آئے نہ اے تسلیم ہم
ڈھونڈ جاتی ہجر مین ورنہ قضا کسدن نتھی

یار کی ترچھی نظر پڑتی ادھر کسدن نتھی ۔ یہ سنان تیر پیوند جگر کسدن نتھی

ایک آنسو بھی کبھی ٹپکا نہ پاس ضبط سے ۔ ورنہ مثل چشم گوہر چشم تر کسدن نتھی

کب نہ روئی شمع دلسوزی سے شب بھر گور پر ۔ خاک اڑاتی بیکسی بالاے سر کسدن نتھی

بے ترے آئی ہنسی لب پر نہ مثل گل کبھی ۔ گدگداتی باغ مین باد سحر کسدن نتھی

نوک مژگان کب نہین چبھتی رہی دلمین مری ۔ تشنۂ خون یہ زبان نیشتر کسدن نتھی

کب نہین مینے اڑائی خاک مثل گردباد ۔ یہ زمین اے آسمان بالاے سر کسدن نتھی

جستجوے یار مین مر کر بھی برباد ہی رہی ۔ خاک مری خاک اڑاتی دربدر کسدن نتھی

نعش پر آتے عیادت کو نہ آئے تھے اگر ۔ مرنے بیغم کی مرے تمکو خبر کسدن نتھی

ڈرتی تھی روز سیاہ ہجر سے میری طرح ۔ منہ چھپائے دامن شب مین سحر کسدن نتھی

روز مین تڑپا کیا سوز جگر سے ہجر مین ۔ [illegible] دل کو مانند شرر کسدن نتھی

کب نہین ہنستے ہو دو دو ٹکڑے گریبان سے مجھے ۔ آہ ناکامی یہ میری بے اثر کسدن نتھی

آگ تھی سینہ سے دم بھر مین نہ رکتا رہا ۔ میری حالت بے تری رنج دگر کسدن نتھی

زندگی آنکھین چرائی تھی نہ یکدم ہجر مین
موت پھرتی ہر گھڑی پیش نظر کس دن نتھی
گٹھری اپنی باندھ کر کب دوش پر رکھتا نتھا
غنچے کو اس باغ مین فکر سفر کس دن نتھی

راہ اونکی آنے کی تسلیم دیکھی عمر بھر
یہ اذیت یہ مصیبت جان پر کس دن نتھی

بعد مردن بھی رہا اپنے وطن کے سامنے
دفن کر صیاد بلبل کو چمن کے سامنے
کیا خوشی ہے اپنے مرنے کی کہ بڑا اندوہ وغم
جاتے ہین ہنستے ہوئے ہم تیغ زن کے سامنے
دید باہم کی نہین مانع کوئی شئے گور مین
سامنے میرے کفن ہے مین کفن کے سامنے
نیم جلوہ دیکھکر حیران و ششدر رہ گیا
آئینہ کیا آئیگا اوس سیم تن کے سامنے
پاس وہ بیٹھے ہین شوق وصل مین دیتا ہون جان
تشنہ لب مرتا ہون مین چاہ ذقن کے سامنے
خود سراپا داغ ہے انجم سراپے داغ کے
کیا شکایت مین کرون چرخ کہن کے سامنے
آگیا دور خزان مین یاد جب رنگ بہار
سر پٹک کر مرگئی بلبل چمن کے سامنے
مرچکا ہون اب کہان وہ آمد و رفت نفس
آئینہ رکھتے ہو کیا میرے دہن کے سامنے
کسکے چشم شوخ کا دیوانہ وحشی ہون مین
جست کرتا ہون بیابان مین ہرن کے سامنے
جو گذرتی ہے دل وجان پر خدا کا شکر ہے
کیا کرون بے پردہ ہر اک مرد و زن کے سامنے
مرگیا دشت جنون مین نوحہ خوان کوئی نہین
کیا ندامت ہے مجھے گور و کفن کے سامنے
یہ دنی کیا دیگا مجھکو کس لئے ہون ملتجی
ہاتھ کیون پھیلاؤن مین چرخ کہن کے سامنے
ہو مبارک تجھکو اے بلبل گل و گلشن کی سیر
کیا نہین دیکھون میں اوس غنچہ دہن کے سامنے
حسن رکھتے ہو تو لازم ہے حیا بھی کچھ تمھین
اتنا اٹھلاؤ نہ اہل انجمن کے سامنے
دیکھئے کیسی گذرتی ہے کہ شیخ عصر آج
پھر چلا ہے سامنے توبہ شکن کے سامنے
حال دل اوسنے نہ پوچھا آگئی غیرت مجھے
بن گیا بت میں بھی طفل برہمن کے سامنے
لاکھ دم غم سے کوئی نکلے کسیکو بال بھر
کب سمجھتا ہے وہ اپنے بانکپن کے سامنے

دے کے نسبت کیوں جبیں کی اوٹھاؤں عمر بھر
برگ گل کیا ہے لب غنچہ دہن کے سامنے

دل کو بہلاتا ہوں اے تسلیم موزوں فکر سے
ورنہ میری شاعری کیا اہل فن کے سامنے

اب رہینگے بیٹھتے اوٹھتے نظر کے سامنے
گھر کرائیگا لیا جب ہی گھر کے سامنے

دیکھو کیا پیش آتی ہے جگر کے سامنے
یہ بلا ہے شوق پھر تیر نظر کے سامنے

حسن کا انصاف ہے اہل نظر کے سامنے
آج لے بیٹھے ہیں انکو ہم قمر کے سامنے

دونوں حاضر ہیں تیری تیر نظر کے سامنے
سامنے دل کے جگر ہے دل جگر کے سامنے

فتنہ اونکو حسن کا مجھکو شراب عشق کا
بیخبر میں بھی بنا ہوں بیخبر کے سامنے

آبرو سے ہاتھ دھو بیٹھیگا آخر اے سحاب
کیوں لگائی ہے جھڑی یہ چشم تر کے سامنے

راز دل ہو جائیں کچھ باہم اشاروں میں بیان
رہیں دو دم بھر نظر میری نظر کے سامنے

کیسی کیسی تھا فروغ زندگی دلسوز سے
ایک پروانہ نہیں شمع سحر کے سامنے

آتش دوزخ سے اے واعظ ڈریں کیا دل جلے
اک شرارہ ہے مری سوز جگر کے سامنے

دیکھکر ہمراز کو ہمراز ہوتے ہیں نہال
پھول کیا کیا ہنستے ہیں باد سحر کے سامنے

لن ترانی کا میں قائل یوں پس پردہ نہیں
ہو اگر دعوی تو آ جاؤ نظر کے سامنے

خون ناحق سے پشیمان آج شاید وہ ہوئے
سر جھکائے بیٹھے ہیں تیغ و سپر کے سامنے

فصل گل آئی دو وا اوڑ جاؤنگا لیکر ایک دن
کیا قفس کے اصل ہیں یہ بال و پر کے سامنے

دیکھکر ساقی بہلتا ہے مرا دل نزع میں
دخت رز کو رہنے دو دم بھر نظر کے سامنے

کھینچتا ہے تیغ پھر قتل قاتل جس گھڑی
ایک بجلی سی چمک جاتی ہے سر کے سامنے

دے دیا ہے جسطرح دل ہمنے تمکو بے دریغ
جان بھی دیدیں گے اکدن تیغ نہیں مر کے سامنے

لیلی و مجنوں میں پردہ ہے سبب کی مند ہوئی
خاک اوڑائی ہر جگہ لیلی نظر کے سامنے

بزم ہے اغیار میں وہ میں مبتلی ہے دل لگی
رات بھر ہم روتے ہیں دیوار در کے سامنے

کیون نکالا منہ سی جو باری ہی میری طرح
کیا ہی نادم ہون مین آہ بے اثر کے سامنے

پھر تو ہی مایوس ہوکر جو مداوا کی عوض
رو رہا ہی چارہ گر زخم جگر کے سامنے

یاد او نہین جب بھی نہین آتا ہون گو دیوار پر
روز لکھہ آتا ہون نام اپنا نظر کے سامنے

آپکو سب سمجھے ہو کیا تسلیم آؤ ہوش مین
تم بھی پڑھتے ہو غزل اہل ہنر کے سامنے

سب بے نقط خط رخ کے تحریر نظر آئی
مصحف پہ یہ فیضی کی تفسیر نظر آئی

یون خواب مین قسمت نے دم بھر کو ملایا شب
اونکی مری چھاتی پر تصویر نظر آئی

جب روز ازل مینے وا چشم تمنا کی
برگشتہ مری پہلی تقدیر نظر آئی

رد کر وہ مناتے ہین دشمن کو سر محفل
ایسی نہ کبھی اپنی تقدیر نظر آئی

رک رک کر دیئے جو کہ تھم تھم کے لہو نکلا
کچھ مجھسے کبھی اونکی شمشیر نظر آئی

جب آنکھہ لڑی اونسے قابو نہ رہا دلپر
جادو کی نگاہون مین تاثیر نظر آئی

مدت مین جو سوئی بھی صورت تو کہان ممکن
ہان خواب مین اوس بت کی تصویر نظر آئی

حسرت تھی کہ قاصد وہ بھیجین کوئی خط دیکر
صد شکر کہ آج اونکی تحریر نظر آئی

کیا شوق اسیری ہی وحشت مین جدہر دیکھا
ہر موج ہوا مجھکو زنجیر نظر آئی

اوس بت کی تجلی تھی یا نور خدا کیا تھا
موسیٰ وہ تمہین کسکی تنویر نظر آئی

وہ شوق شہادت تھا سمجھا مین ہلال عید
جب سامنے قاتل کی شمشیر نظر آئی

غمناک ازل وہ تھا مانی نے مری صورت
بشاش بھی گر کھینچی دلگیر نظر آئی

سر شمع کا کاٹا کیون گلگیر سے پوچھو تو
کیا اسکی تجھے ظالم تقصیر نظر آئی

محفل سے اوٹھایا کیون خود جاکے رقیبون کو
ذلت بھی مجھے اونکی توقیر نظر آئی

جب شکل مہ نو کی فرقت مین کبھی دیکھی
گردون کی کبھی سر پہ شمشیر نظر آئی

کل تک مجھے مہلت دی کرا ای مرگ ترے صدقے
آج آتے مین پھر اونکی تاخیر نظر آئی

کیون جوش مین خون آیا کیون پهڑکی رگ گردن
کیا پهر کفِ قاتل مین شمشیر نظر آئی

دیکها تها که دل بهلوده اور تڑپ اوٹها
تصویر یہی اوس بت کی تصویر نظر آئی

آنکهون مین سمایا تها جو نقشہ ترے گهر کا
مر کر بهی وہی مجهکو تعمیر نظر آئی

غارت ہو گران جانی سینے سے نہ دم نکلا
بیدم کفِ قاتل مین شمشیر نظر آئی

مرتا تها مین جی اوٹها چهڑوائی جو ساقی نے
خاک درِ میخانہ اکسیر نظر آئی

خود پاؤن پڑ ہی اپنی جس دم در زندان پر
صدا دکی ہاتهون مین زنجیر نظر آئی

ظاہر مین یہ سب کچهہ ہی باطن مین نہین کچهہ بهی
دنیا مری آنکهون مین تصویر نظر آئی

کیا جانئے کس کس کا مقتل مین لہو چاٹے
پیاسی کفِ قاتل مین شمشیر نظر آئی

خط اونکا پڑھا جس دم باتون کا مزہ پایا
تحریر کی پردی مین تقریر نظر آئی

اوس بت نے دمِ رخصت دامن سے جو پونچها اشک
اک شان خدا اپنی تقدیر نظر آئی

ای زور جنون تجهپر قربان نہ کیون کر ہون
اک جهٹکی مین دو ٹکڑی زنجیر نظر آئی

کیا خاک بہلتا دل سیرِ چمنستان سے
گل چاک جگر بلبل دلگیر نظر آئی

غیرون کی خوشامد سے جب اونسے ملا جا کر
بولی یہ تجهی اچهی تدبیر نظر آئی

وہ ساتهہ رقیبون کی آئی مری تربت پر
بگڑی ہوئی مر کر بهی تقدیر نظر آئی

کرتا مین شکایت کیا اللہ سے محشر مین
شرمندہ مری مجهسے تقدیر نظر آئی

وہ مجهسے خفا ہو کر غیرون سے بگڑ بیٹهے
اولٹی بهی مجهی سیدهی تقدیر نظر آئی

کچهہ ایسی کڑی جهیلی تسلیم اسیری مین
نالان مری پاؤن کی زنجیر نظر آئی

ردائے گل جو سرِ گور لا نہین سکتی
کسی چراغ بهی کیا تم جلا نہین سکتے

وہ اپنے عذر نزاکت سے آ نہین سکتے
ہمین یہ ضعف کہ پاس اونکی جا نہین سکتے

حیات و مرگ شهید ادا نرالی ہے
تمهارے کشتہ کو عیسیٰ جلا نہین سکتے

بٹھا دیا دل محزون کو ضعف نے ایسا
کہ اٹھو ناز سے بھی اونکی اوٹھا نہین سکتے

پڑے ہوئے ہین سایے کی مانند یار کے در پر
رقیب کیا ہین وہ بھی اوٹھا نہین سکتے

بڑا ہو ضعف کا جو دل چرائے بیٹھے ہین
اشارے سے بھی اونھین ہم بتا نہین سکتے

وہ گم شدہ ہین رہ عشق مین کہ حضرت خضر
بھٹکتے پھرتے ہین رستہ بتا نہین سکتے

خیال ہے مری کوچے مین اوڑ کے آئیگا
وہ خاک مین مجھے ضد سے ملا نہین سکتے

وہ ناتوان ہین زخود رفتگی کے عالم مین
کہ برسون آپ مین دم بھر کو آ نہین سکتے

کیا ہی عذر نزاکت نے اسقدر معذور
کہ خواب مین بھی مرے پاس آ نہین سکتے

وہ آئے بھی تو ہین کیا نظر کرین کیونکر
کہ فرط ضعف سے آنکھین اوٹھا نہین سکتے

شب وصال بھی دل کی لگی بھڑکتی ہے
ہم اونکو سینے سے اپنے لگا نہین سکتے

مین بنکے شکل عدو آنکھون مین سمایا ہون
مجھے وہ اپنی نظر سے گرا نہین سکتے

خداپرست ہین کیا داغ دل کا چارہ کرین
چراغ خانہ کعبہ بجھا نہین سکتے

وہ جانتے ہین مری یاد اسمین رہتی ہے
یہی سبب ہے جو دل کو جلا نہین سکتے

عجب بلا ہے یہ داغ جگر وہ گرم ادا
جو دیکھنا کبھی چاہے دکھا نہین سکتے

صفا سے ہے تن شفاف شکل آئینہ
وہ راز غیر بھی مجھسے چھپا نہین سکتے

پسند دل ہے اونھین سادگی نزاکت سے
کہ بوجھ رنگ حنا کا اوٹھا نہین سکتے

ادب ہے مانع اظہار کیا کہین تسلیم
زبان پہ گلۂ بخت لا نہین سکتے

زندگی لائی مجھے ساتھ قضا بھی آئی
پیچھے پیچھے مری ہستی کے فنا بھی آئی

مرتے دم یاد مجھے زلف دوتا بھی آئی
موت کے ساتھ مرے سر پہ بلا بھی آئی

پھر کیا عشق بتان مین جو کٹی عمر اے دل
ارے کمبخت کبھی یاد خدا بھی آئی

ساقی و جام و مے و شیشے رند و موجود
لو مبارک ہو کہ گھنگھور گھٹا بھی آئی

ہوئی سنبھل خدا کیا دل مضطر سے کبھی
تا زبان اچھی برے کوئی دعا بھی آئی

خود لچکتی ہین نزاکت سے غضب ہائے گی
تا کمر اونکی اگر زلف رسا بھی آئی

چھوٹ کر پھر نہوا قافلہ یار ونکا نصیب
بار ہا لینی مجھے بانگ درا بھی آئی

آہ کہتی ہی کہ تم ہوا و سر رہ مین ابتک
مین گئی عرش کی زنجیر ہلا بھی آئی

کوئی عقدہ نہین بی عقدہ کشا عالم مین
غنچے جب باغ مین آئے تو صبا بھی آئی

تم نہ آئے مری بالین پہ زمانہ آیا
تہا وہ عالم کہ ترس کہا کی قضا بھی آئی

تھوڑی سی پھول پلادی ہمین اسدم ساقی
چاندنی تھی چمنستان مین ہوا بھی آئی

پوچھتا اب بھی تو حال دل مضطر قاصد
میری فریاد اونہین جا کی سنا بھی آئی

یہ تو کہتی نہین اوٹھتی ہوئی جوبن مین کبھی
لڑکڑا انگڑائی سر بزم حیا بھی آئی

باغ والونکا نہین ظاہر و باطن یکسان
سبز و پرخون چمنستان مین حنا بھی آئی

کیا کہین وصل مین اوس شوخ کی ہے بل تسلیم
بار ہا تنگ مری طرح قبا بھی آئی

حسن پردہ تو جوان ہوتی ہی اترانے لگے
آپ سے جاتے رہے جب آپ مین آنے لگے

ہائے کب آیا عبادت کو مرے وہ بیخبر
جب احبا رو چکے میت کو نہلانے لگے

حسن روز افزون کی شہرت ہوا ہی چارسو
دیکھنے کو اچھے اچھے خوبرو آنے لگے

حضرت ناصح سے رندون کی سمجھیا گفتگو
کیا پڑی تھی آتے ہی جو آپ سمجھانے لگے

جب ہوئی بس مجھ تسکین دینے کے لئے
چھپ کے خویش و اقربا سے خواب مین آنے لگے

دیکھیو آگے ستم ڈہانا ہے کیا اونکا شباب
کم سنی کو دیکھکر جانباز مرجانے لگے

دیکھکر جوش تمنا کر ادہر دزد وصل
پھر سرک بیٹھے مجھے باتون مین بہلانے لگے

ہو گئے جب سے ملازم بادشاہ حسن کے
خون دل پینے لگے داغ جگر کھانے لگے

جب کبھی آئے تو آئے ڈال کر منہ پر نقاب
خواب مین بھی وہ پردہ دار ترسانے لگے

پھر وہی سودا ہوا پھر یاد آئے خارِ دشت
سر کبھی پیٹا کبھی تلوون کو کھجلانے لگے

آگیا دورِ خزان رخصت ہوی فصلِ بہار
چھا گئی پتون پہ زردی پھول مرجھانے لگے

پھیر لایا جل کی قاصد جب بھری محفل مین وہ
میری قسمت کا لکھا غیرون سی پڑہوانے لگے

روک رکھا پاؤن پڑ کر اونکو طفلِ اشک نی
حرفِ رخصت کہہ کی کیا کیا دل مین پچھتانے لگے

آگیا ہی بیکسی کا میری شاید کچھ خیال
چادرِ گل شمعِ تربت روز وہ لانے لگے

مین تو تڑپا بھی نہین قاتل نہ تیغِ ستم
دیدۂ جوہر مجھی کیون آنکھین دکھلانے لگے

وصل باہم کر رہی حاصل ہین کیا کیا آجکل
وہ یہان آنے لگی ہین ہم وہان جانے لگے

دیکھیو آگی وہ کہتا ہی معتدر کیا، ہمین
اونکو دربان کچھ ابھی سی آنکھین دکھلانے لگے

خضر کیا راہین بتاتے مجھکو کوئے یار کی
جب بڑھے ہی خود ہر قدم پر ٹھوکرین کھانے لگے

بوسہ ہائے رشکِ انگبین کے فیض سی
شاعرِ شیرین بیان تسلیم کہلانے لگے

ای تمنا کون تھا میری نظر کے سامنے
رہ گیا حیرت زدہ دیوار و در کی سامنے

کون سی مذہب مین ای صیاد ظالم ہی حلال
ذبح کرنا مشتِ پر کو مشتِ پر کے سامنے

لطفِ ساقی دورِ ساغر کیفِ می دیدارِ دوست
آہ کیا کیا تھی ابھی سامان نظر کی سامنے

رخصتِ یار شب دوری بھی آفت ہو گئے
رو رہی ہین بیٹھے ہم شمعِ سحر کے سامنے

حوصلے کیا کیا نہ تھی عرضِ زمانے کے مگر
بات بھی نکلی نہ منہ سے نامہ بر کی سامنے

امتحانِ ہمتِ قاتل کی حسرت دل مین ہے
سر بکف پھرتی ہین شمشیرِ دو سر کے سامنے

سنتے ہی کچھ آپ سی جاتا رہا ای نامہ بر
وہ خبر کیا تھی جو کہدی بیخبر کی سامنے

دلفریبی اسقدر کب تھی خدنگِ ناز مین
کرتے ہو دم کوئی افسون تم جگر کی سامنے

کیون غزل تسلیم کی دل سی سنین اربابِ فن
بے ہنر کی قدر کیا اہلِ ہنر کی سامنے

یارب نہ بندگی نہ عبادت کے واسطے
زاہد پڑا ہے سجدے مین جنت کے واسطے

اللہ نے دیا ہے بت سیم تن مین کیون
مارا پھرون جہان مین دولت کے واسطے

کنج مزار سے نہین بہتر جہان مین
کوی جگہ تجرد و خلوت کے واسطے

سب کچھ دیا ہے تو نے زمانے کو ای فلک
تھوڑی زمین دی ہے مجھی تربت کے واسطے

زاہد کریگا کیا کسی کافر ادا کو پیار
دل چاہیے بتون کی محبت کے واسطے

ہر خار کی زبان تر ہی ہے کے دشت مین
کرتے دعا مین ہین مری وحشت کے واسطے

صورت دکھا کے خواب مین بولا کہ خوش رہو
اتنا بہت ہو دیدۂ حسرت کے واسطے

دل بھی جگر بھی جان بھی اللہ نے ہمین
یہ سب دیئے ہین اپنی محبت کے واسطے

جلتے رہین سوز عشق سے چپ ہین برنگ شمع
اپنی زبان نہین ہے شکایت کے واسطے

پرسش ضرور ہوگی مرے خون کی وہان
کچھ سوچ رکھیئے آپ قیامت کے واسطے

شاعر ہون ان بتون پہ نہ کسطرح جان دون
لازم ہے کچھ لگاو طبیعت کے واسطے

رہتا کہان ہے سوا بت غفلت شعار تو
آنکھین ترس گئین تری صورت کے واسطے

کیون حشر کر رہا ہے بپا او خرام ناز
کوی توقف نہ چھوڑ قیامت کے واسطے

دوزخ پناہ مانگی گی خود دیکھکر مجھے
جب دونگا اسے خدا تری رحمت کے واسطے

باغ جہان سے داغ جگر داغ دل فقط
دو پھول لیچلا ہون مین تربت کے واسطے

کیونکر لگاے آگ نہ دونون طرف رقیب
یہ دوزخی بنا ہے شرارت کے واسطے

رہنے دو تم مجھی کو شب و روز اپنے پاس
آخر کوی تو چاہیئے خدمت کے واسطے

کیونکر کسیکو شیخ بھی اچھا کہین انھین
پیدا کیا خدا نے ملامت کے واسطے

چھوڑو نہ غیر سے کبھی کہنا تم غلط
حاضر یہ سر ہے آپکی عادت کے واسطے

خوگر ہے یہ تو عیش کا صدمے اٹھائے کون
یارب ال[illegible] دل دی مصیبت کے واسطے

تسلیم ذات پاک خدائے کریم کو
پیدا کیا خدا نے شفاعت کے واسطے

عیان سوز دل اب ہوا چاہتا ہے
یہ شعلہ بھڑک کر اٹھا چاہتا ہے

خم زلف مین دل پھنسا چاہتا ہے
یہ آزاد قیدی ہوا چاہتا ہے

نہین روکتا تو زبان اپنے ناصح
مرے منہ سے اب کچھ سنا چاہتا ہے

وہ بیٹھے ہین پہلو مین غیرون کے جاکر
یہان درد دل پھر اُٹھا چاہتا ہے

نظر شرمگین انکھون پر ہی ہے پڑتی
یہ دل خاک مین اب ملا چاہتا ہے

کہا تو ہے ایدل کدھر عقل تیری
ارے ان بتون سے وفا چاہتا ہے

گئے ہین بڑے زور مین اپنے نالے
فلک اب زمین پر گرا چاہتا ہے

دیا حسن ایسا کہ عالم ہے صدقے
بتون کی خدا ای خدا چاہتا ہے

نہ گھبرا بہت کم شب غم ہے ایدل
کوئی دم مین تڑکا ہوا چاہتا ہے

کوئی بوسہ لیدے ڈال اے بت
عیرون کی گر تو دعا چاہتا ہے

ہوا دل ہی چاہِ زنخدان کا شیدا
یہ یوسف کو ملمن مین گرا چاہتا ہے

جوانی مین بوٹا سا قد پر مر چلا ہے
یہ فتنہ قیامت ہوا چاہتا ہے

مئی و جام سے منع کرتا ہے واعظ
تو اپنا سا مجھکو کیا چاہتا ہے

خوش آئی ہے پھر انکو محشر خرامی
کوئی فتنہ برپا ہوا چاہتا ہے

وہ خود جان دیتے ہین تسلیم تجھپر
ارے اور کمبخت کیا چاہتا ہے

جو مرتا ہے جیتا ہی وہ دل یہی ہے
مٹانی بنانے کے قابل یہی ہے

ہوا غواہ شمشیر قاتل یہی ہے
بھرے دم جو دشمن کا وہ دل یہی ہے

عدم کو پہونچتے ہین سب ایک دم مین
نہین تھکتے جسمین وہ منزل یہی ہے

وہ ہین دلمین مین کو نکو ڈھونڈتا ہون
سمے حق مین تحصیل حاصل یہی ہے

نکلتا نہین دم تہِ تیغ قاتل
جو مشکل نہین ہے ہی وہ مشکل یہی ہے

ترس جائیگی خواب کو چشم نرگس
چمن مین جو شور عنادل یہی ہے

اُتر نے دے تلوار کے گھاٹ قاتل
سمے بحر ہستی کا ساحل یہی ہے

ترے کون پوچھے گا ای شمع آنسو
جو بیر حمی اہل محفل یہی ہے

لحد کو ہو کیا جسم بیروح پیارا
نہین جسمین لیلے وہ محمل یہی ہے

اُدھر خود بخود کیون یہ دل کھنچ رہا ہی
خط رخ ہے یا نقش حائل یہی ہے

جفا سے بھی رہتا ہی راضی مرا دل
ترے ناز اٹھانیکے قابل یہی ہے

خدایا آتا ہے حسن بتان سے
کرے حق کو ثابت وہ باطل یہی ہے

کہونگا خدا سے دم حشر ظالم
ترے بیگناہون کا قاتل یہی ہے

بن آئے خودی کا جوش جائے جھگڑا
سر کوئے یار کی حد فاصل یہی ہے

ڈر ہی کیا ملامت سے رسوائیون سے
ابھی دل لگانے کا حاصل یہی ہے

اسی دل مین ہے جلوۂ روے روشن
بہت دن سے خورشید منزل یہی ہے

تری یاد مین دو تون عالم کو بھولا
یہی دل ہے ہوشیار و غافل یہی ہے

فلک منتخب کرکے کہتا ہے اُسکو
ہزارون مین زہرہ شمائل یہی ہے

پئے ترک مے مجھسے کہتا ہے واعظ
پڑھا لکھا دنیا مین جاہل یہی ہے

فقط عشق سے دل ہے قائم خدایا
ترے عرش اعظم کا حامل یہی ہے

لحد مین جو اُترے مسافر عدم کے
پکاری قضا پہلی منزل یہی ہے

یہ میرا دل نہین برق بیتاب تسلیم
جو بے زخم تڑپے وہ بسمل یہی ہے

اکیلا تو ہون کنج مرقد مین لیکن
بہل جائے گر دل تو محفل یہی ہے

وہ نازک ہین مین نیم جان قتل میرا
یہی سب سے آسان ہے مشکل یہی ہے

وہ کہتے ہین تسلیم سمجھے تھے تم کیا
بڑا ناز جسپر تھا وہ دل یہی ہے

چھپکے شب کو آ جاتا تو ہے
خواب مین صورت دکھا جاتا تو ہے

چھیڑتے ہو کیون سنان قہر سے
زخم دل سے مرہم ہٹا جاتا تو ہے

گرد باد دشت غربت قبر پر
خاک غم مین کچھ اوڑا جاتا تو ہے

شکر ہے وہ بعد مردن گاہ گاہ
شمع تربت پر جلا جاتا تو ہے

ہو نہو دو چار باتین بہر وصل
روز وہ آکر بنا جاتا تو ہے

یہ نہین معلوم ٹھہرے گا کہان
رنگ رو اپنا اوڑا جاتا تو ہے

اپنے کوچے مین وہ ہاتھون بیچکر
گالیان مجھکو سنا جاتا تو ہے

کیا کمی ہے جستجو مین بعد مرگ
کچھ غبار اپنا اوڑا جاتا تو ہے

قبر کو ٹھکرا کے اے تسلیم وہ
خاک مین مجھکو ملا جاتا تو ہے

مری آنکھ اُسی بات پر ہو گئے
شب وصل [illegible]

ہوا ذرہ بھی خاک سے آفتاب
تری چشم رحمت جدھر ہو گئی

اجل نے نہ چلنے نہ تھکنے دیا
یہ منزل بھی طے بیسفر ہو گئی

تری چشم فتان ہے بیمار اب
سقر پر کسی کی نظر ہو گئی

خبر دے رہے ہین یہ موی سپید
کہ شام جوانی سحر ہو گئی

برے یا بھلے ہر طرح سے غرض
یہ عمر دو روزہ بسر ہو گئی

دم صبح اے سوزش دل چلے
ارے تو بھی شمع سحر ہو گئی

وہ بیہوش تھا صورت نقش پا
مرے خاک پر بھی بسر ہو گئی

جوانی کا جوبن نہ تھے ڈھلنے لگا
گجب نچ گیا دوپہر ہو گئی

ادھر گھر سے نکلا وہ ناوک فگن
ادھر جان سینہ سپر ہو گئی

یہانتک ہین قسمت مین ناکامیان
مری آہ بھی سب بے اثر ہو گئی

وہ چھپ کر کبھی آے نہین کیا سبب
رقیبون کو شاید خبر ہو گئی

نہ مجھے دیکھتے سب ہین مین کچھ نہین
مری چشم چشم گہر ہو گئی

کیا ذبح قاتل نے ہو کر خفا
چھری مجھکو ترچھی نظر ہو گئی

ہوا سایۂ زلف بھی اونکو بار
نزاکت سے دوہری کمر ہو گئی

جو دیکھا کئے آئینہ رات دن
انھین اپنی آخر نظر ہو گئی

چمک کر نہان ہو گئی دفعتہ
جوانی فروغ شرر ہو گئی

ترپ دل کی تسلیم مین کیا کہون
جو کچھ ہونی تھی جان پر ہو گئے

تصویر کی صورت ہین نہ دلکی نہ جگر کی
کیا لے گئی سنان یار کی سینہ مین اتر کے

ہم ہین نہ خدا کے نہ بت رشک قمر کے
مثل گل بازے نہ ادھر کے نہ ادھر کے

بیٹھے ہو سر شام سے کیون بن کے سنور کے
کیجئے تو مر جان ارادے ہین کدھر کے

ہون قطع دل و جان کے کہین جلد سفر کے
دیتا جا ستمگر ہمین دو اور بھی چرکے

پیاسے ہین نہ صوم مین ہم چار پہر کے
ساقی دم افطار دی ساغر کوی بھر کے

مجھسے جو ملے چھوٹے ہوی چار پہر کے
دو بوسے ادھر کے دیئے دو بوسے ادھر کے

تصویر بنایا ہمین نقاش ازل نے
لائق تھے نہ ہم دل کے نہ قابل تھے جگر کے

دیکھا نہ کسی نے صفت شمع سحر کو / اس بزم میں مہمان تھی ہم رات ہی بھر کے
جلتا ہوں ذرا کوچہ قاتل میں ٹھہر جا / گھٹنے تو اٹھا لینے دے اے مرگ جگر کے
مل جلنے کی عادت نہ گئی خاک بھی ہو کر / دامن سے لپٹ جاتے ہیں ہر فرد بشر کے
انکار انھیں وصل سے اچھا ہمیں منظور / کیوں ناز اٹھائیں ستم مرغ سحر کے
ہوتے نہیں اپنے سے برومند سیہ رو / پھلتے نظر آئے نہ کبھی پھول سپر کے
ملتے ہیں نکلے آ کے جو صحرائے جنوں میں / کیا ہیں یہ بگولے مرے اجڑے ہوئے گھر کے
کیا کچھ نہیں گذری شب فرقت میں مگر ہاں / جیتے رہے رو پیٹ کے وعدے پہ سحر کے
سوتے ہیں سحر تک مرے سینے سے لپٹ کر / قربان میں اس طالع بیدار جگر کے
قاصد سے سوا دیکھ کے ہو مرغ قفس کو / صیاد نے پر سامنے رکھے ہیں کتر کے
ارباب صفا راز چھپانے میں ہیں کامل / آنسو کبھی دیکھے نہ رواں چشم گہر کے
ہنس ہنس کے لہو روئیں گے تیغ نہ چھیڑو / ٹانکے کہیں ٹوٹیں نہ مرے زخم جگر کے
اس باغ جہاں میں ہیں ریاعی کی شجر ہم / پھولوں کے نہ لائق ہیں نہ قابل ہیں ثمر کے
احسان لیا ہم نے نہ صحرا میں کسی کا / ٹھہرے نہ کہیں ہم کبھی سائے میں شجر کے

تسلیم کا مہمان نہوا سے غم دوراں
کیا اسکو امید سوا داغ جگر کے

کسکو اے شوق نظر آنکھیں اٹھا کر دیکھیے / وہ تو سو پردے میں جا بیٹھے ہیں کیونکر دیکھیے
شوق کہتا ہے کہ در در پھیرے لگا کر دیکھیے / جس جگہ چھپ جائے وہ خورشید پیکر دیکھیے
کیا بتائیں کیا مزہ ای شیخ مے خواری میں ہے / باب توبہ ہی کھلا تھوڑی سے پیکر دیکھیے
چارہ کیا ای حضرت دل گردش تقدیر سے / جو دکھائی اپنا برگشتہ مقدر دیکھیے
ہو چکی اغیار سے نظارہ بازی بزم میں / اب ادھر بھی اک نظر اے بندہ پرور دیکھیے
گر نہیں آتا ہے سوز محبت کا یقین / سینے پر دست حنائی آپ رکھکر دیکھیے
جگنو بنکر اڑ گئی فرقت کی شب آنکھوں سے نیند / خواب میں کیونکر تجھے اے ماہ پیکر دیکھیے
بجلی گرتے ہی دل بیتاب مضطر ہے یہاں / میری جانب آپ غیروں سے نہ ہنسکر دیکھیے
سخت جانی کا گلہ تجھ سے عبث ہے بیشتر / آپ اپنے دست نازک کا نہ خنجر دیکھیے
میں نہ مانوں گا کچھ ایسا کہدیا ہے آپ نے / مسکراتا ہے لب لبریز ساغر دیکھیے

بعد مردن پادشاہونکا کہان وہ کر و فر
گور دارا دیکھیے قبر سکندر دیکھیے

کیون کہون حسرت نکالی رات بھر یکسی مگر
آپ صورت تو ذرا آئینہ لیکر دیکھیے

کیا کہین کیا لطف ہی ای شیخ عشق یار مین
حوصلہ کچھہ ہو کسی پر آپ ہی مر دیکھیے

آپنے آنا اگر ہی رات ہوتے ہی سحر
راہ کبتک آپکی اسے ماہ پیکر دیکھیے

پاون کو محتاج سکیش دور ساقی ہین نہین
خود چلا آتا ہے ہاتھون ہاتھ ساغر دیکھیے

نزع کی عالم مین یہ حسرت ہی آجائین اگر
خاک مین ملنے سے پہلے آنکو دم بھر دیکھیے

تھا انھین دونو نمین پیکان کیا کہو نمین کیا سلو
اب جگر مین آپ اس دلکی برابر دیکھیے

دونون پیارے ہین مگر اب مرگ سی فرصت کہان
روی قاتل دیکھیے یا سوئے خنجر دیکھیے

آئینہ چھٹتا نہین دم بھر بھی انکی ہاتھ سے
سامنے جب دیکھیے سد سکندر دیکھیے

مرنے والے مر چکے اب آپ آئے ہین اگر
مرقدون کے قبر کے کچھہ خاک پتھر دیکھیے

ہم تماشائی عکس ابرو آئینے مین دیکھکر
وہ ہلال عید ہی اے ماہ پیکر دیکھیے

ہمتو ای شیخ حرم کرتے ہین تجانی کی سیر
آپ بیٹھے کعبہ مین محراب و منبر دیکھیے

یہ تمنا ہی بٹھاکر سامنے ای مہر وش
آپکو حسرت بھری نظرونسے دن بھر دیکھیے

کیا دھرا ہی ہند مین تسلیم چلیے کربلا
روضہ ابن علی سبط پیمبر دیکھیے

تصویر بنین ہم عرض تمنا نکرینگے
اسنے لب خاموش کو گویا نہ کرینگے

مر جائینگے جینے کی تمنا نہ کرینگے
اس عمر رواں کا کبھی پیچھا نہ کرینگے

احباب سے بیداد کا شکوہ نہ کرینگے
ہم اپنی طرح یار کو رسوا نہ کرینگے

کیا ہوگا اگر تم نہ بلاوگے ہمین پاس
کیا دور سے بھی بیٹھ کے دیکھا نہ کرینگے

وہ پھر گئے بالین سے ہم آپ مین آکر
اب آپ مین بھی آپ سے آیا نہ کرینگے

کیا ہوگا اڑا دوگے اگر تیر ست دلکو
ہم دلکی جگہہ تیر کو سمجھا نہ کرینگے

وہ پڑہکے لفافے کو جلا دیتے ہین خط کو
اب نام بھی اپنا کبھی لکھا نہ کرینگے

اچھا نہ سہی غیر کے ہم ذکر سے گذرے
کیا اپنے مقدر کا بھی شکوہ نہ کرینگے

لو جاتے ہین پر ہم انہو کوچے مین تمہارے
دلکو بھی کبھی ڈھونڈنے آیا نہ کرینگے

تکلیف انھین ہوتی ہی نازک بدنی سے
آغوش تصور مین بھی کھینچا نہ کرینگے

چھپنے کی بدولت ہی یہ سب نالہ و فریاد ‌ ‌ رہ جائے گا پردہ جو وہ پروا نہ کرینگے
گو آپ سے ملنے کی ہمین ہو سکے تمنا ‌ ‌ پر آپ سے ملنے کی تمنا نہ کرینگے
کسطرح نہ دون دل کہ وہ فرماتے ہین اچھا ‌ ‌ ہم بھی تری آنکھون مین سمایا نہ کرینگے
چھونے سے بگڑتے ہو شب وصل مین ہم بھی ‌ ‌ تصویر کو بھی ہاتھ لگایا نہ کرینگے
امید تسلی مجھے کیا ہو کہ پئے وصل ‌ ‌ وہ وعدۂ محشر بھی گوارا نہ کرینگے
کیون بیٹھین گے بیکار بگولے کی طرح ہم ‌ ‌ کیا خاک بھی صحرا مین اوڑایا نہ کرینگے
تم ہو کہ عدو ساری ستم ہونگے زبان پہ ‌ ‌ ہم روز جزا پاس کسیکا نہ کرینگے
زاہد نہ ہمین چھیڑو گر نہ تری ضد سے ‌ ‌ تعمیر در کعبہ یہ بتخانہ کرینگے
دنیا مین خدا رکھے سلامت مری سر کو ‌ ‌ کیا جھوٹی قسم بھی کبھی کھایا نہ کرینگے
پڑھ لیتے ہین اغیار کسی قفر لیے لیکر ‌ ‌ اب انکو خط شوق بھی لکھا نہ کرینگے

توبہ کرین تسلیم مے و جام سے توبہ
ایسا نہ کیا ہے کبھی اب ہم نہ کرین گے

وحشت دل وہ نیا رنگ جنون لائی ہے ‌ ‌ ایک عالم ہے کہ عالم کا تماشای ہے
خبر فصل خزان کیا کہین سن پائی ہے ‌ ‌ خاک اوڑاتی ہوی کیون باد صبا آئی ہے
بیتہے چار طرف غم کی گھٹا چھای ہے ‌ ‌ جو کلی پھول کی ہی باغ مین کملای ہے
پھرتی ہو گی کہین اتنیک جو نہین آئی ہے ‌ ‌ یار کی طرح مری موت بھی ہرجای ہے
کیا نئی بات لب تیغ سے سن پای ہے ‌ ‌ مسکراتی ہوی جو میری قضا آئی ہے
کب مین آتا تھا عدم سے سوئے ملک ہستی ‌ ‌ زندگی واسطے مرنے کے لگا لای ہے
اگی مجائے سینہ سے حیا کس سو ہے ‌ ‌ مین ہون یا آپ ہین یا گوشۂ تنہای ہے
بحث فریاد و فغان وہ بھی تری عاشق سے ‌ ‌ قیس دیوانہ ہے مجنون ہی تو سودای ہے
دامن گل مین کبھی پہلوئے غنچہ مین کبھی ‌ ‌ تو بھی اے باد صبا ایک ہی ہرجای ہے
حیرت عشق نے تصویر بنایا ہی مجھے ‌ ‌ نہ تکلم ہے ادا ہے نہ بینائی ہے
ہون وہ میکش کہ دم لغزش مستانہ مری ‌ ‌ ایک ٹھوکر کا مرے گنبد مینای ہے
پھر اٹھا درد غم عشق تبان پیری مین ‌ ‌ بعد مدت یہ دلی جوش امیر آئی ہے
لاکھ چھپنگے نہ چھپو گے یہ غنچی منہ سے ‌ ‌ کسکے کہنے مین تو اے باد صبا آئی ہے

عشق نے لوٹ لیا خانۂ دل کو میرے
اب نہ وہ تاب و تواں ہے نہ شکیبائی ہے

گو برا ہے مرا ہونا نہ ہونا پھر بھی
کچھ تو کم گور کا مجھسے غم تنہائی ہے

ایسے ناکام کو مین کام کا کیون کر سمجھون
نقطے تک ذی نہین اس دلمین جگہہ پائی ہے

حیرت حسن ادھر سکتے مین آئینہ ادھر
آج تصویر کے تصویر تماشائی ہے

دل تو کچھ بھی نہین تم حوصلہ اسکا دیکھو
جان پر کھیل کے کس بت کا تمنائی ہے

پاس کے بیباک مجھے وصل مین بوسے دیکھو
دیدۂ روزن دیوار تماشائی ہے

پوچھتے ہین وہ رقیبون سے مرا حال تباہ
آج کیا جانئے کیا یاد مری آئی ہے

ایسے نظرون سے گرے اشک کہ جی ٹوٹ گیا
اپنے رونے پہ ہنسی آپ مجھے آئی ہے

ظلمت دشت سے گھبرائے دل وحشی کیا
مجھکو ہر غول چراغ شب تنہائی ہے

زندگی جاگتے گذری ہے گھڑی بھر دم لو
مر کے اے شور قیامت ابھی نیند آئی ہے

جی بہل جاتا ہے چل پھر کے انھین مین کم دم
ہر بگولا مجھے اک ہمدم تنہائی ہے

چھٹ گئی مر کے ہر اک درد و الم سے تسلیم
موت بھی ہمدم اعجاز مسیحائی ہے

ہماری آنکھ کس گل سے لڑی ہے
کہ مد آہ پھولون کی چھڑی ہے

ادھر مین سخت جان خنجر ادھر کند
غضب مین جان دونون کی پڑی ہے

نہین بیوجہ پر خون چشم گریان
کسی پر جسم قاتل سے لڑی ہے

یہان ہے نزع کی الجھن اور انکو
ابھی تک کنگھی چوٹی کی پڑی ہے

نہ آسے تم سہی امید مجھسے
سحر تک ملنے دی دیکر لڑی ہے

ابھی اے دل امید صبح کیسی
کہ شام ہجر کی پہلی گھڑی ہے

صفائی کا کوئی کیون واسطہ ہو
کسی کو کیا غرض ہے کیا پڑی ہے

کیا یہ رنگ کس رشک چمن نے
جو لخت دل ہے گل کی پنکھڑی ہے

زمانہ عشق کا دم بھر رہا ہے
اسی کا شکر شکوہ ہر گھڑی ہے

دعا پھر کر نہین آئی فلک سے
در اجابت پہ اب تک اڑی ہے

جو دیکھے عجز سے دنیا مین روٹے
خدا سے کم رسولون سے بڑی ہے

وہ عالم ہے شب فرقت مین تسلیم

کہ موت آگر تحیر مین کھڑی ہے

الٰہی آہ سحر جلدی کہ وہ مست شراب اُٹھی — کھلین آنکھین کہین منہ دھوئی عارض سے نقاب اُٹھے
بڑھی شرم گنہگاری جو آیا وقت پرسش کا — کفن سے منہ چھپائے قبر سے روز حساب اُٹھے
جو بیٹھے توڑ کر پاؤن کو مثل نقش پا بیٹھے — جو لُٹھے مٹ گئے اُس کوچے سے ہم خانہ خراب اُٹھے
یہی ہے لطف اے ساقی ہجوم نوجوانی کا — نہ ساغر ہاتھ سے چھوٹے نہ آگے سے شراب اُٹھے
نہین معلوم دی تشبیہ کسنے مجھسے مجنون کو — کہ صحرا مین بگولا کھاکے صدہا پیچ و تاب اُٹھے
گنہگارون نے پھینکا ہاتھ سے اعمالنامون کو — شفاعت کے لیے جسدم شہ عالیجناب اُٹھے
وہ رند بادہ پیما تھے کہ روز حشر مرقد سے — بغل مین شیشہ ہاتھون مین لیے جام شراب اُٹھے
وہ آئے بھی تو کیا آئے نہ آنا اس سے بہتر تھا — جو بیٹھے پر غضب بیٹھے جو اُٹھے پر عتاب اُٹھے
وہ تنگ مرگ ہون جسدم گیا مین ڈوب بیٹھے کو — مجھے آنکھین دکھلاتے کو لب دریا حباب اُٹھے
مٹایا صفحہ ہستی سے کیون تقدیر نے ہمکو — مگر حرف غلط تھے چھوڑ کر روے کتاب اُٹھے
کیے ہین اسقدر اعمال نازیبا اگرچہ ہین — فرشتون سے نہ محشر مین مری فرد حساب اُٹھے
ہر اک کو فتح خیبر غیر ممکن جب نظر آئے — لیے پھر ہاتھ مین تیغ دو پیکر بوتراب اُٹھے

جو بیٹھا قلق اُسنے بٹھیکر میرے پہلو مین
عدو محفل سے کیا کیا جل کے مانند کباب اُٹھے

تعجب ہے کہ اس بت کے ہین صدہا دیکھنے والے — خدا سے ایک موسیٰ وہ بھی تنہا دیکھنے والے
خدا سے بیخبر اسباب دنیا دیکھنے والے — کہان پردہ نشین یہ سب ہین پیدا دیکھنے والے
گرے ہین اب نگاہون سے بد دولت عنبر کی ور — کبھی ہم بھی تھے تیرا روے زیبا دیکھنے والے
اگر دیکھے نہ دیتے چارہ گر داغ محبت کو — مرا تم کون ہوتے ہو کلیجا دیکھنے والے
خلیل و موسیٰ و عیسیٰ جناب احمد مرسل — کیئے پیدا خدا نے اپنے کیا کیا دیکھنے والے
کبھی تو آ کے پوچھو کیون کھڑی تکتی ہو پھر دن بھر — کوئی تو دل مین رکھتے ہین تمنا دیکھنے والے
کوئی آتا نہین روکے جو انکو قتل کرنے سے — ہزارون ہین سر بالین تماشا دیکھنے والے
نہ نکلی دردمندون مین انقلاب دہر سے بیغم — تجھے پائینگے یکسان سیدھا اُلٹا دیکھنے والے
کہون کیا سرد مہری اہل محفل کی کہ مثل شمع — لگا کر آگ ہین سب دل کا شعلہ دیکھنے والے
ابھی کمسن ہو شرماو چھپو نکلو نہ گھر سے تم — شباب آنے دو پھر دیکھین گے پردا دیکھنے والے

ہزارون کی نظر پڑتی ہے محو سیر دنیا پر
تماشا بن گئے ہین خود تماشا دیکھنے والے

ہجوم قبر مین کیونکر گئین دل کی لگی اپنی
نہین پاتی تھین رہ مجبور تھے تنہا دیکھنے والے

مبارک ہو ہمین یارب فضای وادی غربت
کرین کیا باغ جنت ملکے صحرا دیکھنے والے

چمن مین تھوک دیتے ہین گلون کی مسکراہٹ پہ
لب نازک کے تیرے ہین جو ہنسنا دیکھنے والے

نظر مین کیا سمائے گلشن فردوس کا سبزہ
کہ ہم ہین یار کا دھانی دوپٹا دیکھنے والے

جو کھل کھیلا گو یہ نہین چھوڑنے والے سی محفل مین
کرینگے خوب رسوا دیکھ لینا دیکھنے والے

مبارک منعمون کو گردش رقص پری زادیان
الہی ہم ہین اس صحرا ہی مین بگولا دیکھنے والے

عدو دیکھے نہ دیکھے کہہ گئی ہین جس سے آ کر
ہمین ہین کیا ارے ظالم ہم کون رستا دیکھنے والے

کبھی دیکھا نہو گا یہ تڑپنا اپنے بسمل کا
گئے گھر پھر وہ جیتا جاگتا گھر سے جو پھر دیکھنے والے

کرین کیا غم کہ ہوگی پیش میدان قیامت مین
تمہین تو ڈھونڈ لینگے روز فردا دیکھنے والے

حقیقت کیا جھڑی کی چشم طوفان خیز کے آگے
وہ کیا قطرے کو دیکھین جو ہین دریا دیکھنے والے

بتون کو پاس ہو کیونکر حرم دل کا اے آہ
کرین کیا قدر کعبے کی کلیسا دیکھنے والے

کرو تسلیم نرگس شاعری اس بدحواسی پر
برا سب دیکھتے ہین ہم ہین اچھا دیکھنے والے

ادا کچھ اور شان حسن قدرت اور ہوتی ہے
تڑپ جاتا ہے جس سے دل وہ صورت اور ہوتی ہے

دھان زخم سے جو چوم لیتے ہین لب خنجر
وہ ارمان اور ہوتے ہین وہ حسرت اور ہوتی ہے

یہان تو وادی غربت کے کانٹے گرد مدفن ہین
چڑھالی پھول ہین جس پر وہ تربت اور ہوتی ہے

بناتا ہے عبث باتین تسلی کے لیے ہمدم
تری بہلانے سے اس دل کو وحشت اور ہوتی ہے

کفن فردوس سے لا کر فرشتے دفن کرتے ہین
شہید ناز کی توقیر و عزت اور ہوتی ہے

مین انکو چھیڑتا ہون وہ عوض رنجش کے ہنستے ہین
خدا رکھے محبت کے مروت اور ہوتی ہے

نظر کرتے ہین بے پردہ جو حسن لم یزل ہر دم
وہ آنکھین اور ہوتی ہین بصارت اور ہوتی ہے

عجب تاثیر دیکھی ہمنے اس عشق پر افسون کی
وہ جتنا کھنچتے ہین دل کو محبت اور ہوتی ہے

عیادت کے لیے آتا ہے جنکے یار بالین پر
وہ عاشق اور ہوتے ہین وہ قسمت اور ہوتی ہے

حقیقت گو نہ سمجھین اہل دنیا خاکسارون کی
خدا کے آگے انکی شان و شوکت اور ہوتی ہے

برستا رہتا ہے باران رحمت جنکے مرقد پر
وہ میت اور ہوتی ہے وہ تربت اور ہوتی ہے

پس مرن بھی وہ بھرتی ہی اپنے یار کا ہر دم
نزہ تیر ستم کا خوش ہو کر نگاہ دلکو کیا مبارک
نظر آتا ہی جلوہ نور حق سے دونون عالم کا

نہین پھرتی ہی جو اگر طبیعت ادہر ہوتی ہی
ہنساتی ہے جو غمون کو وہ لذت ایسی ہوتی ہی
جو وحدت آشنا ہین انکی کثرت او ہوتی ہی

خوشامد کی سپے مطالب نہ اے تسلیم کر باتین
لگاوٹ کر نہیے اس بت کو نفرت اور ہوتی ہے

آواز دے کیا تڑپ جگر کی — بجلی یہ نہین ہے ابر تر کی
آوارہ ہون مثل نکہت گل — اپنی نہ خبر نہ اپنے گھر کی
اس بزم جہان مین مثل شیشہ — مجھکو بھی ہوس نہین ہی سر کی
عزت کی ہوس ہی گر وطن چھوڑ — دریا مین گیا آبرو گہر کی
اے شمع نہ کر فروغ پہ ناز — ساری یہ چمک ہی رات بھر کی
اک تیر پہ جگر پر آڑا — کسنی ترچھی ادھر نظر کی
مفلس سے نگہ ملاتی ہے آنکھ — دختر رز آشنا ہے زر کی
طوفان اٹھالی ٹھہرنگی اشک — کیا یہ بھی جھڑی ہین ابر تر کی
لڑتی ہے ہر اک سی بے سبب بھی — عادت ہے بری تری نظر کی
گلگیر نے کی جلی کٹی کیا — کیون شمع نے رد کی شب سحر کی
اڑ جاؤنگا مثل بو مین صیاد — حاجت نہین مجھکو بال و پر کی
آسے ہو لحد پہ دیکھنے کو — اب بھی کسنی نہین خبر کی
آیا نہین پھر کے اس کے در سی — یارب ہو خیر نامہ بر کی
کی ضعف نے بعد مرگ تاثیر — آواز بری ہے نوحہ گر کی
مر کر بھی خیال سنگدل ہے — یہ سل نہ کبھی جگر سے سرکی
بت نکلے نہ بیٹھو وصل کی شب — کچھ باتین کرو ادھر ادھر کی
جاتے ہو عدو کے گھر غضب ہے — یہ وقت یہ دھوپ دوپہر کی
کیا اپنے فروغ پر کرون ناز — ہستی کیا جاوہ شرر کی
ارباب صفا کو کیسی غفلت — ایسا آنکھ جھپکتی ہی گہر کی
کام آسے نہ غنچے کے نہ اپنے — کیون گل کو خوشی ہی اپنے زر کی

لاتے ہین جو شمع گور پر آپ
بتی بھی جلائیے اگر کی

پھرتا نہین کوی بھی عدم سے
معلوم کیا خبر اُدھر کی

کیونکر وہ قتل پر کسین گے
ہستی کیا بال بھر کمر کی

دیکھے دو نخل طور کے پھل
سینے سے جو محرم انکے سر کی

صحرا مین بگولی کی طرح عمر
اُٹھ بیٹھ کے روز و شب بسر کی

صورت کے سخی سے رکھو نہ امید
مٹھی کھلتی نہین گہر کی

کیا پاس وفا تھا بیکسی کو
مرکر بھی نہ دو گھڑی ہی کو سر کی

تسلیم یہ ہائے ہائے کیسی
کھائی کڑی چوٹ کیا نظر کی

انکا وصال ہو اثر دود آہ سے
امید یہ نہین فلک روسیاہ سے

کار ثواب بھی نہین خالی گناہ سے
کعبے کو ہم چلے ہین کلیسا کی راہ سے

صدمے سہی ہزارون نہ باز آئے چاہ سے
بن بن گئی ہے جان پر اپنی نباہ سے

تنگ آگئے ہین اس فلک روسیاہ سے
اور آسمان بنائینگے ہم دود آہ سے

کیون دیکھون منعمونکی مین چین جبین عبث
مطلب نہ مال سے نہ غرض انکی جاہ سے

اے شاہ حسن کرتے ہو کیون عاشقونکو قتل
ہوتی ہے بادشاہ کی شوکت سپاہ سے

وہ ناتوان ہون ضعف کے باعث ہین بارہا
دب دب گیا ہون یار کی بارگاہ سے

آتا ہے بانکپن کا تمھارے مزہ مجھے
پھر دیکھنا ادھر اُسی ترچھی نگاہ سے

گلچین نہ توڑ پھول کو فصل بہار مین
ڈرتا نہین ہے بلبل بیکس کی آہ سے

مجرم ہون دیکھنے سے کیسی کہ روز حشر
ہے سامنا گدا کا برے بادشاہ سے

جاتا ہے مرنے کو چہ قاتل مین ہر گھڑی
دم دیکھے پھیر لاتا ہون مین دلکو راہ سے

منعم ہے وہ جہان مین مشہور اے کریم
ناکام کیا پھرون مین تری بارگاہ سے

تیرے خرام ناز کے فتنون کا سنکے حال
پھر پھر گئی ہے آکے قیامت بھی راہ سے

مرکر بھی آرزوے قدمبوس یار ہے
لپٹی ہوی ہے خاک مری انکی راہ سے

اللہ رے شان دیر کہ شیخ خدا پرست
آئے ہین سجدہ کرتی ہوی خانقاہ سے

آتی نہین فراق مین ظلمت کو دیکھکر
ڈرتی ہے موت بھی مری روز سیاہ سے

مین کیا کہون کہ زخم ہین میری کہان کہان
یہہ پوچھین آپ اپنی خدنگ نگاہ سے

اک حال پر فلک نہین رکھتا کسیکو بھی
بیشی کمی گئی نہ کبھی جرم ماہ سے

بیداد غیر سنکے نہ برہم ہو مہربان
پھیرو نہ منہ خدا کے لیئے دادخواہ سے

رحمت کے سامنے ہون پشیمان کس لیئے
اے شیخ باز آؤن عبث کیون گناہ سے

مرنیکے بعد آئے عیادت کو وہ ہنستے
آگاہ وہ نہتے مرے حال تباہ سے

اعلے کو کب پسند ہوا ادنے کا ارتباط
وہ دن بھی جاہ سے رہی نفرت جاہ سے

تسلیم گو مین قایل جنت نہین مگر
امید ہے جناب رسالت پناہ سے

جز شوق دید یاری اب مجھ مین کیا رہا ہے
سینے سے دم نکلکر آنکھون مین آ رہا ہے

دعوائے حسن اگر ہے پردے سے رو برو آ
گہنے بھی لن ترانی ناحق سنا رہا ہے

آوارۂ جنون ہون اس بیخودی مین مجھکو
اٹھ اٹھ کے ہر کو لا رستا بتا رہا ہے

دم مجھ مین اب کہان ہے مردہ پڑا ہوا ہون
اے چارہ گر دوا مین تو کیون بتا رہا ہے

پچھلا پہر ہے آنکھون مین نیند کیسی
وعدہ کسیکا ابتک مجھکو جگا رہا ہے

طاقت کہان جو کروٹ بدلون شب جدائی
اٹھ اٹھ کے درد دل مین مجھکو اٹھا رہا ہے

اللہ رے تغافل کب دیکھنے وہ آئے
جب دم مرا جنازہ مدفن کو جا رہا ہے

ساقی کہان کی اب [illegible] تو یہ لا جام و شیشۂ صہبا
بوندین بھی پڑ رہی ہین یا دل بھی جا رہا ہے

اے وای کاہش غم شکل ہلال مین ہون
ہر شخص انگلیون سے مجھکو بتا رہا ہے

آنسو ٹپک رہے ہین سوز الم سے دلکو
کوئی جلا رہا ہے کوئی بجھا رہا ہے

مین بھی تو دیکھون پیاری کیا چیز ہے جسے تو
شرما کے زیر دامن مجھسے چھپا رہا ہے

بتیابیون سے ہوگا ہر ایک کی زبان پر
ابتک تو راز الفت دل مین چھپا رہا ہے

لایا تھا ساتھ اپنے لاکھون خوشامدون سے
پھر دل اسی گلی مین ضد کرکے جا رہا ہے

اے دل کہان ملینگے یا آب ایسے گوہر
ہر عاشقی مین ناحق آنسو بہا رہا ہے

مرقد مین روح خوش ہے مدت کے بعد شاید
یاد آگیا ہون اسکو بالین پہ آ رہا ہے

دو کام ہین ازل سے صناع لم یزل کو
لاکھون بنا رہا ہے لاکھون مٹا رہا ہے

بد قسمتی کہون کیا ہاتھون پر اپنے قاتل
میرے لہو کے ہوتی مہدی لگا رہا ہے

نقش قدم نہ میں ہون سایہ نہ رہگذر کا
پھر خاک میں مجھے کیون گردون ملا رہا ہے

تسلیم کو کفن مین پوچھا تو جل کے بولے
جانے بلا ہماری یہ کون آرہا ہے

قلت و کثرت سے میری جان کس مشکل مین ہے
کچھ نہونے پر تمنا ہی تمنا دلمین ہے

کیون لگاوٹ اسقدر اغیار سے محفل مین ہے
مجھسے تو کہیئے کہ آخر آپکے کیا دلمین ہے

نجد مین کیا ڈھونڈھتا کیا دیکھتا محمل مین ہے
لیلیٰ پردہ نشین ای قیس تیری دلمین ہے

قتل بھی کر ڈالئے ذرات کا جھگڑا مٹے
آپ کی اے جان آسانی میری مشکل مین ہے

کیون رگڑتا ہے عبث خنجر گلے پر بار بار
جان باقی اب کہان قاتل تن بسمل مین ہے

بیخطر ہے کسقدر ملک عدم کا راستہ
چور کا کھٹکا نہ غم رہزن کا اس منزل مین ہے

جل رہا ہون مین یہان انکے لبون پر آہ گرم
ایک سوز ہجر باہم شعلہ زن دو دلمین ہے

کھا گیا مقتل مین آخر کون اے ناوک فگن
تیر مین تیرے نہ پیکان ہے نہ میری دلمین ہے

خون زخمون سے نکلتا ہے اچھل کر وقت قتل
کس قیامت کی تڑپ قاتل رگ بسمل مین ہے

مین عدم کو جا رہا ہون نارسا تقدیر سے
نامہ بر میرا ابھی تک پہلی ہی منزل مین ہے

دیکھئے طے ہوتی ہے کیون کر رہ ملک عدم
ہمسفر کوئی نہ کوئی رہبر اس منزل مین ہے

کون ہے معشوق جو ملتا نہین اغیار سے
ایک دریا دیکھ لو آغوش در ساحل مین ہے

دیکھکر آنکھون مین دم آنکھین چرا کر چل دیا
کتنی بیرحمی بت ناآشنا کی دل مین ہے

روز جانا روز پھرنا اس گلی سے نامراد
کیا مزہ تسلیم تمکو سعی بیحاصل سے ہے

ستمگر بھی ادب سے پیش مشتاق اجل بیٹھے
تمھارے تیر جب آئے جگر مین سر کے بل بیٹھے

اٹھا دو آگے سے تصویر اس بت کی مجھے ڈر ہے
مبادا دیکھکر طفل دل نادان مچل بیٹھے

سنا جسدم کہ آتا ہے وہ قاتل قتل کرنے کو
جھکا کر اپنی گردن ہم بھی مقتل مین سنبھل بیٹھے

یقین جسکو ہوا اس شوخ فتنہ گر کی چھل بل کا
وہ میری ساتھ اسکی بزم مین دم بھر کو چل بیٹھے

یہی گر سیل گریہ ہے تو اس گھر کا خدا حافظ
یقین ہے آج بیٹھیگا مری سر پر یہ کل بیٹھے

ہجوم بیخودی مین اب کہان پاس ادب ہمکو
جو اٹھے بیطرح اٹھے جو بیٹھے بے محل بیٹھے

غرور حسن مین دعوی ہے جسکو لن ترانی کا
کہو آئے مری آگے وہ پردے سے نکل بیٹھے

طبیعت چلبلی پائی ہی اس ماہ پیکر پر
سپاہی تیغ پر بیٹھے رہتی ہین علاوی عمل بیٹھے

برابر ہین رواں راہ طلب مین موج کی صورت
کہین بیٹھے نہ تھک کر آج رستی مین نکل بیٹھے

کہون کیا شیخ کی کم ظرفی اُٹھے رقص مستی کو
یہ حضرت دو ہی چلو پی کو مثل خم ابل بیٹھے

ہماری جنبش لب کو خدا جانی وہ کیا سمجھے
کہ آنکھیں پھیر لین ہوکر خفا تیور بدل بیٹھے

کہو کیونکر نہ سوز رشک سی دل خاک ہو جلکر
کہ اُٹھے اور وہ غیرون سے ہوکر ہمبغل بیٹھے

برنگ نقش پا کوئی اٹھای سے کے اٹھین ہم گر
[illegible] مشتاق اجل بیٹھے

شب وعدہ نہ آنے کی نرالی چال سوجھی [illegible]
[illegible] بیکار دو دو بدل بیٹھے

یہ کیا چھتے مین شیخ پارسا سے جی پا [illegible]
[illegible] زیر بغل بیٹھے

پہونچتی منزل مقصد کو کیونکر ناتوانی سے
[illegible] نقش پا [illegible] کی شکل بیٹھے

بہت اچھی طرح اپنی بسر ہوتی ہے مقتل مین
[illegible] تیغ کی [illegible] اُچھل بیٹھے

ظرافت دیکھیے تسلیم دل [illegible] پیری مین
ہنرمندون کی آگے پڑھتے ہین اپنی غزل بیٹھے

مہ و خورشید بدلین آسمان بدلے زمین بدلے
مگر مجھسے نہ یارب وہ بت زہرہ جبین بدلے

کہین کیا راحتین خواب اجل کی کنج مرقد مین
نہ کروٹ لی نہ پہلو حشر تک ای ہمنشین بدلے

خدا کے سامنے رسوا کرے گا یہ دم محشر
اسے دھو کچھ یہ تو قاتل رنگ خون آستین بدلے

کیا ہے مجھکو بے نام و نشان گردون نے دنیا مین
عجب کیا مٹتے مٹتے صورت حرف نگین بدلے

کرینگے خوب رسوا تجھکو یہ یاران بازاری
نہ ہو باور تو مجھسے شرط کچھ اے نازنین بدلے

صبا آہستہ چل وہ سو رہے ہین صحن گلشن مین
مبادا ہوکے برہم شکل زلف عنبرین بدلے

ہنسایا تھا مجھے کسدن جواب شب بھر رلاتا ہے
تو کب کی لے رہا ہے مجھسے ای چرخ برین بدلے

بگاڑا کیا ہے تیرا منہ بنا ہے کیون تو بیٹھا ہے
تیرے تیور ہین مجھسے کسلیے ای ہمنشین بدلے

تماشا ہے عدو کی شکل بنکر اُسنے مل آؤن
اگر صورت مری دو دن کو عشوہ آفرین بدلے

نصیحت ہو چکی ناصح اگر آیا ہے بالین پر
وہ باتین کر کہ دم بھر حالت جان حزین بدلے

ہوا اک بھی نہ دون اسکو عوض لینا تو مشکل ہے
اگر رضوان گلی سے اُسکی فردوس برین بدلے

بتون کی دید کو دیر و حرم مین پھرتے رہتے ہین
عجب مذہب ہے زندو نکا کہ ہر دن دین بدلے

ملا دیگی مٹا کر خاک مین کچھ بن نہ آئے گی
الٰہی یار کی مجھسے نہ چشم سرمگین بدلے

بہت چاہا برنگ گل ہنسی مین ٹال دون غم کو
مگر یون بھی نہ حالات دل اندوہگین بدلے

ہوا میرا نہ غیرون کا بت کافر کے الفت مین
کوئی بدلے تو کسلیے پر ایمان و دین بدلے

کہان فرصت اجل سے جو مناؤن ناشکی مین انکو
نگاہین مجھسے ہین بیکار وقت واپسین بدلے

بہت ناوک ہین سینہ مین تو انکو کھینچ لی قاتل
کسیکے تیر سے تیرا نہ تیر دلنشین بدلے

نہین پہچانتے اس حال کو پہنچے جفاؤن سے
بجا ہے تم وہی بیداد پیشہ ہم نہین بدلے

ہماری شاعری تسلیم اب ہے یہ جو ہی ایسی
خلاف فن اگر دیکھے نہ تیور نکتہ چین بدلے

سنون کیا تو نے پھر وصل کی تدبیر ایسی ہے
نہ وہ لیسے نہ اے ہمدم میری تقدیر ایسی ہے

اٹھا لی ہین وہ اٹھکر یا ہین اپنے مجھکو عزت سے
ابھی تک انکی محفل مین مری توقیر ایسی ہے

وہ روتی ہوتی ہے تو کاٹتا ہوتا ہے سر اسکا
عداوت شمع سے کیون مجھکو گلگیر ایسی ہے

جدا ہو وہ نہ قدمون سے نہ چھوڑے یہ قدم میری
جو اسکا طوق ایسا ہے میری زنجیر ایسی ہے

بگڑ جاتی ہے مشکل وصل جو ہر روز بن بن کر
تمھاری کیا خطا یارو میری تقدیر ایسی ہے

کلیجہ تھام لیتے ہین وہ سنکر نالون کو اکثر
خدا کا شکر نالون مین میری تاثیر ایسی ہے

نہ چلتی نبض ہے اپنی نہ دم رک رک کے آتا ہے
کہون کیا حالت دل اے طبیب پیر ایسی ہے

یہی کہتا ہے حسرت سے جو دم بھر دیکھ لیتا ہے
وہ خود کیا ہوگا جسکی ای خدا تصویر ایسی ہے

نہین خورشید محشر دیکھ سکتا نیم ذرہ بھی
رخ پر نور جانان مین مری تنویر ایسی ہے

اشارون سے لیا بوسہ چڑھایا اسنے ابرو کو
مری تقصیر ایسی ہے مری تعذیر ایسی ہے

شہیدونکی تیری کھلتی نہین انکھین قیامت تک
ہوا سے دامن شمشیر کی تاثیر ایسی ہے

وہ کہتے ہین نہین دم بھر بھی پیچھا چھوڑتی میرا
کسی حسرت زدہ کی خاک دامنگیر ایسی ہے

مزہ آتا ہے دلکو جنبش مژگان قاتل کا
کھٹکتی ہے کسکے سینے مین سنان تیر ایسی ہے

عدم سے عالم ایجاد تک آتا نہ محشر تک
اگر مین جانتا مجھکو ملی تقدیر ایسی ہے

گلہ مین کیا کرون اس بیرخی کا کج ادائی کا
ہمیشہ سے تری عادت بت بے پیر ایسی ہے

عبث الزام دیتا ہے تو قاتل سخت جانی کا
کلائی کچھ تیری نازک ہے کچھ شمشیر ایسی ہے

وہ قاتل ذبح کرتا ہے تہ خنجر تو ہنستا ہے
خوشی تسلیم کیا تجھکو دم تکبیر ایسی ہے

خودی تھی بھی اگر میرا دل شیدا نکل دیکھے
کہاں ڈھونڈھی تجھے جا کر کہ ان ای لم یزل دیکھے

گنہ کے سوا کیا ہی بہ کیسے اعمال نامے مین
قیامت ہو جو وہ روز جزا فرد عمل دیکھے

بہ دو ستدی سے ہین محروم سرکش باغ عالم کے
کبھی سرو چمن پھولا نہ شاخ تر پھل دیکھے

کہا کرتا ہی وہ بے مہر وفا عشاق مین کیسی
کہو دلکو ہمارے جو چکھے اپنے تل دیکھے

دھوان تک آتش ہجری نہین دیتی وہ آتش ہے
نہ باور ہو جسے مانند نخل کہنہ جل دیکھے

چھری دو مجھکو سینہ پھاڑ کر مین آپ مر جاؤن
کہانتک ہجر مین یارو کوئی راہ اجل دیکھے

ازل کو ہیچ کا احوال پوچھے کوئی شانے سے
بہت کی موشگافی پھر وہی زلفون مین بل دیکھے

نہین دلسوز بیکس کا کوئی ہیتا دم مشکل
نہین جسکو نہو مانند شمع بزم جل دیکھے

بتون کی عشق مین دل پھر گیا ہی کفر سے ایسا
صدا ناقوس کی نکلی اگر کوئی محل دیکھے

امید وصل بھلا آتی ہی حسرت کو یہ کیا کم ہے
وہ جھوٹھون بھی نہ پوچھیں مجھ سے کیسی نکل تے دیکھے

گڑے مردے اٹھاتا کون ہی گور غریبان سے
قیامت دو قدم اس فتنہ گر کے ساتھ چل دیکھے

عدو کیا جان رکھتا ہی مقابل ہوگا جو مجھسے
اگر ہو حوصلہ اک دن سر میدان نکل دیکھے

دعائین دیتی ہین احباب حسرت دیکھکر میری
خدا وہ دن کرے نخل محبت کا یہ پھل دیکھے

شگفتہ ہوگئے ای تسلیم ہمراہ جو اسے تجھکا
اگر میری غزل مین نکتہ چین کوئی خلل دیکھے

خدا کرے نہ عدو سے ملال ہو جائے
مرا بھی جو ہین میرا سا حال ہو جائے

فراق یار نہ اتنا گھلا کہ بعد فنا
پے ہم کو [illegible] کے منہ کا خلال ہو جائے

[illegible] دشمن جو ہم سیر طور پر ٹھہرے
نہاں [illegible] مین نہال ہو جائے

ادھر بھی دیکھ لو چلمن ہٹا کے ایک نظر
[illegible] دیکھ بحال ہو جائے

خیال کاکل پیچان بہت خوب ہے لیکن
[illegible] جان و بال ہو جائے

عجب نہین جو لگی دل کی پھر لگی تیر دان نہین
[illegible] لال ہو جائے

دم خرام وہ فتنے اٹھاتے چلتے ہین
[illegible] کوئی پائمال ہو جائے

بھلا یہ کم نہین حسرت بھری نظر میری
[illegible] حلال ہو جائے

فراق یار مین مرجانا بھی غنیمت ہے
[illegible] کو وصال ہو جائے

عجب نہین جو یہ زور ناتوانی ہے
کہ آپ مین نہ مجھے آنا محال ہو جائے

وہ شرمسار ہون پھر جائے پانی نہ رخ پر
جو قطرہ ریز ہن عرق انفعال ہو جائے

طرف رقیب کے جاتا ہے روز کھنڈ ذرا
کھنچے ادھر بھی تمھارا خیال ہو جائے

زبان روکون دہن سیئون کیا علاج اسکا
جو انکے سامنے صورت سوال ہو جائے

پلائے کھر کے اگر یا غفور پیر مغان
تو مئے حرام بھی مجکو حلال ہو جائے

ہمارے ملنے کو ہم لینچو اک جگہہ تصویر
بلا سے یوہین کوئی دن وصال ہو جائے

خیال خال کو دل مین جگہہ نہ دو تسلیم
کہین یہ کعبہ نہ ملک بلال ہو جائے

نہ پوچھو سامنے غیرونکے اے جان جہان دل لگی
ملو گے جب کبھی تنہا کہو نگا داستان دل لگی

وہ کہتے ہین جو کہتا ہون کبھی بتیا بیان دل لگی
سمینگے وقت فرصت جھوٹھی سچی داستان دل لگی

بلندی یہ کہان حاصل تجھے اے آسمان دل لگی
کہ جاتی سیر ہے ہر دم فضای لامکان دل لگی

نہ پوچھو خود غرض ہے یا یہ رکھتا کچھ وفا بھی ہے
حقیقت آپ کھل جائیگی وقت امتحان دل لگی

مقابل ہوتی ہے اے شمع سوز عشق پنہان سے
کہان تیری شب افروزی کہان آتش فشان دل لگی

بہت اچھی بسر ہوتی ہے شب وصل کی لیکن
بگڑ جاتی ہے حالت سنکے آوازِ اذان دل لگی

سزا دیتے ہین الفت کی کہ اُسنے کیون ہمین چاہا
اڑا دیتے ہین پہلو جب کر وہ بوٹیان دل لگی

کہین کہدے نہ جا کر کیا نکالون اپنی حسرت کو
کہ رو کر مدتون تک ہو گئی ہے رازدان دل لگی

پھلاتے منہ ہین غنچہ گل ہین پھولے اپنے جوبن پر
کہے کس سے چمن مین بلبل بے آشیان دل لگی

اڑاتی خاک دیکھا ہے کچھ صحرای غربت مین
خبر دیتی گئی ہے آج گرد کاروان دل لگی

کسی معشوق کا اسمین خیال آنے نہین دیتین
تمنائین تمھاری بن گئی ہین پاسبان دل لگی

پس مردن بھی پہلو سے لگھڑی بھر کو نہین سرکی
رفیق کنج تنہائی ہے اے قاتل سنان دل لگی

یہ مانا گھر سے دشمن کے نہین آئے ہو تم لیکن
کرون تدبیر کیا کمبخت اپنی بدگمان دل لگی

مین کتنے بھی نہین پاتا کہ وہ عیار کہتا ہے
مین سمجھا جو کہو گے بد زبان و بیزبان دل لگی

بہل جاتی ہین دونون ہجر کی شب باتون باتون مین
مری سنتا ہے دل سنتا ہون مین بتیا بیان دل لگی

نہ پوچھو کچھ بتائے نا مین وحرمان ایسی چشتی کا
خبر کیا دون ہین آوارہ و بیخانمان دل لگی

مصفا نین کیلیئے تانگون اُٹھاؤن ہاتھ کیون لحظ
کہ سب کچھ جانتا ہے وہ خدای دو جہان دل لگی

حسینان جہان کو چھیڑتا چلتا ہے رستے مین
جوانی سے سوا ہین وقت پیری خان دل لگی

ابھی ای شیخ ترکِ جام و مینا ہو نہیں سکتا
انگلیں ور بہوتی ہیں جو باتیں جوان دل کی

نئی کا سر تیغ کیا اس سے سفاک سے جالر
منائو خیر ای تسلیم اپنے زبان دل کی

شبِ یاسِ غم مری کب تک الٰہی جستجو کی ہوگی
وہ اکثر ایسے مین کہتے ہیں ابھی وہ بھی گھڑی ہوگی

کنارِ گور مین اپنی بسر کیا ایک سے ہوگی
نگریاں دیکھنے کو شکل و صورت نور کی ہوگی

مرا تو دوست ہی بلبان کا دشمن ہوا اپنا
بتوں پر گر نہ مرتے دیکھا کیونکر زندگی ہوگی

کہاں حور و پری میں وہ ثنا یہ ادا یہ نازکی ہوگی
نگریاں دیکھنے کو شکل و صورت نور کی ہوگی

نہ پوچھو بعدِ مردن بیکسی کا حال اے ہمدم
ہمارا نام لیکر کہین سر پیٹتی ہوگی

ابھی تو پرورش پرینان کرتا ہے دیکھیں کیا
جوان ہوکر کبھی تو دخترِ رز کام کی ہوگی

کہوں کیا دستِ شعلہ کیون اٹھائی ہے مری حقیقت
دعائیں مغفرت کی شمع تربت مانگتی ہوگی

یہی گر سخت جانی ہے تو وقتِ ذبح اے قاتل
کھنچا تو ہوگا خنجر پھیری ہے تیری چھری ہوگی

لبِ تیر دم ہے دم مین آسمان رنگ اور بدلے گا
مری گھر شورِ ماتم گھر مین دشمن کی خوشی ہوگی

کوئی خونین دلوں سے پوچھے بیرحمی حسینوں کی
گئی ہوگی عجب خوش چالوں مین پی ہوگی

یہ جلتی جی کی جھنکڑ ہے ہین اجل ہے تاک میں الفت
نہ رنگ دوستی ہوگا نہ طرزِ دشمنی ہوگی

دیا تھا بھولی صورت دیکھکر دل انکو طفلی مین
خبر کیا تھی ابھی سے کج ادائی بیرخی ہوگی

جسے دیکھا ہے بیٹھے بعدِ مردن خاکِ مدفن پر
خدا رکھے سلامت وہ ہماری بیکسی ہوگی

مروت آذیت اپنے یاروں مین نہیں باقی
اگر ہوگی تو عنقا کی طرح پہلے کبھی ہوگی

زمانے بھر مین ہستی لب زخمِ جگر کی سب
کبھی مین خون رو دونگا کبھی پیدا ہنسی ہوگی

نہیں ہوتے بھی ہیکی باتیں آج واعظ کی
کہین رندوں مین جاکر مفت کی پی لی ہوگی

جلائیں شمع وہ لا کر کہ ڈالیں ہار پھولوں کی
چراغِ گور بجھتا ہے دمِ ہر ایک خوشی ہوگی

سوسِ سبحانہ ناحق شوقِ نظارہ لگالا یا
مین سمجھا تھا کہ دخترِ رز بھی کوئی آدمی ہوگی

نزاکت گر یہی ہے کیا کریگا قتل اے قاتل
مرے تن پر تری تلوار پھولوں کی چھری ہوگی

بظاہر غیر سے لڑتے ہیں دلمیں خوش بھی ہیں اپنے
نہ مانوں گا نہ باہم کوئی جنگِ زرگری ہوگی

نہیں محتسب بھی تجسسی جو پیتے ای شیخ شیشہ مین
جو کوئی دیکھ لیگا کیسی شیخی کرکری ہوگی.

عطا کر نیم قطرہ مجکو بھی صدقہ خدا تیرے کا
تری دریائے رحمت مین الٰہی کیا کمی ہوگی

انشا تیری مرتا ہون ستم ہو یا عنایت ہو ۔ خوشی کی جسمین تیری ہوگی وہی میری خوشی ہوگی
غضب کی آنکو نفرت ہے کرون عرض تمنا کیا ۔ لبو تک بات آئی بھی تو حسرت سے پھری ہوگی

مرد ان کیونکر نہ مرکے رہ گئے ای تسلیم مدفن ہین ۔ نہ دشمن سامنے ہوگا نہ انکی بے رخی ہوگی

وصل کی آدھی ہوئی تدبیر آدھی رہ گئی ۔ اب ہماری گردش تقدیر آدھی رہ گئی
اسقدر صحرا نوردی کی جنون کی جوش مین ۔ گھستے گھستے پاؤن کی زنجیر آدھی رہ گئی
اب کہان تعظیم کو اٹھنا سنبھل لیتے ہین پاس ۔ انکی محفل مین مری توقیر آدھی رہ گئی
خط تو لکھا اُس بت تو خطا کو لیکن ناتمام ۔ نامہ بر کی جلدی سے تحریر آدھی رہ گئی
سنکے رو دیتی تھی پہلے اب جھکا لیتے ہین سر ۔ حیف نالو مین مری تاثیر آدھی رہ گئی
کب نکالیگا تمنا دل کی کب ہوگا وصال ۔ رات اتنی ہوئی بت کی تیر آدھی رہ گئی
کشمکش سے قاتل بیرحم کے انجام کو ۔ ٹوٹ کر دل مین سنان تیر آدھی رہ گئی
بام پر کھینچ ہٹا دی روی روشن سے نقاب ۔ آفتاب حشر کے تنویر آدھی رہ گئی
دیکھین گا سر کہان تک کاٹیگا ہاتھ اٹھکے تو ۔ شمع محفل اتنے اے گلگیر آدھی رہ گئی
پھیر لی پھیر لی آئے ہین آج اسکو دریچہ تمام ۔ رفتہ رفتہ گردش تقدیر آدھی رہ گئی
لے لیا بوسہ تو ہنسکر اب خفا بیٹھے ہین وہ ۔ عفو آدھی ہو گئی تقصیر آدھی رہ گئی
اس بت کافر نے وقت ذبح سے خلق پر ۔ جلدی مین آدھی کہی تکبیر آدھی رہ گئی
انشا ہی رعب حسن وقت ہے مہلت سے ۔ آگئی تا زبان تقریر آدھی رہ گئی
ایک عالم لوگہی سارہ زمانی کی سستی ۔ پھر بھی خواب مرگ کی تعبیر آدھی رہ گئی
دم لبے روح روان طے کر چلی ہین ضعف سے راہ ۔ آئی آگیا سینے اب تا حشر آدھی رہ گئی
جھنجری کا برا ہو گھل گئی اعضا تمام ۔ کاہش سے ہو کر جسم کی تعمیر آدھی رہ گئی
کیا خطا بہزاد کی وہ شوخ اٹھکر چلدیا ۔ کھنچتے کھنچتے یار کی تصویر آدھی رہ گئی
اس نزاکت کی مین صدقے کھینچی پھر قتل جب ۔ آدھی نکلی میان سے شمشیر آدھی رہ گئی
انتظار کرتے ہین اس بت کی دربر روز و شب ۔ شکل حرف خامہ تقدیر آدھی رہ گئی
لاکھ جھٹکا اسنے نفرت سے سر بالین گور ۔ پھر بھی سینے خاک دامنگیر آدھی رہ گئی
سخت جانی نے جو توڑا اسکی سیانی طرح ۔ ہاتھ مین سفاک کے شمشیر آدھی رہ گئی
وا ہی ناکامی کہان تسلیم کو آئی اجل ۔ جبکہ راہ روضہ شبیر آدھی رہ گئی

رگ رگ کی دم بری دم آنسکو کیا کہیے
آتی ہی جو کہتا ہی جاتے ہین خدا حافظ
مٹی مین ملاتے ہین میت کو اقارب سب
جیتے ہین جو مر مر کر دن رات حسینون پر
دشوار تھی جنبش بھی بیمار محبت کو
جس پاؤن مین ملتی تھی کل مہندی تمنا سے
مر مر کو ہوا جینا اس عمر دو روزہ مین
ہمنے تو بہت دیکھا اللہ کے جلوے کو
آفت ہی لگی دلکی معشوق ہو یا عاشق
دل بیٹھ گیا اپنا پہلو سے جو وہ اٹھے
جب مینے کہا یارو کب آؤگے تم جاکر
وہ خواب مین آئی جب نیند اڑ گئی آنکھ اپنی
ہر دم سر محفل یہ منہ سب سے ملاتا ہے
سب کچھ تو کہا راضی جاتے نہین گھر اپنے
وعدہ تھا کہ آئینگے آئے تو پس مردن
جب کوچۂ جانان مین پہونچے تو اجل آئی
گر شمع جلی جو بن محفل کا حجاب اٹھا
ای جان ابھی ٹھیرو مرلین تو چلے جانا
برسون مین وہ آب آئی گھبرا کے نہ اٹھ جائین
اتنا بھی نہین کوئی سمجھا کے انھین لائے
غفلت مین یہ جبتک بیٹھے رہی بالین پہ
اک آہ نکلتی ہی جب بیٹھکے اٹھتے ہین
گر ہم ہین حریص می ساقی تری محفل مین
معشوق ہو زیبا ہی انداز و ادا اسکی
اک آہ نکلتی ہی جب بیٹھ کے اٹھتے ہین

جینے کا یہ عالم ہی مرجانے کو کیا کہیے
ایسی سے کہو شب بھر رہجانی کو کیا کہیے
اپنی کی یہ الفت ہے بیگانے کو کیا کہیے
اُنسے کوئی یہ پوچھے مرجانے کو کیا کہیے
اس ضعف مین دنیا سے اٹھجانیکو کیا کہیے
آج اسکو سر مدفن ٹھہر جانیکو کیا کہیے
غیرت ہے کہ اب اپنی مرجانیکو کیا کہیے
کعبہ نہ اگر کہیے بتخانے کو کیا کہیے
خود شمع جلی شب بھر پروانیکو کیا کہیے
گر ضعف اسی کیون اٹھجانیکو کیا کہیے
وہ بولے کہ بیبس ہین اب آنیکو کیا کہیے
چونک اٹھی بقدر کے سو جانیکو کیا کہیے
بے شرم نہ گر کہیے پیمانے کو کیا کہیے
اب آپ کو باقی ہے فرمانیکو کیا کہیے
اس وعدے کو کیا کہیے اس آنیکو کیا کہیے
اس راہ کی منزل مین لٹجانیکو کیا کہیے
پروانیکی بیحاصل جل جانیکو کیا کہیے
اس نزع کی حالت مین گھبرانیکو کیا کہیے
اُن سے دل پر غم کی افسانیکو کیا کہیے
اس وقت مین بار و نہی یارانیکو کیا کہیے
رخصت ہوئی وہ اٹھکر ہوش آنیکو کیا کہیے
پیری مین جوانی کی یاد آنیکو کیا کہیے
شیشے کو صراحی کو پیمانیکو کیا کہیے
دو دن کی جوانی پر اترانیکو کیا کہیے
پیری مین جوانی کے ٹلجانیکو کیا کہیے

حالت ہے بری حد بھر تسلیم کی پیری میں
اب شعر کوئی اچھا فرمانے کو کیا کہیے

برنگ بوئے گل وہ آشنا نا آشنا ہی ہے — مرے آغوش میں ہر وقت ہر ہر دم جدا ہی ہے
بہت دیکھا سنا ہے دہر میں برسوں پھرا ہی ہے — کہیں اے چارہ گر اس دل کی کچھ دوا ہی ہے
نہ پوچھو مجھ سے کیوں منہ پھیرے وہ بیٹھا ہے محفل میں — کچھ اوسکا ناز بیجا ہے بظاہر کچھ خفا ہی ہے
تھکا ماندہ چھپا ہے کون اس صحرائے غربت میں — کہ چھاتی کوٹتا میری طرح ہر دم درا ہی ہے
نہیں تنہا ہنساتی چھیڑ کر غنچوں کو فصل گل — شریک ناز معشوقانہ کچھ باد صبا ہی ہے
خدا یاد آتا ہے جبدم یہ کافر ظلم کرتے ہیں — بتوں کو پیار کرنا کچھ بھلا ہے کچھ برا ہی ہے
تکلف کیا کروں میں گر وشاد حسن آتا ہے — یہ پوچھے سچ اے ہمدم گھر میں تیرے بوریا ہی ہے
مئے کہنہ پئے جاتا ہے پیہم جام بھر بھر کر — تجھے اے زاہد صد سالہ کچھ آتا مزا ہی ہے
بچایا نوح کو جسنے تلاطم سے طوفانے — وہی میرا خدا کشتی کا میری ناخدا ہی ہے
اطبا کیوں دوائیں کرتے ہیں درد محبت کی — کوئی مر کر کسی پر آجتک جیتا رہا ہی ہے
کہاں جاؤں کہاں ڈھونڈوں کہاں نام و نشاں پوچھوں — زمانے سے کہیں یاران رفتہ کا پتا ہی ہے
مجھے تم شوق سے کوسو کہ مر جاؤں فراغت ہو — یہی مجھکو تمنا ہے یہی میری دعا ہی ہے
یقیں ہے آج آئیں پاس میرے رات کو چھپکر — زبانی بھی کہا تھا قاصد سے یہی خط میں لکھا ہی ہے
مریض ہجر ہوں کہتا ہوں غم مرنیکی حسرت میں — یہی میری غذا ہی ہے یہی میری دوا ہی ہے

ہر اک گل سونگتا ہوں اسلئے تسلیم گلشن میں
کہ جز بوسے پریدہ انمیں کچھ بوئے وفا بھی ہے

کہو تو کیوں حیا آتی ہے سنکر گفتگو میری — وہی تم ہو وہی میں ہوں وہی ہے آرزو میری
میں خود کھویا ہوا ہوں اوسنے ملنے کا بھروسا کیا — ارادہ کیا مرا کیا حوصلہ کیا جستجو میری
عبث اے چشم تر فرقت میں تو آنسو بہاتی ہے — تری کچھ آبرو بڑھ جائیگی یا آبرو میری
اثر پیدا کیا تو نے نہ اے آہ جگر کوئی — ہوا ہو دور ہو میں آج سے تیرا نہ تو میری
دم محشر جلائیگی مجھے کیا آگ دوزخ کی — اوسے رحمت کی عادت التجا کرنیکی خو میری
تڑپتا لوٹتا کیوں اپنے مرنے کی دعا کرتا — خبر لیتا اگر آکر شب فرقت میں تو میری
چھری پھیرو نہ اندیشہ کرو اسکے بھرنے کا — برنگ گردن شیشہ ہے گردن بے لہو میری

تلاش یار میں گم ہو گیا ہوں آپ میں اپنا
کہ مجھکو ڈھونڈھتی پھرتی ہے ہر سو جستجو میری

مرا ہونا نہ ہونا دونوں یکسان ہے زمانے میں
خبر کی طرح شہرت ہی فقط ہے چار سو میری

کمالِ ضعف سے گر ہی چکا تھا آگے ساقی کے
نہ کرتا دستگیری بڑھ کے گر دستِ سبو میری

لپٹ جاتی ہے اوڑ کر دیکھئے خاک دامن سے
وہی مر کر بھی اے یار وہی مل چلنے کی خو میری

میں بیخود ہوں وہ بے پروا جو ملنا ہو تو کیونکر ہو
نہ اونکی جستجو مجھکو نہ اونکی آرزو میری

عبادت کے لیے بیشک چلے اینین گھڑی بھر
کہاں کہتے ہیں حالت غیر اونکے روبرو میری

مقید ہیں اسیری صورت قمری ہے محشر تک
رفاقت کر رہا ہے مر کے بھی طوق گلو میری

کہاں پائیگا سوز دل سے اشک گرم رونیکو
بحر تقلید گریہ لے حباب آبجو میری

برائی کرتا رہتا ہے وہ بدسیرت خوشامد سے
عدو کے سامنے میری عدو کی روبرو میری

ملے بھی گر پس مدت تو بیٹھے پاس غیروں کے
ملا دی خاک میں ہر سو کی تمنے جستجو میری

ز خود رفتہ ہیں دونوں آرزو سے وصل باہم ہیں
مجھے ہے جستجو اونکی او نہیں ہے جستجو میری

تسلیم سیہ رو قابل بخشش نہیں یارب
مگر حامی ہے تیری آیت لا تقنطو میری

بہار آئی گئی حالت وہی اب تک رہی دلکی
کھلائی اے صبا تو نے نہ اکدن بھی کلی دلکی

خدا کا شکر ہے جیتا ہوں گو مر مر کے جینا ہو
کہوں کیا تم سے میں حالت بری ہے یا بھلی دلکی

نہ ملتا اگر بت بیرحم سے کیوں درد و غم سہتا
ہوئی ہے دلکی دشمن دلگی قسمت دشمنی دلکی

پھڑکنا کم ہوا دم بھر نہ جیتا ہی رہیں فرق آیا
وہی حالت جگر کی میری ہے اب تک وہی دلکی

کہاں تک میں ہی سمجھاؤں کہ آخر کوئی حد بھی
پڑی ہے بند کی تمکو مجھے اے شیخ جی دلکی

نہ تھکے چارہ گر بہت چارہ گر انکو خدا دیتا
تمہارے ہاتھ ہے مشکلکشائی یا علی دلکی

شب فرقت کی تنہائی میں باتیں کرتا رہتا ہوں
مراد دل میری سنتا ہی نہیں سنتا ہوں لگی دلکی

نہ چھوڑا ساتھ مرکر بھی تہ مدفن کہ سر ہی بھر کر
نباہی خوب داغ سوز غم نے دوستی دلکی

خیالِ زلف پیچان سے ہے عشق میں ہر دم
ہم اونسے کہہ نہیں سکتے کوئی حالت کبھی دلکی

وہ کہتے ہیں کہ تمکو تمہارا دل مبارک ہو
سزاوار ہے جو حسن اپنا ہمیں کہتا ہے کمی دلکی

کبھی جب کوئی حسرت صاف سنتے ہی مگر پھر
نہ کی افسوس اکدن بھی بھی تمنے خوشی دلکی

ہمیشہ بیتی ہے اک حال پر جانِ جہان ہر دم
تمہاری زلف پیچان سے نہیں کم برہمی دلکی

فقط دیدار ہی حاصل ہی مرزم ہم آغوشی — کریگا آئینہ کیا منہہ لگا کر ہمسری دلکی
لگا لیجاتی ہی باتین بنا کر اسکی کوچی مین — تمنا کرتی رہتی ہی ہمیشہ رہبری دلکی
نہ دنیکو ہوش آتا ہی نہ آنکھین شبکو کھلتی ہین — دکھاتی کیا ہمین ہی دیکھئی یہ بیخودی دلکی
کبھی قسمت کا رونا ہی کبھی درد جدائی کا — نہین کٹتی خوشی سی چین سی کوئی گھڑی دلکی
رہین دل ہی مین وقت مرگ تک سب حسرتین اپنی — نہ اسنی کچھہ کبھی پوچھی نہ ہمنی کچھہ کہی دلکی

کہین کیا کیا مصیبت تم سہی تسلیم ہم اپنی
فراق یار مین ہر دم نئی حالت رہی دلکی

بیوفا ہمسے بے تاثیر ہو کر رہ گئی — آہ میری عرش کی زنجیر ہو کر رہ گئی
قید کی تدبیر بے تدبیر ہو کر رہ گئی — پاؤن مین موج ہوا زنجیر ہو کر رہ گئی
دیکھکر مجنون کی حالت اسقدر حیرت ہوئی — لیلی محمل نشین تصویر ہو کر رہ گئی
عمر گذری ہجر مین دیکھا نہ کچھہ لطف شباب — نوجوانی خواب بے تعبیر ہو کر رہ گئی
ناتوانی کی بدولت کاوشین کیا کیا رہین — سانس بھی میری سنان تیر ہو کر رہ گئی
آگیا کچھہ رحم قاتل نی اٹھالی تیغ تیز — حلق پر میرے فقط تکبیر ہو کر رہ گئی
آنے کا وعدہ کیا اسنے مگر آیا نہین — جذب دل کی تھوڑی سی تاثیر ہو کر رہ گئی
اب کہان وہ مہربانی وہ عنایت وہ کرم — اول اول کچھہ مری توقیر ہو کر رہ گئی
قتل کا باعث ہوا اپنا فراق یار مین — سانس آکر حلق تک شمشیر ہو کر رہ گئی
اس کمان ابرو کا ہاتھون آرزو بھی دلکی ساتھ — سینۂ نخچیر مین نخچیر ہو کر رہ گئی
تیر عشق زلف نی ایسا مشبک دل کیا — چھاتی میری دام ماہیگیر ہو کر رہ گئی
جس سی تھی امید الفت وہ بھی دشمن ہوگیا — آہ کھنچکر سینی مین شمشیر ہو کر رہ گئی
لاکھہ جھٹکا اسنے نفرت سے سر بالین گور — خاک میری پھر بھی دامنگیر ہو کر رہ گئی
اسقدر برباد کی گردون نی نایاب جہان — خاک میری صورت اکسیر ہو کر رہ گئی

پھر نہ دیکھا عمر بھر تسلیم وہ عہد شباب
آرزوی نوجوانی پیر ہو کر رہ گئی

کیا کرون گر دیر سی رکھی دوا نزدیک ہی
دور کو سون مجھسی صحت ہی قضا نزدیک ہے

آچلا ہی انکو اپنی زیب و زینت کا خیال
اب زمانہ تیرے بسینی کا خفا نزدیک ہے

جلتی جلتی مر مٹی پوچھے نہ دیر تک بھی کبھی
سبھی تھی ہم یار کی خلوت سرا نزدیک ہے

کوی دم کا میہمان ہون وقت آخر ہے مرا
کیا خوشی یا رب اثر سی گر دعا نزدیک ہے

مرغ دل سوی حقیقت تیز پر در کار ہے
آسمان کیا چیز ہی عرش خدا نزدیک ہے

ہون تصور تیشہ کیا ہو مجکو دوری کا الم
مجھسے دل دلسے دلربا نزدیک ہے

چشم بینا گر نہین حسن ازل کا کیا قصور
وہ تو گردن کی رگونسی بھی سوا نزدیک ہے

ایک دم مین پہونچے گو ہم مرکے پہونچے شتاب ہے
دار فانی سے بہت ملک بقا نزدیک ہے

خاک اڑاتی گھسلتی ہی اور کچھہ دن صبر کر
آمد فصل بہاری ای صبا نزدیک ہے

کیون غرور جاہ مین غافل تو آمادہ رہی
زندگی چند روزہ سے فنا نزدیک ہے

لی کی آجاتا ہون مین شیخ حرم کی پاس جلد
شکر ہی کعبے سی میخانہ مرا نزدیک ہے

چل بسی یاران رفتہ شور ماتم رہگیا
دور پہونچا کاروان بانگ درا نزدیک ہے

کیا کرون عرض تمنا جا کی غیرون سی عبث
مجھسے ہر دم ہر گھڑی میرا خدا نزدیک ہے

جا رہی گا خاک ای تسلیم اٹھتے بیٹھتے
ہوش مین آ منزل مقصود کیا نزدیک ہے

آئے خوشامدزن سی گرانبار کر چلے
احسان کا پہاڑ مری سر پہ دہر کے چلے

راہ طلب مین صورت دریا روان تو ہین
پر یہ خبر نہین کہ مر آئے کدھر چلے

راہ خدا کی دور ہی منزل نپو پہونچے
تل بھر نہ طی ہو کوی اگر عمر بھر چلے

ایسے عدم کو تیز گئے ہم جہان سے
جسطرح راہ شوق مین پای نظر چلے

تیار رہیے اے خدا تو اگر حکم دے ابھی
رہجائے تھک کی پای صبا اور سحر چلے

جاتی ہین اب عدم کو عدم کی تلاش مین
شاید ترا پتا وہین کچھہ ا سے ٹکر چلے

کہتی ہی خلق مر گئی تسلیم سب غلط
سیر جہان کو آئے تھے اب اپنے گھر چلے

رقیبوں سے وہ ملتے ہیں صفائی ہونیوالی ہے
مری اونکی اسی پر پھر لڑائی ہونے والی ہے

یہی شہرت ہے عالم میں جو حسن زلف زرافزونی
زمانہ بھر میں اوس بت کی خدائی ہونیوالی ہے

یہاں جینا کسے غوغائے وصل ہے اونکو حیا مانع
مری اونکی کسی دن ہاتھاپائی ہونیوالی ہے

یہی جور بتاں دنرات ہے گر اوسکے بندونپر
خدا کے سامنے اک دن دہائی ہونیوالی ہے

نہیں تو چھوڑتا چپ چپکے جانا ایکدن نالے
پشیمان تجھسے تیری پارسائی ہونیوالی ہے

ترحم آتا جاتا ہے دل صیاد ظالم میں
اسیران قفس کی اب رہائی ہونیوالی ہے

نہ گھبرا اے دل مضطر خدا حامی ہے بیکس کا
بہت جلدی تری مشکلکشائی ہونیوالی ہے

بہار آئی ہے مرغان چمن منقار کھولے ہیں
وہی پھر باغ میں نغمہ سرائی ہونیوالی ہے

یہی گر لطف دربان ہے تو اونکی خاص محفل تک
مری وہ ایک ہی دن میں رسائی ہونیوالی ہے

عبث ہر بات میں کرتا ہے مجھسے بیرخی ظالم
سبب رنجش کا اک دن یہ رکھائی ہونیوالی ہے

شباب آنے دو پھر آئینے کو الزام دینا تم
ابھی تو آفت جان خودنمائی ہونیوالی ہے

ملے ہیں تفرقہ انداز جا کر اونکی صحبت میں
کوئی دن جاتے ہیں مجھسے جدائی ہونیوالی ہے

اعزا بانٹ لینگے بعد مردن مال و دولت
جو شے ہے آج اپنی کل پرائی ہونیوالی ہے

کرین تدبیر کیا روز ازل سے اپنی قسمت میں
جو لکھی ہے برائی یا بھلائی ہونیوالی ہے

گنہگاروں کو بخشیگا خدا زاہد سے پہلے
عیان محشر میں شان کبریائی ہونیوالی ہے

زمین زیر قدم ہو گی نہو گا آسمان سر پر
دم محشر نئی قدرت نمائی ہونیوالی ہے

یہی جلدی اگر ہے قتل کرنی ہے تو اے قاتل
لہو سے میرے تیر تیری دولائی ہونیوالی ہے

وہ کہتے ہیں ہر اک کا گھورنا تسلیم چھوڑو تم
وگرنہ ہم سے بھی پھر بیوفائی ہونیوالی ہے

اونکے آنیکی خبر مشہور ہو کر رہ گئی
آج بھی قسمت مری مجبور ہو کر رہ گئی

دار پر کھینچے گئے دنیا میں حق کہنے سے ہم
گردن اپنی گردن منصور ہو کر رہ گئی

ناز سے بیٹھا لیا اوس راحت جان نے پاس
کلفت دل ہمسے کوسوں دور ہو کر رہ گئی

سامنے اوس ماہوش کے ہو گئی رنگت سپید
شمع محفل صورت کافور ہو کر رہ گئی

جب نقاب اوسنے اولٹ دی عارض پرنور سے
وہ گلی رشک فروغ طور ہو کر رہ گئی

کہدیا ہر بات پر ہان ہان مگر کچہہ بھی نہین
مینے جو درخواست کی منظور ہو کر رہ گئی

روتے روتے ہجر مین اوس گل کے یہ عالم ہوا
چشم نرگس دیدۂ ناسور ہو کر رہ گئی

سنکے رضوان سے مری نازک ادا کا حُسن ناز
صورتِ تصویر حیران حور ہو کر رہ گئی

حوصلہ بڑہکر گیا لیکن کمال ضعف سے
آہ میری عرش پر معذور ہو کر رہ گئی

بعد مردن اسقدر بہڑکی لگی دلکی کہ گور
آتش افشان صورتِ تنور ہو کر رہ گئی

اُٹہتے اُٹہتے قبر سے یاد آئی وہ زلفِ سیاہ
صبح محشر بہی شبِ دیجور ہو کر رہ گئی

روتے روتے ہجر مین انجام کو ہر چشم تر
چشم گوہر بطرح نور ہو کر رہ گئی

نازاو ٹہلے ان بتان سنگدل کے اسقدر
طبع نازک عادتاً مزدور ہو کر رہ گئی

معرفت کی کیفیت لوٹے ہوے دل مین محال
پہر کہان سے جب صراحی چور ہو کر رہ گئی

حشر سے پہلے کیا اللہ نے مجہپر کرم
روح نکلی خلد مین مغفور ہو کر رہ گئی

ذکر کچہہ یارون نے چہیڑا تہا کہ اغیار آگئے
آج بہی حالت مری مذکور ہو کر رہ گئی

جی بہر آیا روتے بے یارے کو دیکہکر
آنکہہ اپنی ساغرِ بلور ہو کر رہ گئی

تیر کہائے ہمنے اتنے آرزوے مرگ مین
چہاتی اپنی خانۂ زنبور ہو کر رہ گئی

جی چرایا جس بلا سے سب نے وہ روز ازل
جان پر تسلیم کی مامور ہو کر رہ گئی

لگاوٹ ہوتی جاتی ہے لڑائی ہوتی جاتی ہے
مری اونکی صفائی کج ادائی ہوتی جاتی ہے

شکایت کیا کرون اِس عشق مین برگشتہ بختی کی
بہلائی بہی جو کرتا ہون برائی ہوتی جاتی ہے

جو سر رکہتا ہون قدمون پر زیادہ اور کہنچتے ہین
مین جتنا اونسے ملتا ہون جدائی ہوتی جاتی ہے

بلا لیتا ہے دربان پاس اتنو مہربانی سے
درِ دلدار تک اپنی رسائی ہوتی جاتی ہے

نہین تو چہوڑتا بتخانہ اے شیخ حرم دم بہر
ذلیل و خوار تیری پارسائی ہوتی جاتی ہے

کنارہ کش ہون لیونکر زال دنیا سے میرے
کہ اچہی یا بُری حاجت روائی ہوتی جاتی ہے

جدہر دیکہو صنم خانے عوض مسجد کے بنتے ہین
بتون کی سارے عالم مین خدائی ہوتی جاتی ہے

پشیمان ہون شکایت کرکے پیش داورِ محشر
اوسی بُت کیطرف سارے صفائی ہوتی جاتی ہے

لگاوٹ کرنا چلتا ہے جو بل جاتا ہے سنتے
بتِ ناآشنا سے آشنائی ہوتی جاتی ہے

نکل آیا ہے خط پہر بہی خیال سادہ روئی ہے
ہر اک سے دلربائی خود نمائی ہوتی جاتی ہے

آمد چمن میں کس گل رنگین قبا کی ہے
ہر سمت دوڑ دھوپ نسیم صبا کی ہے

چھپتی نہیں ہے پردہ شیشہ میں دخت رز
قالب میں اسکے روح کسی خوشنما کی ہے

ساقی بڑھا دے جام و صراحی ذرا ادھر
ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں آمد گھٹا کی ہے

وہ خوش نوا ہوں آگے مرے باغ دہر میں
منقار بند بلبل نغمہ سرا کی ہے

میدان حشر میں بھی کہتا پھرونگا میں
لوٹا ہے ان بتوں نے دہائی خدا کی ہے

آئی طبیعت اپنی ہے زلف سیاہ پر
پھر بھی وہ بد بلا ہے کہ شیدا بلا کی ہے

اچھی نبھیگی یار ستمگر سے دوستی
خوگر میں صبر کا اوسے عادت جفا کی ہے

کیا پوچھتے ہو وصف سراپائے یار کو
پیدا ہر ایک عضو سے قدرت خدا کی ہے

مٹھی میں کیا ہے گر دل پرخون نہیں مرا
عادت کچھ اور آپ کے دزد حنا کی ہے

وہ بت نہ دیر میں نہ حرم میں خدا اسے
مٹی خراب دونوں جہان میں دعا کی ہے

زخم جگر سے زخم گل تر سے کم نہیں
پروا دوا کی ہے نہ تمنا شفا کی ہے

در پر ہوا اوسکے کیا ہوس سیم و زر مجھے
اکسیر خاک یار کے دولت سرا کی ہے

مانند موج راہ طلب میں رواں ہوں میں
پروا نہ خضر کی نہ ہوس رہنما کی ہے

افسوس رشک غیر سے یہ حال ہو گیا
پھر بھی بتوں سے مجھکو توقع وفا کی ہے

الٹی سمجھ کے صدقے کہ اس کم سنی میں وہ
دیتا سزا رقیب کو میری خطا کی ہے

لپٹے ہوئے ہو ملکے چھپائے ہوئے ہو منہ
کھل کھیلو یہ گھڑی نہیں پیاری حیا کی ہے

زاہد نہ چھوڑ دونگا بت و بتخانہ میں کبھی
جس روز تک حرم میں خدائی خدا کی ہے

زاہد نہ توڑ شیشۂ دل سنگ پند سے
تصویر اسمیں اک بت نازک ادا کی ہے

پہونچینگے جلد منزل مقصد کو مثل بو
خود بھی سبک ہیں اور سواری صبا کی ہے

دونوں جہان سے وہ صنم بے نیاز ہے
بس مجھے اگر ملے یہ عنایت خدا کی ہے

صیاد مست خواب ہے یہ نالۂ فغان
شامت اب آئی بلبل دستان سرا کی ہے

آغاز عشق میں نہیں انجام کی خبر
ملنے سے اوسکے ابتو خوشی انتہا کی ہے

تسلیم جاؤنگا نہ جہنم کو روز حشر
عنصر میں میرے خاک رہ مصطفیٰ کی ہے

قاتل نہ کسی کو بھی امید بر آئے
سر پر جو پڑے تیغ کمر تک اوتر آئے

یاران عدم کیا کہین کیا کام کر آئے
خالی وہ ہین گور رہا ہم خاک بھر آئے

کیا سیر عدم ہے کہ چلے جاتے ہین لاکھون
کوئی نہین پھرتا کہ کسی کی خبر آئے

تم ظلم کرو اُف نہ زبان سے کبھی نکلے
پتھر کا مری جان کہان سے جگر آئے

اپنے کو نہ دیکھا نہ پرائے کو گھڑی بھر
ہم عالم ایجاد مین مثل شرر آئے

دنیا سے غرض تھی طلب یار مین کسکو
جاتے تھے کہان بھول کے رستہ کدھر آئے

ہو دور شب ہجر مجھے غم مین ابھی سے
خورشید کی آغوش مین تارہ نظر آئے

ممکن نہین دنیا مین کوئی دل کہین بہلے
جلتے ہوئے ہم مثل شرر جب ادھر آئے

اس بزم مین جاتے کے تکلیف سے قتل
سر طاق عدم مین صفت شیشہ دھر آئے

سودا نہوا کم کسی دن راہ طلب مین
خالی جو ہوا سر تو مرے پاؤن بھر آئے

دیکھا کرون کب تک مجھے شوق سے راہین
اس کام اجل ہی عوض نامہ بر آئے

اللہ ری نزاکت جو کیا پیار شب وصل
بوسون کے نشان پھول سے رخ پر ابھر آئے

کب جان چرائی ترے ناوک سے ستمگر
کس دن نہین ہم سامنے سینہ سپر آئے

خاک قدم یار کا ملجائے جو سرمہ
موسیٰ کی طرح طور کا جلوہ نظر آئے

گر وہ نہین تسکین کے لئے ہجر مین یارب
دم بھر کے لئے مرگ عدو کی خبر آئے

بے پردہ لب بام نجاؤ مجھے ڈر ہے
قدسی نہ کہین عرش برین سے اوتر آئے

کیونکر رگ جان یا رگ اندیشہ کہون مین
کچھ ہو تو مری وہم وگمان مین کمر آئے

کیونکر کہون عشرت کی جگہ ملک عدم کو
جب روز بیابان چاک گریبان سحر آئے

محروم وطن صورت بوئے گل تر ہین
وحشت مین کسی روز نہ ہم پھر کے گھر آئے

اس عالم ایجاد سے نفرت تھی عدم مین
منظور نہ تھا دل کی بدولت مگر آئے

کیا جانئے کیا تمنے کہا تھا اُسے کر
نالے مرے جا جا کے فلک سے اوتر آئے

کچھ اور ہی جوبن ہے رخ شیخ پر اب تو
پیکر سے گلگون دم پیری نکھر آئے

کہتی ہے لحد خاک مین کیا تم نہ ملوگے
کیون آج نہا دھو کے سنور کر ادھر آئے

طفلی سے جوانی نے چھڑایا ہمین کیا کیا
پیری کی نظر دیکھکے تیور اتر آئے

کس کس سے کہین وادی غربت مین پھرے تھے
سب کہتے ہین تسلیم کہان سے کدھر آئے

رباعیات

رونا غم شبیر مین پیارا ہوگا — محشر مین شفاعت کا سہارا ہوگا
اللہ بھی اعزاز کریگا تسلیم — ہر اشک مرا عرش کا تارا ہوگا

ولہ

افسوس کہ عہد نوجوانی بگذشت — ایام نشاط و کامرانی بگذشت
پیری بسرم رسید و گفتا برخیز — غافل منشین کہ زندگانی بگذشت

ولہ

از علم خدا گشت محرم پیدا — کونین ز کن کرد بیکدم پیدا
بر قلت وہم وسعت قدرت نازم — کردست بیک لفظ دو عالم پیدا

ولہ

پروائے نہ غم نہ غمگسارست مرا — در دل نہ ہوائے روزگارست مرا
در شش جہت زمانہ حامی و کفیل — اللہ و رسول وچار یارست مرا

ولہ

اے دل نفسی بہ سفر خویش نگر — در راہ بسے مست کم و بیش نگر
ہر وقت نظر دار بسوے انجام — بیناست اگر دیدہ تو پیش نگر

ولہ

تسلیم غم حوصلہ فرسا کہئے — یا روز تمنا کی تمنا کہئے
سر پہ ہے اجل دم ہے ہو نپرا اپنا — اس کشمکش نزع مین کیا کیا کہئے

ولہ

تسلیم غم دوست گوارا نہوا — دشمن سے کبھی کچھ ہمین پیارا نہوا
افسوس زر و مال سر و جان و دل سے — ہم سب کے ہوے کوئی ہمارا نہوا

قطعات تواریخ

قطعہ تاریخ وفات دیدار شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دو شنبے کی تھی شب انتیسوین ماہ رجب کی تھی — کہ سیر اس دہر سے دیدار شاہ در رہنما آئے
ہوے عازم سو باغ ارم اس دار فانی سے — ملائک بہر استقبال سے کے مرحبا آئے

دل جان سے کہی تاریخ یہ تسلیم رضوان نے — وہ فخر اولیا وہ بادشاہ ازکیا آئے

قطعہ تاریخ وفات عبد الرحمن خانصاحب مالک مطبع نظامی کانپور

کنون عبد رحمن خان در جہان — چو گشتند از مرگ ناچار آہ
رقم کرد تسلیم تاریخ فوت — برفتہ بفردوس دیندار آہ

قطعہ تاریخ وفات والدہ نواب شیخ حسین میاں صاحب رئیس مانگرول ملک گجرات

مادر نواب عالی مرتبت چون از جہان — رونق افزا گشت سوی باغ و ایوان بہشت
از پئے تاریخ آن معصومہ عفت مآب — خامہ ام بلقیس دوران مریم ثانی نوشت

قطعہ تاریخ وفات والدہ عظمت علی خان صاحب

دریغ مادر عظمت علی خان — ازین جہان طرف ملک جاودان آمد
بگوش حوری سال فوت او گفت — عفیفہ زاہدہ مخدومہ در جنان آمد

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت فرزند نواب جامد علیخانصاحب بہادر دام اقبالہم وملکہم

بخت را نازم کہ چون نواب عالیجاہ را — از جناب حق عطا فرزند فرخ فال شد
زین نوید عشرت افزا دامن دلہای خلق — ز نگہ ... مالامال شد
از دل و جان سال تسلیم دعا گو نقش کرد — جلوہ آرا ... اقبال شد

ایضاً

چون ز میلاد پسر گشتند اکنون بہرہ مند — ہم حشم ... عالیجناب
ہر زبان حسان آمد زین نوید جان فزا — صد دعای ... مستجاب
روز و شب شد گرم ہر سو محفل رقص و سرود — ہم نوا گشتند ... رباب
شد مرتب بزم عشرت حسب ارشاد حضور — ساز و سامان ... لاجواب
مصرع تاریخ میلادش رقم تسلیم کرد — جلوہ گر ... آفتاب

قطعہ تاریخ وفات سید سید احمد صاحب ... از قصبہ نگرام علاقہ لکھنؤ

چو سید سید احمد صاحب اعزاز و تمکین آہ — از دنیا ... سوے گلزار ارم آمد
پئے تاریخ نوشتش گفت رضوان بہر در جنت — ... جم حشم آمد

تاریخ جمع دیوان میرزا محمد بیگ عاشق شاگرد جناب میرزا اصغر علیخانصاحب نسیم دہلوی مرحوم

رہی عاشق مشاعر نکتہ دان — سخن گو سخن ... شیوا بیان
کیا جمع دیوان صحت کے ساتہ — سلاست فصاحت بلاغت کے ساتہ

زبان اچھی ترکیب الفاظ چست ۔ اصول سخن گستری سب درست
بڑے حسن تدبیر سے غور سے ۔ چھپا دلکش و خوب ہر طور سے
دم ختم تسلیم آیا خیال ۔ کرون نظم مصرع کوئی ہر سال
مجھے دل سے بدقت این و آن ۔ کہا ملہم غیب نے ناگہان
یہی اسکی تاریخ ہے دلپذیر ۔ چھپا آج دیوان نایاب بے نظیر

قطعہ تاریخ طبع دیوان راجہ امیر حسن خانصاحب رئیس محمود آباد تخلص سحر

جناب سحر کا دیوان جسدم چھپ چکا بالکل ۔ ہوا عالم مین شہرہ ہر طرف افسون بیانی کا
سخنور شوق مین بھرنے لگے دم وقت نظارہ ۔ کبھی حسن مضامین کا کبھی شیرین زبانی کا
روانی دیکھکر طبع رسا کی کہتے ہین حاسد ۔ اثر ہر ایک مصرع مین ہے تیغ اصفہانی کا
زبان اچھی مضامین خوب انداز بیان دلکش ۔ یہ دیوان شاہد رعنا ہے حسن نکتہ دانی کا
فصاحت فی سلاست قرزہ رنگ اپنا جمایا ہے ۔ کہ ہر اک شعر یہ عالم ہے دریا کی روانی کا
کہا خوش ہوکے ہر سال تسلیم سخندان نے ۔ عجب دیوان چھپا یہ خسرو ملک معانی کا
۱۳۲۲ھ

ایضاً

خدا کے فضل سے چھپکر ہوا مشہور عالم مین ۔ یہ دیوان صاحب اقبال و جاہ و شوکت و فر کا
سواد سطر سے پیدا ہے خوبی زلف لیلی کی ۔ بیاض صفحہ ہے آئینہ سلمای سمن بر کا
دم نازک خیالی دی ترقی یہ بلاغت کو ۔ کہ ہر ہر شعر مین مضمون نہان ایک دفتر کا
پذیرائی عطا کر اسکو یا رب اہل معنی مین ۔ بنا کحل الجواہر مردم چشم سخنور کا
ہے تاریخ اے تسلیم لکھو مصرع دلکش ۔ چھپا دیوان کیا زیبا یہ سحر نکتہ پرور کا

قطعہ تاریخ تعمیر کوٹھی نواب عالیجناب حامد علیخانصاحب بہادر دام اقبالہم وملکہم شاہ آباد

بحکم نواب جم جاہ سر ۔ بہت خوشنما جب یہ کوٹھی یہان
کہی مینے تسلیم تاریخ سال ۔ یہ ہے بے بدل قصر جنت نشان
۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ وفات شاعر جادو بیان استاد شیوا زبان فصیح الملک نواب میرزا خان داغ دہلوی

دریغا خسرو ملک سخن داغ فصیح الملک ۔ کہ شانش از عدم آباد کمتر در جہان آمد
ازین دار فنا فرمود رحلت جانب جنت ۔ ز درد و غم لب بجان حزین دوستان آمد
شدہ ماتم سرا عالم ز مرگ ناگہان او ۔ فغان یاس و ناکامی ز دلہا تا زبان آمد
بہ ظل دامن رحمت خدا بخشد مقام او را ۔ پے روحش ہمیشہ یاد در دل ارمغان آمد
چہ خوش تاریخ اے تسلیم رضوان گفت در جنت ۔ کہ از اقلیم گیتی شاعر جادو بیان آمد

تاریخ طبع دیوان از نتیجہ افکار طبع وقار عالیجناب صاحبزادہ محمد مصطفےٰ علیخاں صاحب بہادر شررؔ پرائیوٹ سکرٹری اعلیحضرت بندگان حضور پُرنور والی رامپور

تسلیم سخنور کا دیوان چھپا جس دم — ہر نکتہ یہ بول اوٹھا ہون خالِ رخِ دلبر
گلزارِ فصاحت کا اک سرو ہے ہر مصرع — قربان بلاغت ہے الفاظ و معانی پر
حیرت ہے ہمین کیونکر اشعار کہے ایسے — مضمون و معانی سب مین ایک سے اک بہتر
اس عمر مین یہ شوخی اللہ کی قدرت ہے — کیا سحر بیانی ہے ہر شعر ہے اک نشتر
حیرت مین شررؔ لب پر یہ مصرع سال آیا — تسلیم زبان دان تو بس جینے کی باتین کر

تاریخ مصنفہ جناب گنگا پرشاد صاحب شیداؔ تلمیذ جناب تسلیم

چھپ چکا دیوان جب اوستاد کا — شوق مین چاہا لکھون تاریخ سال
دل نے اسے شیدا کہا ہنگام فکر — لکھ بہار گلشن نازک خیال ۱۳۲۶ھ

ایضاً

چھپا واہ کیا خوب دیوان یہ — ہوئی خرمی مجھکو شیدا کمال
سنِ عیسوی سال جب فکر کی — کہا دل نے تحریر نقش خیال ۱۹۰۹ء

ایضاً

حضرت تسلیم کا دیوان جب — طبع ہو کر ہو گیا جلوہ فگن
مین جو بیٹھا لکھنے کو تاریخ سال — دل یہ بولا کیون ہے شیدا پُر محن
سال سمت چاہتا ہے تو اگر — کہہ دے لاثانی خیابانِ سخن ۱۳۲۷ھ

از تصنیف لطیف حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب صہبرؔ رامپوری ارشد تلامذہ حضرت تسلیم مدظلہ

کدھر ہے تو اے ساقیٔ تنک خو — کہ چھائی ہوئی ہے گھٹا چار سو
گھٹا مین شب وصل کا رنگ ہے — عجب شادی و عیش کا ڈھنگ ہے
ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی مزے کی ہے آج — انوکھی زمانے سے شادی ہے آج
صبا چلتی ہے گدگداتی ہوئی — گلون کو چمن مین ہنساتی ہوئی
بنا بزم عشرت ہے ہر ہر گلستان — رخ گل سے رنگ خوشی ہے عیان

جس اپنے دیوے کیا ہے پلاسا قیا
صراحی سے زمزمہ ساز ہو
پہنکا دے کچہ ایسا کہ آسے امنگ
دم جوش مستی اوٹہا کر قلم
سنا ہے کہ دیوان اوستاد کا
عجب سے یہ دیوان جادو اثر
عجب اسمین خوبی عجب شان ہی
فصاحت کی ہے کان ہراک غزل
ہراک شعر کی اسکو وہ شان ہے
وہ مضمون مین درد و تاثیر ہے
ہراک لفظ دلکش ہے افسون نما
ہراک نقطہ ہے اختر ضو نشان
ہراک شعر بندش مین ایسا درست
ہراک صفحہ ہے صبح روز وصال
اگر دیکھئے حسن مین السطور
وہ چستی بندش وہ حسن بیان
وہ شوخی مضمون فکر رسا
وہ نازک خیالی وہ شستہ زبان
صفائی سخن مین یہہ آئی نظر
کہان دائرہ مین ہے نقطہ عیان
یہ ہر دائرے کو ہو اسکے کمال
رہیگا ہمیشہ ہلالی بو نہین
کشش عکس ابروے دلدار ہی
ہراک چاہتا تہا کہ چہپ جائے یہ
کیا کام یہ خوب ہی [illegible] نے

سے روح افزا اور راحت فزا
ابہی رقص ساغر بصد ناز ہو
طبیعت کا میری نکہر جائے رنگ
کرون ماجرائے ضروری رقم
بفضل خدا نسخہ اچہپ چکا
کہ ہر ایک مصرع ہے سلک گہر
دو داوین عالم کی یہہ جان ہے
اچہوتے مضامین ہین بے بدل
بلاغت دل و جان سو قربان ہی
کہ ہر ایک کہتا ہے تسخیر ہے
ہراک حرف دلچسپ حیرت فزا
بیاض ورق [illegible] روشن جہان
کہ بند قبائے بتان سو ہو چست
رخ [illegible] پڑے پہلے حسن و جمال
[illegible] کے کرب [illegible] برق طور
[illegible] گمان
کہ چمکا ہو [illegible] ذرا
[illegible] جہان
[illegible] نظر
یہہ ہی داغ قلب [illegible] آسمان
کہ نادر [illegible] ہلال
ترقی تنزل سے مطلب نہین
بہت دلربائی کو تیار ہے
تمنائے دل کاش بر آئے یہہ
کہ مطبع مین اونہین جسے شوق سے

کیا ختم چہپوا کے صحت کیساتھ
بڑی جانفشانی و محنت کیساتھ

تقاضا ہے اب سب سے تاریخ کا
مرے نام بہی حسب دلخواہ ہوا

مصنف کا تو جا دم خاص ہے
تجہے کرنا خدمت باخلاص ہے

ستم ہے کہ اسوقت مہلت نہین
مجہے سر کہجانے کی فرصت نہین

ہزارون غمون مین ہون مین مبتلا
گہڑی بہر کو غم سے نہین چہوٹتا

وگرنہ یہ موقع بہت خوب تہا
یہی وقت مدت سے مطلوب تہا

دکہاتا بہت اپنی گلکاریان
زبان قلم کی بہی درباریان

لیا کام ہرچند تدبیر سے
مگر ہوگے مجبور تقدیر سے

یہ چاہا کرون فکر تاریخ کی
مناسب ہے گر بن پڑے تو ابہی

دم فکر تاریخ دل نے کہا
تامل بہت صبیر تو نے کیا

یہہ مصرع اُٹہا [illegible] قلم [illegible] سے تو
سخن سنج ہے [illegible] شاہد [illegible]

قطعہ

[illegible] دیوان بہی [illegible] کا
چہپ گیا جب دلفریب و دلپذیر

صبیر نے لکہا ہے تاریخ سال
ہے بنام لاجواب و بے نظیر

قطعہ

چو دیوان تسلیم نازک خیال
شده طبع از سعی کان [illegible]

دم فکر تاریخ صبیر حزین
رقم زد کلامم بلیغ و فصیح

قطعہ

شکر ایزد را کہ با صد حسن صحت این زمان
طبع شد دیوان تسلیم سخنور انتخاب

گفت در کیف مسرت صبیر این مصرع سال
بادۂ گلگون نظم دلپسند و لاجواب

از نتیجہ فکر رسا سید الشعرا جناب منشی سید علی حسین صاحب ضمیم شاعر دربار رامپور

طبع ہوتے ہی یہ دیوان ہوا مطبوع عوام
مرحبا نطق خوش آہنگ زبان تسلیم

نغز گو نکتہ شناس اہل سخن ماہر فن
کیون نہو شہرۂ آفاق بیان تسلیم

خوش کن آرزوئے اہل سخن ہے یہ کلام
دل ہر مضمون نو معانی بہی ہیجان تسلیم

جادۂ نظم پہ ہر مصرعۂ موزون کی کشش
شان اردوئے معلی ہے نشان تسلیم

بزم ارباب معانی مین ہے یہ سیر چمن	حبذا نظم ہے پُر شوکت و ذیشان تسلیم
لفظ ہے مثل نگین سلک گہر ہے ہر شعر	واقعی کان جواہر ہے بیان تسلیم
کامل الفن ہے یہی صنعت سخن مین ماشاء اللہ	باکمالون مین زمن سب سے مرتبہ دان تسلیم
وصف دیوان کرون بس ہے یہ مصرعہ صمیم	مستند اہل سخن مین ہے زبان تسلیم

از نتیجہ فکر سلیم محمد عتیق الرحمن خان صاحب کلیم امیٹھوی تلمیذ جناب تسلیم لکھنوی

چھپا یہ دیوان میرا جب جناب اوستاذ نکتہ دان کا	کمال صنعت سے خوشخطی سے کرکے صد فی جسپہ خط دلبر
خیال آیا دم تمامی کہ کہئے تاریخ سال کوئی	کلیم بے مجھسے کہا یہ دل نے بیاض نقاش چمن رقم کر ١٣٢٠

دیگر

چو گردید دیوان اوستاد طبع	ز فضل خداوند گیتی نواز
پئے سال ہاتف بگوش کلیم	بفرمود گو نظم معجز طراز ١٣٢٠ھ

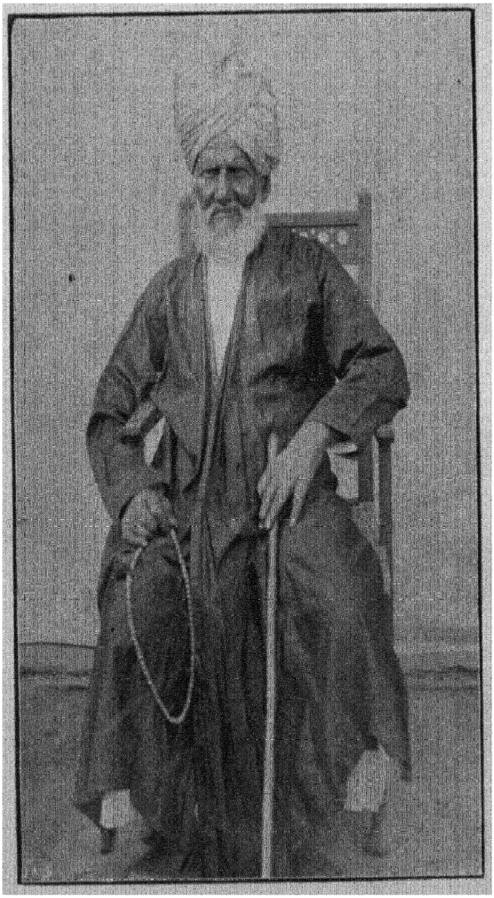

HAZRAT TASLIM

(LAKHNAWI.)

حالات مصنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افصح الفصحا قادر الکلام جناب منشی شیخ امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی کے نام نامی و اسم گرامی سے
اہل سلیم شاعری مین (اردو) بہت کم ایسے لوگ نکلین گے کہ واقفیت نرکہتے ہون جیسے ہندوستان کا
ہر گوشہ آپکے تلامذہ سے معمور ہے۔ ایسے ہی آپکا فصیح کلام ہر اصناف سخن سے سخن فہم اور
قدردانان سخن کے زبان زد ہے۔ اور کیون نہو حضرت مومن کے سلسلہ مین نواب اصغر علیخان بہادر
متخلص بہ نسیم جیسے شاعر غرا کی زندہ یادگار آج ہے کون اوسپر زمرۂ شعرا مین اس عمر کے بزرگ
اب توکیا گذشتہ زمانہ مین بھی بہت کم گذرے ہین۔ آپکی مشق شاعری کی جتنی عمر ہے۔ آجکل وہ عمر بھی
کسیکو نصیب ہونا دشوار معلوم ہوتی ہے۔ پھر اگر لکھنو کے شاہی شاعرون اور رامپور کے
بڑے بڑے جلسون مین آپ اپنے مضمون آفرینی اور صفائی بندش کی داد لیکر اور سخن فہمونکے
دلوںپر اپنی اوستادی کا سکہ جماکر اوٹھے توکیا تعجب کی بات ہے۔ دفتر زمانہ کے بہت سے
پر درد اور مسرت افزا ورق آپ کے سامنے اُلٹ گئے۔ شاہی زمانہ مین نواح لکھنو مین پیدا ہوئے
اسکے مہذب با وضع اشخاص کے گود مین پرورش پائی آنکھ کھولی تو شاہی زمانہ کے چل پہل دیکھی
ابھی شباب کی خواب نوشین مین مبتلا تھے کہ زمانہ نے کروٹ بدلی ۱۸۵۷ء کے پرآشوب انقلاب
نے خانمان برباد کیا۔ غریب الوطنی کا مہیب چہرہ نظر آیا۔ جو صدمات خیال مین نہ گذرے تھے
وہ بہ آسانی گذرے خدا خدا کرکے وہ دن بھی گذار کر مقدر رسیدہ ہوا خلد آشیان[1] کی قدردانی نے رامپور کا ممنون

[1] نواب کلب علیخاں صاحب بہادر والی ریاست رامپور کا بعد انتقال لقب ہوا ہے ۱۲

یہان وہ زمانہ رشک صد بار لکھنو و دہلی پایا ہر فن کے استاذہ کا جمگھٹا نظر آیا۔ امیر۔ اسیر۔ منیر۔ بحر۔ سحر داغ۔ جلال۔ حیا۔ صبا۔ عروج۔ یعنی۔ یمنی۔ قلق۔ رسا۔ منصور۔ جیسے با متیاز شعرا کی صف مین نمایان جگہہ ملی۔ یہ وہ نازک خیال ماہر فن اصحاب تھے کہ جنکے سامنے اچھے اچھون کو لب کہولنا مشکل ہوتا تہا مگر جناب تسلیم کی طبع سلیم نے ان اصحاب کی نظر مین بہی اپنے عزو وقار کو کحل الجواہر کی طرح ہمیشہ عزیز ہی رکہا۔ آخر اس دل خوش کن خواب کی سرتین بہی دست اجل نے چہینا شروع کین پہلے یکہہ یاران ہمشرب نے اس خرابات سے کوچ کیا پہر وہ دولہا بہی چل بسا جسکے سر اس برات کا سہرہ تہا اوس گلدستہ بند[1] کے رشتہ حیات کے قطع ہوتے ہی بقیہ پہول بکھر گئے۔ ریاست مین نئی روشنی کی تیز شعا مین چمک کر پرانی وضع کی ٹہنڈی روشنی کے عادی نظرونکو خیرہ کرنے لگین۔ مگر آپ کہ گرم و سرد عالم چشیدہ تھے ہزار طرح سے وارث ریاست[2] کے عروج اقبال کے منتظر رہے اور اس زمانہ کے تاریخ مدون کرتی رہی۔ غرضکہ یہی وہ واقعات ہین جنسے شاعر کے بحر طبیعت مین مد و جزر پیدا ہوتا ہے۔ اور ع زدریا موج گوناگون برآمد۔ کا نقشہ دکہاتا ہے۔ یہی وہ باتین ہین جنکو حیات سعدی مین مولانا حالی نے امتیازی درجہ دیا ہے۔ اور شیخ سعدی کے تکمیل کا بڑا سبب بتایا ہے۔ حقیقتاً تو یہ واقعات مفصل لکہے جانے کے قابل ہین مگر افسوس ہے میرے پاس نہ اتنا وقت نہ موجودہ حالت مین صفحات مین اتنی گنجایش کہ تفصیل کے ساتھہ لکہہ سکون۔ مگر صرف اس خیال سے کہ ایسے منفرد روزگار کا یون لاعلمی کی حالت مین بے نام و نشان دنیا سے گذر جانا ستم ہے اور ایسے باکمال کے تاریخی واقعات[2] کا تاریک رہنا ظلم ہے۔ لہذا اجمال کے ساتھہ لکھکر دفتر خیال کے ساتھہ شایع کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ البتہ آپ کے تلاندہ اور عقیدت مند احباب کی زیارت اور ناواقف اصحاب کی تعارف کے لئے یہ صورت اختیار کی گئی ہے کہ جناب ممدوح کے صحیح فوٹو کی کاپیان جو نہایت کوشش اور اہتمام سے تیار کرائی گئی ہین آپ کی تازہ تصنیف کیساتھہ شایع کردی جائین۔ امید ہے کہ اس صورت مین آپکا نام نامی مع واقعات گرامی شبیہ لاثانی۔ کچہہ دنون صفحہ ہستی پر باقی رہے ......

[1] بندگان اعلیحضرت حضور پر نور دام اقبالہم و ملکہم۔ رئیس حال سے مراد ہے ۱۲

[2] اگرچہ منشی ضمیر الدین احمد صاحب عرشی تلمیذ تسلیم نے ایک رسالہ حیات تسلیم نامی لکھا ہے لیکن طرز بیان اور نفس مطلب مین کچھہ ایسی پیچیدگیان اور غیر متعلق واقعات کچھہ ایسی کثرت سے درج ہین کہ جنکی وجہہ سے رسالہ مذکور کو فن تاریخ مین سوانح عمری کی ذیل مین جگہہ ملنا مشکل ہے اسلئے اوسکا عدم وجود برابر ہے ۱۲

یہ ظاہر کر دینا مناسب ہے کہ تمام واقعات ضبط تحریر مین آنیکے بعد حضرت تسلیم مدظلہ کو ملاحظہ کرا دی گئی ہین۔ کہ کسیکو کسی قسم کی غلطی کا احتمال نہو۔

جناب تسلیم کا نام نامی محمد امیر اللہ ہے اور قوم رافضی آپ حنفی مذہب رکھتے ہین قدیمی وطن بدیع السرائ یہ مضافات دریا آباد زان بعد منگلسے نواح فیض آباد ہے۔ اسی مقام پر آپکی ولادت باسعادت کا ظہور ۱۲۳۴ھ[1] مین ہوا۔ آپکی والد ماجد کا اسم گرامی مولوی شیخ عبد الصمد اور جد امجد نام نامی شیخ امان اللہ ہے موضع حسن پور بہاڑپور آپکے دادا کی جاگیری مواضعات[2] تھے۔ آپکے والد مولوی عبد الصمد صاحب شاہ اودہ کے ملازم تھے۔ یعنے دہنی خان کی پلٹن مین بعہدۂ اولشداری[3] ممتاز تھے۔ بعد ولادت اپنے بزرگونکی سایۂ عاطفت مین تسلیم پرورش پاتے رہے۔ جب ہوشیار ہوے تو اپنے والد کے ہمراہ پلٹن جانے لگے ابھی جوان بھی نہین ہوے تھے کہ تفکرات[4] دنیا نے مجبور کیا اور اپنے والد ماجد کے ایک دوست کی سفارش سے پلٹن مین بزمرہ سپاہیان ملازم ہوگئے مگر ملازمت کی خدمت نہ کرتے تھے۔ کیونکہ اول تو شاہی زمانہ دوسرے ایک بڑے عہدہ دار کے بیٹے۔ غرضکہ تنخواہ ملنے لگے۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد آپکے والد سخت علیل ہوگئے یہانتک کہ زندگی سے مایوس ہوے ایک درخواست انتقال خدمت و تنخواہ بحضور محمد علیشاہ والی اودہ اس مضمون کی گذاری کہ فدوی بوجہ پیرانہ سالی قابل خدمت سرکار نہین رہا فدوی کا بیٹا امیر اللہ جوان اور قابل خدمت ہے مقرر کر دیا جائے۔ حضور شاہی سے حکم صادر ہوا کہ (موافق سوال عمل آئے) نفاذ حکم مذکور کی تاریخ سے آپ بجائے اپنے والد ماجد بعہدۂ اولشداری ممتاز ہو کر مبلغ ۔ روپیہ تنخواہ مقررہ پانے لگے

[1] آپ کہتے ہین کہ اکثر میری والدہ صاحبہ میری بچپن کی حرکات کا ذکر کرتی تہین جیسے مستورات کی عادت ہوتی ہے کہتی ہین کہ امیر اللہ اوسی سال پیدا ہوا ہے جس سال غازی الدین حیدر نواب وزیر کو انگریزون نے بادشاہ بنایا ہے ۱۲۳۴ھ حسن پور و بہاڑپور آپکے دادا شیخ امان اللہ کی جاگیری مواضعات تھے آپکے والد مولوی عبد الصمد صاحب نے محض باقتضاے جرأت مردانہ و بخیال عزت و توقیر پلٹن مین ملازمت اختیار کرلی تہی ورنہ اوسوقت کوئی ضرورت ملازمت کی نہ تہی تاہم دنیوی ہر قسم کی بیفکری حاصل تہی۔ لیکن آگے چلکر فلک کی رفتار رنگ لایا یعنی آپکے جد امجد دل اللہ و کریم النفس برادر کلان نے اپنے ایک شناسا زمیندار کو بوعدہ ادائے مالگذاری بصورت نہ وصول ہونے اصل مال گذاری اندر میعاد مقررہ کے حراست سے چھوڑ دیا۔ اتفاق سے کوئی سبیل اوس شخص سے ادائے زر سرکار کی نہو سکی۔ یہ دونون صاحب اس مطالبہ مین گرفتار ہوگئے۔ شیخ امان اللہ اپنے بیٹے اور بھائی کو اس تکلیف مین نہ دیکھ سکے اور اپنے مواضعات فروخت کر کے گیارہ ہزار نقد بابتہ ضمانت داخل سرکار کر کے رہائی دلوائی۔ اس واقعہ کے بعد زمانہ کی برگشتگی اور دنیوی ضروریات نے اپنا پورا پورا اثر کیا۔ م

[illegible]

اوس زمانہ مین سرکش زمیندار طرح طرح کی سرکشی کیا کرتے تھے خصوص سڑکین نہایت غیر محفوظ تھین کمپنی کی ڈاک کی خاص طور سے حفاظت ملازمان شاہی کو کرنا پڑتی تھی چنانچہ ایک مرتبہ آپکی پلٹن کے ایک کمپنی بھی حفاظت کیلئے کاندو کرنالہ سے بادشاہ گنج تک متعین کی گئی تھی کہ محمد حسین نامی زمیندار نے سرکاری ڈاک لوٹ لی سلیمن صاحب ریزیڈنٹ کا زمانہ تھا اونسے شاہ اودہ سے سختی کے ساتھ بدنظمی کی شکایت کی اس جرم مین وہ کمپنی موقوف کردی گئی اور آپ بھی موقوف ہوگئے ہرچند کوشش کی مگر تین سال تک کوئی نتیجہ نہین نکلا۔ اس عرصہ مین سوائے مشق شاعری کے کوئی شغل نہ تھا تین سال کے بعد کپتان مقبول الدولہ میرزا مہدی علی خان بہادر مقبول شاگرد شیخ ناسخ کی معرفت کہ اوستاد تسلیم کے بڑے دوست تھے عرضی منظوم اور قصیدہ حضور شاہی مین پیش ہوا جسپر قلم خاص سے یہ حکم منظوم لکھا گیا۔ بشنو اے خوشنویس واے خوشگو + ہر دو فن میکنی و ہر دو نیکو + اسم تو مندرج بدفتر شد + بست روپیہ مقرر شد۔ وہی ۲۰ روپیہ جو پلٹن سے ملتے تھے اب بلا خدمت جیب خاص سے ملنے لگے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد غدر ۵۷ء کے آثار نمایان ہونے لگے۔ تو پھر آپ میر حسین والی پلٹن مین اپنے قدیمی عہدہ پر ممتاز کردیئے گئے اور ایک سال سے زائد اوس پرآشوب زمانہ مین اپنی خدمات بجد وجہد ادا کرتے رہے آخر کار حیدرآباد سے جب افواج باغی منتشر ہوے تو یعقوب خان رامپوری جو حیدری پلٹن کے کمیدان تھے اور آپکے دوست تھے آپ کو لئے ہوے رامپور چلے آئے۔ رامپور آکر ایک مسجد مین قیام کیا۔ اور جو اثاثہ پاس تھا فروخت کرکے کھانے لگے۔ جب وہ بھی ختم ہوگیا تو منشی نہال الدین صاحب کے یہان تین روپیہ ماہوار پر لڑکے پڑھانے کی ملازمت اختیار کرلی فکر معاش سے کچھ فرصت ملی تو ایک قصیدہ لکھکر ولی عہد بہادر کے حضور مین پیش کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ نواب محمد کلب علیخان صاحب بہادر خلد آشیان ولی عہد تھے۔ اس تقریب سے کبھی کبھی سلام کو جانے لگے۔ اوسی زمانہ مین ایک مشاعرہ مین شرکت کی بدولت صاحبزادہ نجن خانصاحب بہادر کے یہان قیام کو جگہ ملگئی اور مسجد کی سکونت سے نجات ملی۔ اسی حالت مین کچھ عرصہ تک رامپور رہے جب گورنمنٹ کا پورا پورا انتظام ہوگیا اور راستہ وغیرہ محفوظ ہوگئے تو آپ نے لکھنو کا قصد کیا۔ اودھر بخشی لوچن لعل نے کہ آپکے والد ماجد کے شاگرد تھے ۲۰ روپیہ کی ہنڈوی بھیجی اودھر آپ نے ولی عہد بہادر سے اپنا ارادہ ظاہر کیا تو ۲۰ روپیہ ولی عہد بہادر کے سرکار سے

۵ عرضداشت منظوم کی چند متفرق اشعار بدیہ ناظرین ہین قصیدہ دیوان مطبوعہ مین موجود ہے ملاحظہ ہو۔ بعصر شہنشاہ عالی مکان — فلک آستان و ملک پاسبان

رخصتانہ عطا ہوئی - آپ رامپور سے فرخ آباد کانپور ہوتے ہوئے اپنے بھائی عبداللطیف صاحب کے پاس لکھنؤ پہنچے - دو چار روز کے بعد آپ کے بھائی صاحب نے للعہ روپیہ اور کچھ کپڑے دیکر وطن کے روانگی کی اجازت دی - آپ فرماتے ہین کہ جب مین وطن پہنچا تو والدہ ماجدہ حیات تہین - ایسی خوش ہوئین کہ مین اوس خوشی کا حال بیان نہین کر سکتا - میرے پاس اوسوقت مبلغ دو سو روپیہ تہے وہ مینے والدہ کی نذر کئے اونہون نے اوسیوقت سے صدقہ خیرات مین صرف کرنا شروع کر دیئے اور دو مہینہ مین سب صرف کر ڈالے اب فکر معاش دامنگیر ہوئی تو لکھنؤ چلا آیا بعد ایک مدت کے اوستاد نسیم نے قضا کی تو مینے یہ تاریخ کہی - کیا کہون سوختہ جانی تسلیم + داغ سوز نہانی سے ہے + اوٹھ گئے گلشن فانی سے نسیم + رشک قدسی وفغانی ہیہات + ہر طرف آتی ہے صدا + موجد شعلہ بیانی سے ہے + سینہ سے نکلی دم شیون تاریخ + ناظم پاک معانی ہیہات + جناب نسیم کی وفات کے بعد آپ نے اونکا دیوان مرتب کرکے نواب محمد تقی خان کی سرپرستی مین ۱۲۸۱ھ مین چہپوایا - نواب صاحب بعد وفات نسیم آپکے تلامذہ مین ۱۲۸۲ھ مین داخل ہوگئے اور دس روپیہ ماہوار آپکو جیب خاص سے دینے لگے - اور تعلق عہ ماہوار مطبع منشی نول کشور مین ہوگیا کچہ عرصہ تک یون مبلغ سے ماہوار ملتے رہے کہ نواب محمد تقی خان صاحب نے انتقال فرمایا - حضرت تسلیم فرماتے ہین کہ مجھے تجربہ سے یقین ہو گیا - کہ دفتر قدرت مین میرا ایک روپیہ روزینہ مقرر ہوچکا ہے اگر کسی زمانہ مین کچہ کمی ہوگئی تو کسی زمانہ مین بیشی ہو کر کمی اوسکی پوری ہوجاتی - آپ مطبع نول کشور کے ملازمت پر بسر کر رہے تہے کہ نواب کلب علیخان صاحب بہادر خلد آشیان نور اللہ مرقدہ رامپور مین مسند نشین ریاست ہوئے - اور شعر شاعری کا چرچا ہوا - ہر طرف سے بڑے بڑے نامی گرامی مشہور شعرا نواب صاحب بہادر کے

تیر بہا شنیدہ بہ - ہنر سند وہم قدردان ہنر
بہا تا قیامت چو خورشید واہ
بہ لطف و کرم ساختے ہوشمار
ز بیچارگی در غمان آدمم
بہرا ہی مہد یعلیخان قبول
بخوانم حضور شہ ہسم سکراہ

جو خاقان و قیصر بہ گیتی سمر
جگر خستہ تسلیم شوریدہ سر
با فسانہ من دم گوشدار
چہ گویم کہ از بخت برد آنچہ گذشت
مرا بود اعزاز خدمت حصول
تبشر من و گرداب سیلاب دہم

بہ شاہ بشوکت بعز و بجاہ
ز دل میکشد نالۂ غم اثر
کہ از دست گیرد ون بجان آدمم
کہ آسان انفس ہم بشکل گذشت
نویسم قصیدہ بعید عز و جاہ
بگوش گل آواز بلبل دہم

نمک خوار سرکار رضا ... صاحب
جگر خستہ تسلیم خانہ خراب

قدردانی علم دوستی عزت افزائی کا شہرہ سن سنکر آنے لگے اور خلعت ملازمت سے سرفراز ہونے لگے
چنانچہ - اسیر - امیر - منیر - بحر - سحر - داغ - جلال - حیا - صبا - عروج - غنی - عمی - قلق - رسا
منصور - وغیرہ کو اوسی نواب والاجاہ قدردان اہل کمال کے درباری شعرا ہونیکا فخر حاصل تہا -
ایکدن خلد آشیان نے دریافت فرمایا کہ تسلیم کہان ہین حاضرین مین سے کسی نے عرض کیا نولکشور کے
یہان ملازم ہین حکم دیا کہ تسلیم کو بلالو چنانچہ آپ منشی امیر احمد صاحب مینائی کے خط بہیجنے پر رامپور چلے آئے
اور مبلغ سـ کے زمرہ شعرا مین ملازم ہوگئے اور دربار مین شریک ہونے لگے - عرصہ تک یہی صورت رہی
لیکن بعد چندے سرکار نے بعہدہ نظارت منشی صابر حسین ناظر کی جگہہ پر فوجداری مین مقرر فرما دیا
اسکے بعد مختلف عہدون پر ممتاز رہے اور بجاے مـ مبلغ مـ پاتے رہے کبہی تغیر تبدل مین عـ جو صلہ
خدمت ملتی تہی بند ہوگئی تو عـ روپیہ پایا کئے غرضکہ اصلی تنخواہ مین نواب خلد آشیان عرش آشیان
نور اللہ مرقدہ کے زمانہ تک کبہی کمی نہوئی - جب اعلیحضرت بندگان حضور پر نور نواب صاحب بہادر
فرمانروائے رامپور کی مسند نشینی کا زمانہ آیا اور حضور نے سیاحت یورپ کا قصد فرمایا رامپور مین کونسل کا دور دورہ
ہوا پورانی قطع وضع کے مہذب لوگ نئی روشنی والونکی نگاہ مین کہٹکنے لگے - فیشن اور انگریزیت کا
دورا ہوا تو جناب تسلیم بہی بطور پنشن بجائے سـ کے عـ پانے لگے - ادہر سرکار والا تبار
مع اپنے اسٹاف ولایت روانہ ہوے ادہر جناب تسلیم نے سفرنامہ لکہنے کی بنیاد ڈالی -
ہمراہیون مین مولوی فرخی صاحب اوستاد فارسی سرکار ابد قرار کے ذمہ واقعات سفر کا ضبط تحریر مین
لانا قرار پایا تہا - جو بعد ترتیب سیر حامدی کے نام سے دو جلدون مین شایع ہوچکا ہے لیکن جب
سرکار والاجاہ اختتام سفر کے بعد رونق افروز رامپور ہوے اور دربار منعقد ہوا تو جناب تسلیم نے
حاضر دربار ہوکر حضور معلی دام اقبالہم وملکہم مین اپنا مرتب کیا ہوا سفرنامہ منظوم نذر گزرانا - سرکار
نہایت ہی محظوظ ہوئے اور تحیر کے ساتہہ فرمایا کہ تسلیم مولوی صاحب نے تو ہمارے ساتہہ رہکر
سفرنامہ مرتب کیا جو ابہی شایع بہی نہین ہوا ہے تمنے گہر بیٹہے کیسے نظم مین اسقدر جلد مرتب کرلیا
آپ نے جواب دیا کہ سب حضور کے اقبال کا کرشمہ ہے - نذر دینے کے بعد بوجہہ کثرت اہل دربار
آپ باہر نکل آئے بلکہ مکان چلے گئے سرکار ابد قرار نے کئی مرتبہ دریافت فرمایا کہ تسلیم کہان ہے
خدام نے بہت تلاش کیا مگر آپ نہ ملے - آپکو اوسوقت اطلاع ہوئی اور آپ اوسوقت حاضر
ہوے کہ دربار برخاست ہوچکا تہا - افسوس کہ آپکی پہلی محنت کسی خاص شخص کی دراندازی کیوجہہ سے

رائیگان گئی یعنے وہ سفرنامہ سرکاری منیر پر سے جاتا رہا اور سرکار کو بھی بجز مختلف واقعات پڑہنے کی اچھی طرح ملاحظہ کا موقع نہ ملا۔ لیکن آپ نے پہر ہمت کی دوبارہ نظم کرنا شروع کیا اور ۱۹۰۷ء میں ایک جلسہ مشاعرہ میں جو صاحبزادہ محمد مصطفےٰ علیخان صاحب بہادر پرائیوٹ سکرٹری بہادر کے دولت کدہ پر منعقد تہا اور اعلیحضرت بہی رونق افروز ہوئے تھے دوبارہ نظم کیا ہوا سفرنامہ چہبیں ہزار پانسو اشعار کا ذخیرہ ہے اور ایک مجلد تاریخ کونسل آف ریجنسی اور ایک جلد تاریخ بدیع کی جو چہپ چکی تہی مگر اسکو دوبارہ آپ نے گہٹا یا بڑہا یا ہے غرضکہ بلامبالغہ تیس ہزار سے زائد اشعار کا سرمایہ بوساطت صاحب پرائیوٹ سکرٹری بہادر پیش کیا سرکار ابد قرار بے حد خوش ہوئے اور کونسل آف ریجنسی کے زمانہ کی تاریخ کو مختلف مقامات سے عرصہ تک ملاحظہ فرماتے رہے۔ اور دریافت فرمایا کہ تسلیم کیا چاہتے ہو آپ نے کہا کہ میری تنخواہ میں جو کمی ہوگئی ہے وہ پوری کردیجائے اور فریضہ حج ادا کرنیکا انتظام فرمادیا جائے درخواست اول کی نسبت اوسیوقت حکم دیا کہ اب سے تسلیم قدیمی تنخواہ پایا کریں اور قدیمی تنخواہ پر دس روپیہ ہم اور اضافہ کرتے ہیں[۱] چالیس روپیہ اب تسلیم کو ملا کریں۔ دوسری درخواست کی نسبت خاص اور یقینی طور سے سنا ہے کہ سرکار ابد قرار نے چند اشخاص سے فرمایا کہ تسلیم پیرانہ سال ہیں شدائد سفر برداشت نکرسکیں گے۔ چنانچہ آپ آب چالیس روپیہ وظیفہ پاکر بقیہ عمر درود وظائف میں صرف فرمارہے ہیں۔ شاعری کا مشغلہ تہوڑا بہت بہی چلا جاتا ہے۔

تحصیل علم

گلستان۔ بوستان۔ یوسف زلیخا۔ سکندرنامہ۔ بہار دانش۔ مینا بازار۔ شبنم شاداب ظہوری۔ ابوالفضل وغیرہ تو جناب تسلیم نے اپنے والد ماجد مولوی عبدالصمد صاحب مرحوم سے پہلے ہی پڑہکر فارسی کی تکمیل کرچکے تہے۔ لیکن جب آپکا مستقل قیام رامپور میں ہوا ہے تو باوجود زیادتی عمر شوق تحصیل علم تازہ تہا اندنوں زمانہ میں جو بوجہ ملازمت شاہی و تردداتِ ذاتی

[۱] مؤلف حیات تسلیم۔ لکھتے ہیں ذات یہ ہے کہ نواب حامد علی خان بہادر خلد اللہ ملکہ والی رامپور کو جو شوق نہیں ممکن ہے کہ جسوقت حیات تسلیم کو عرش صاحب نے تالیف کیا ہے اسوقت تک حضور پر نور دام اقبالہم کو توجہ نہ ہو مگر اب تو جقدر ذی علم شعرا کی اس دربار میں ہے آج ہندوستان میں کہیں نظر نہیں آتی۔ یہی وہی وجہ ہے کہ اس زمانہ کے منتخب شعرا صحیح طبع شاعر آج رامپور ہی میں بکثرت موجود ہیں۔ دربار اجو توقیر سرشاعر خاص تسلیم کی اعلیحضرت نے فرمائی ہے وہ احاطہ بیان سے باہر ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲

تحصیل علم سے معذور رہے۔ درس کی کمی کو اس فرصت کے زمانہ مین پورا کیا۔ اور مولوی سلامت اللہ صاحب
سے کہ آپ سے چھوٹے بھائی تھے عربی کی تکمیل۔
تحقیق زبان۔ اردو محاورات
غزل۔ اور ۔ سے علم عروض و قافیہ کی
تکمیل حضرت نسیم کے حضور ہوے۔ اور تحقیق و تصحیح متعلق فن شاعری کا مشغلہ تو آجتک جاری ہے۔

شاعری کی ابتدا اور مختلف واقعات

آپ فرماتے ہین کہ زمانہ طفلی مین اپنے والد صاحب قبلہ سے فارسی کی چھوٹی چھوٹی کتابین مثل انشا خلیفہ وغیرہ پڑہتا تھا اوسیوقت سے میری طبیعت کا رجحان شعر و سخن کی طرف تھا۔ گو شعر نہ کہہ سکتا تھا مگر مجھ شعر سننے اور کہنے کا بیحد شوق تھا۔ جس پلٹن مین میرے والد تھے وہین ایک سپاہی میر وارث علی نامی ساکن ہانسی بریلی ملازم تھے۔ اونکو شاعری کا نہایت شوق تھا جب خدمت سرکار سے فرصت پاتی تو کسی درخت کے سایہ مین جا بیٹھتے اور شاعری کے شغل مین مصروف ہو جاتے یہانتک کہ قدر دانی سے کمیدان نے اونکی خدمت معاف کر دی تھی۔ مین کبھی کبھی اونکے پاس جا بیٹھتا اس آمد و شد مین میرا شوق اور ترقی کر گیا۔ طبیعت مین موزونیت کا قدرتی مادہ پہلے سے موجود تھا تھوڑے ہی سے خیال کرنے مین شعر کہنے لگا۔ ایک روز چند شعر کہے ایک غزل میر صاحب کو سنائی میر صاحب نے نہایت پسند کی اور کہنے لگے کہ تم ضرور شعر کہا کرو ہم تمہارا کلام دیکھا کرینگے غرضکہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ لیکن جو کچھ کہتا خود پڑہا کرتا اور مزے لیتا کسیکو سنانے کی جرات نہوتی عرصہ تک یہ حالت رہی میرے بھائی صاحب قبلہ جناب نسیم کے بڑے بھائی نواب اکبر علی خان بہادر کی غوث خوشنویسی میں شاگرد تھے اس تقریب سے مین بھی وہان جایا کرتا تھا جب بھائی صاحب کو میری شوق کی اطلاع ہوئی تو جناب نسیم کا مجھو شاگرد کرا دیا۔ مجھے بعض شعر اپنے ابتدائی اب تک یاد ہین مثلاً۔ کاوش علّه تقدیر ہو تو خاک بھی ملتی نہین + رہگیا سرگشتہ مجنون گرد محمل کر لئے + اگر بیٹھا نہین تھککر کسی سے نخل ماتم پر + غزا کے بوجھ آتی ہے کیون بال کبوتر سے +

آپ فرماتے ہین کہ غدر کے زمانہ مین جب مین رامپور آکر مسجد مین مقیم ہوا تو اوسکے دو ہی ایک روز کے بعد مشاعرہ ہوا دم رکھتے نہین غم رکھتے ہین طرح تھی مین نے بھی طرح مین غزل حسب عادت کہی شکستہ حالی مانع شرکت

علّه ناظرین جناب نسیم کے مذاق و مناسبت شاعری کا اندازہ ان اشعار سے کر سکتے ہین کہ آپکی طبیعت کس درجہ نظم و سخن کے مناسب واقع ہوے تھے ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

مشاعرہ سے تھے مگر فدا حسین کہ میرے ہموطن تھے باصرار مشاعرہ مین اس وعدہ سے لے گئے کہ مین
غزل پڑھنے کو نہین کہونگا۔ جب ہم مشاعرہ مین پہونچے تو صدر مقام پر ایک صاحب امتیازی
حیثیت سے تشریف رکھتے تھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا شہزادہ مرزا رحیم الدین حیا تخلص
آپ ہی ہین اس زمانہ مین نواب جنت یوسف علیخان بہادر مرحوم مغفور بوجہ ارتباط و اتحاد سابقہ
آپکی مناسب قدر و منزلت کرتے تھے اور بہت توقیر فرماتے تھے۔ غرضکہ مشاعرہ شروع
ہوا اور شمع کا دور مجھ تک پہونچا تو مینے شمع آگے کھسکا دی لوگون نے دوبارہ اصرار
کیا فدا حسین بول اوٹھے کہ یہ نسیم کے شاگرد ہین اور غزل بھی کہی ہے پڑھنے نہ پڑھنے کا
حال معلوم نہین۔ اب لوگونکو زیادہ اصرار کا موقع ملا۔ مجبور مجھکو غزل پڑھنا پڑی جسکا مطلع
اور ایک شعر آجتک یاد ہے۔ مطلع۔ یادگار ہستی موہوم ہم رکھتے نہین + صورت عمر روان
نقش قدم رکھتے نہین + ایک صورت پر بسر کرتے ہین زیر آسمان + صورت ماہ
دو ہفتہ بیش و کم رکھتے نہین + فرماتے ہین کہ مطلع جسوقت مینے پڑھا ہے تو شہزادہ
صاحب نے نیچوان چھوڑ دیا اور ہمہ تن میری جانب مخاطب ہوگئے۔ اور داد سخن
دیتے رہے جب غزل مین ختم کر چکا تو دریافت فرمایا کہ آپ کسکے شاگرد ہین مینے کہا نواب
اصغر علیخان دہلوی کا فرمایا وہ کسکے شاگرد ہین مینے کہا مومن خان دہلوی کے یہ سنکر
بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ یہی تو کہتا تہا کہ لکھنو والے اس رنگ کو کہنا کیا جانین
وہ تو انگیا کرتی کا مضمون خوب کہتے ہین۔

جناب تسلیم فرماتے ہین کہ بعد انتقال استاد نسیم کے مجھے اپنے کلام پر اطمینان نہوتا تہا
اسلئے بار بار دیکھتا اور غور کرتا مگر خدا نے ہر معرکہ مین آبرو رکھی اور کہین شرمندگی نہوی۔

عہ صاحب عالم مرزا رحیم الدین حیا سے اور جنت آرام گاہ نواب یوسف علی خانصاحب بہادر مغفور
نور اللہ مرقدہ سے دہلی مین اسوقت ملاقات ہوئی تہی اور مراسم بڑہی تہے جب نواب صاحب بہادر کے والد ماجد گورنمنٹ مین
بعہدہ ڈپٹی کلکٹری ممتاز تہے۔ اور رئیس ہونیکا خیال بہی نہ تہا۔ جب اپنے والد کے بعد آپ
انگریزی مین رئیس ہوئے تو آپ نے صاحب عالم کو غدر سے پہلے دہلی سے بلاکر اپنا مہمان کیا۔ اس عرصہ مین
غدر ہوگیا جسمے تاحیات صاحب عالم یہین رہے۔ بلکہ آجتک آپکی اولاد ریاست سے پرورش پارہی ہے
اور ہر رئیس نے آپکی اولاد کا بڑا انتہا خیال رکہا ہے اور یہ لوگ بہی ہر حالت مین خیر خواہ اور ثابت قدم رہے ہین ۱۲

تصانیف

آپکا پہلا دیوان قبل از اشاعت زمانہ غدر مین تلف ہوگیا اوسکے بعد نظم ارجمند- نظم دل افرز- دفتر خیال- جواب شایع ہوتا ہے مثنوی نالہ تسلیم- مثنوی شام غریبان مثنوی صبح خندان- مثنوی دل و جان- مثنوی نغمہ بلبل- مثنوی شوکت شاہجہانی- تاریخ رامپور- موسوم بہ تاریخ بدیع- طبع ہوکر اشاعت پاچکی- سفرنامہ ہزہائنس آف رامپور اورتاریخ زمانہ ایجنسی ریاست رامپور- بلا انطباع داخل کتب خانہ ریاست ہین علاوہ اس تصانیف کے اون مثنویونکا کوئی شمار نہین ہے جو باصرار احباب تصنیف فرماکر صاحب فرمائیش کو دے دین ہر دیوان قصائد مخمس مثنوی رباعیات تواریخ سے مملو ہے- صرف سفرنامہ اورتاریخ زمانہ کونسل آف ریجنسی رامپور اشعار کی تعداد اتنی ہے کہ آجکل کے مشہور شعرا کے مجموعی اشعار کا اگر شمار کیا جائے تو بہی برابر نہوسکیگی آپ کے کلام پر ریمارک بوجہ عدم گنجائیش صفحات ناظرین کے حوالہ کیا جاتا ہے اب صرف اسقدر گذارش کرنا اور باقی رہ گیا ہے کہ آپ بفضلہ تعالی ۱۰۰ سال کی عمر مین بقید حیات رامپور مین موجود ہین اگرچہ سماعت و بصارت مین بہت فرق آگیا ہے لیکن اب بہی برابر شاعری کا مشغلہ چلا جاتا ہے- آپکے تلامذہ بہی رامپور مین بکثرت موجود ہین مگر اب بوجہ پیرانہ سالی صرف چند اشخاص کے کلام کی اصلاح فرماتے ہین باقی عام سلسلہ اصلاح کو ترک کردیا ہے- فقط صادق دہلوی

تمت

قصیدہ در تہنیت واپسی از بمبئی اعلیحضرت فلک رفعت لفٹننٹ کرنل ہز ہائنس عالیجاہ فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ مخلص الدولہ ناصر الملک امیر الامرا نواب محمد حامد علیخاں بہادر مستعد جنگ جی سی آئی ای فرمانروائے رامپور خلد اللہ ملکہ

ہوا بیدار خواب ناز سے جب خسرو خاور
اٹھایا چاندنی نے فرش روئے خاک سے بستر

عروس صبح نے کچھ کچھ دکھائی جلوہ افروزی
بنا اک قرص کافوری مہ پر نور گردون پر

شب افروزی سے پائی ثابت و سیار نے فرصت
فلک پر جھلملائی صورت شمع سحر اختر

بدل دین صورتین گلزار مین عکس شعاعی نے
ہے شبنم کے قطرے روئے گل پر ریزہ اخگر

پھرے ہیں سوئے ریاست بمبئی سے یون شہ والا
کہ جیسے غرب سے مشتاق مشرق خسرو خاور

فریدون مرتبہ حامد علیخان صاحب شوکت
کہ جسکا نقشہ پا ہے تاج فرق سنجر و قیصر

مجھے حیرت ہے دون تشبیہ کس سے شان شوکت مین
نہ دارا شہ کا ہمرتبہ نہ ہمپایہ ہے اسکندر

بلندی پر جو آئی خاک اوسکے اسپ جولان کی
بنائے آسمان سپہر کحل دیدۂ اختر

جو ذکر آئے مزاج شاہ والا کی لطافت کا
دہن مین ہر زبان بنجائے موج چشمۂ کوثر

بیان کیونکر کرون مین تجربہ قانون ملکی کا
خیالات حکیمانہ ہین عقل و فکر سے باہر

فراست کارپرداز ریاست مین حکمت ہے
سیاست ہے دخل فتنہ و شر سد اسکندر

نہین مین نام کے بدکار بھی تعزیر سے بے غم
چھپا منہ مین معشوقونکے ہے ذر دہنا جا کر

جو تیغ خون فشان کھینچے وہ روز جنگ میدان مین
عدو کو زندگی بار گران ہو جان ہو دو بھر

مقابل اس شجاع دہر سے کیا فوج اعدا ہو
نکلتی ہے اجل بھی سایۂ شمشیر سے بچکر

برش دکھلائے دشمن کو اگر تیغ دو پیکر کی
نظر آئے نہ سر تن پر نہ سر پر آہنی مغفر

سپاہ زر دیکھکر ترک فلک کہتا ہے حیرت ہے
زہے قوت زہے ہمت زہے جرأت زہے تیور

دم بخشش جو دیکھے درفشانی دست ہمت کی
خجالت سے معاً بھر جائے پانی ابر نیسان پر

گرا اپنی نظرون سے جو اسکی ہمت والا
برنگ قطرۂ شبنم ہے بے آبرو گوہر

بیابانک عہد مین اسکے ستمگر مہر پیشہ ہین
کہ شیر گرسنہ چھپتا ہے غم روباہ کا کھا کر

کہلے سرتن برہنہ پھر کیون پہر تا زملنے مین
جو دیتا چرخ دون پرور گریبان آستین دامن

گریبان ہم جشن حامد علیخان آج دیتے ہین
وہ خلعت جنکے ہین پر زر گریبان آستین دامن

پڑی ہر سال کی جب سالگرہ پر جان بہی خوش ہین
ہوئی ہین جامے سے باہر گریبان آستین دامن

وہ جشن عام احسان ہے کہ سیم و زر سی گہر ہر کو
بہری ہین خلق نے یکسر گریبان آستین دامن

جم و فغفور و قیصر کو شہ والا جو خلعت دین
دہرین سب فخر سے سر پر گریبان آستین دامن

جو دیکہین آئینے مین شاہ اپنے جامہ زیبی کو
نہین ہم بخت اسکندر گریبان آستین دامن

نگاہ گرم پڑجائے جو وقت قہر دشمن پر
سماہون جل کے خاکستر گریبان آستین دامن

نسیم صبح جنت آج بزم شہ مین کیا آئے
معطر بہرتی ہے چہو کر گریبان آستین دامن

اگر شہ فرش پا انداز محفل دین عنایت سی
بنائی خسرو خاور گریبان آستین دامن

عدم سے آکو بہرتے آج سیم و زر سے بر منت
اگر رکہتے جم و قیصر گریبان آستین دامن

گہری بہر کو نہ کافی ہون دم احسان جو خلعت کی
سئین ادریس بہی تا محشر گریبان آستین دامن

جو کہینچے تیغ روز جنگ میدان مین ہزارونکو
نظر آئین پڑے بے سر گریبان آستین دامن

وہ مجمع آج بزم شاہ مین ہے خوش لباسونکا
کہ ہین سب دیکہکر ششدر گریبان آستین دامن

زمانہ کم ہوا تسلیم باز آ طول مطلب سی
کہان تک زیب لب ان پر گریبان آستین دامن

یہی وقت دعا ہے اب اوٹہا دست تمنا کو
ذریعہ مقصد سے جلدی بہر گریبان آستین دامن

الہی دہر مین جس روز تک اسباب زینت ہین
سے پئے انسان خوش منظر گریبان آستین دامن

سر مخلوق عالم پر رہین سایہ فگن ہر دم
شہ جم جاہ کے پر زر گریبان آستین دامن

ایضاً

رشتۂ امید کی میرے کہلے کیونکر گرہ
بن گئی ہے سختی ایام سے پتہر گرہ

کون کہولے جز خدائی کارساز بیکسان
سو رہی ہر کام مین قسمت مری دیکر گرہ

یاس و ناکامی سے دونو کا عجب عالم ہوا ب
دیکہتا ہون مین گرہ کو میری صورت ہر گرہ

بسکہ الجہن مین بسر ہوتی ہے اپنی زندگی
پڑتی ہر تار نفس مین دمبدم اکثر گرہ

کشمکش دونون مین ہر کہہ فاک بن پڑتی نہین
مین گرہ کو بار خاطر ہون مجہ دو بر گرہ

کہولتا ہے اک اگر ناخن سے اپنے ماہ نو / ڈالتا ہے پہار ضد سے چرخ بد اختر گرہ
دلکی الجہن کا ہے رونا دم طفلی سے ہی / اشک بنتی تہی میان دامن مادر گرہ
غم نہین عقدہ کشائی گر یہی ہے شاہ کی / ایک دن عنقا نظر آئے ملنگے بے شہپر گرہ
جم حشم **حامد علیخان** جسکے ایما سے فقط / کہلتی رہتی ہے دل مخلوق کی دن بہر گرہ
دیکہتی ہے سال کے رشتہ مین جسدم آپکو / ناز کرتی ہے خوشی سے بخت یاور پر گرہ
ساتہہ لاتی ہے نوید جشن عشرت ہر برس / آتی ہے گہر شاہ کے گویا دلہن بنکر گرہ
کون ہے جسکو نہین اس سال فرخ کی خوشی / اس گرہ پڑنے سے دلکی کہلتی ہے گہر گہر گرہ
اس تمنا مین جہکا ہے آسمان سوے زمین / چوم کر رکہہ لے کمال فخر سے سر پر گرہ
دیکہتے ہین دونون کس کس آرزو سے چرخ پر / مہر دن بہر جشن کے سامان قمر شب بہر گرہ
یہ گرہ وہ ہے کہ اسپہ صدقہ کرتا ہے مدام / اپنی زلف پر شکن کے ہر پری پیکر گرہ
نیک فالی فرخی ہر سمت ہے چہائی ہوئی / ناز کرتی آج ہے یمن و سعادت پر گرہ
خلعت وانعام سے ہے ایک عالم سرفراز / مثل حاتم آج ہے کیا کیا کرم گستر گرہ
ناخن شمشیر اگر ہو شاہ کا عقدہ کشا / دم مین وا ہو فرق دشمن کی تہ مغفر گرہ
گر نگاہ قدر دانی سے ادسے دیکہین حضور / آب و تاب و شکل و قیمت مین ہے گوہر گرہ
رشتہ رشتہ ضوفشانی سے ہے رشک کہکشان / کیا عجب عقد ثریا کی بنے ہمسر گرہ
ہے رضای شہ جو سوے فرش مخمل پہ عدو / واللہ ہے ہر خواب مین یہ چرخ افسونگر گرہ
نیند کا آنا تو کیسا رگ ماہی کی طرح / رات بہر تڑپاے چہبہ کر صورت نشتر گرہ
آرزو ہے دہر مین تسلیم زیر آسمان / ہر برس آنکہون سے مین دیکہون یہ خوش منظر گرہ

رشتہ عمر ابد پیوند مین پروردگار
شادمانی سے پڑے ہر سال تا محشر گرہ

ایضاً

صدقے اپنی سیر بختی کے کہ پہر آیا وہ سال / ہے بہ منتہی سے نخل آرزو سبکا نہال
فصل گل آئی کہلے غنچے چلی بلا دبار / باغبان کہنے لگا صحن چمن کی دیکہ بہال
واشن کا بل سحر کرتا ہے کہین کیاری درست / دیکہتا ہے چشم بینش سے کہین پانی کی ہال

اسکے عہد معدلت مین ہر سون آوارہ پھری
خلق سے ظلم ہمارے عدل مین شام و سحر
فتنے سے کہتا ہی گردون اب نہین جائے پناہ
دے سزا ور دہ جفا کو بھی شہ انصاف دوست
آفرین کہتا ہی سن سنکر خلائق پروری
جہین ہا کر وحشیان دشت بھی مانوس ہین
اسقدر خوف سیاست ہی مٹی رسم جفا
پھرتے ہین صحرا مین بے اندیشہ روباہ و شغاد
خلق ایسا جس سے کہین دو باتین لطف دہر کی
یہ فقط شیرین بیانی کا اثر ہے شاہ کی
جبین آتا ہی کہ مدح خسرو جم جاہ مین
گر عدو کہا کر شہ کی کبھی جھوٹی قسم
شل خم ہوئے اگر بد خواہ فرط عیش سے
عہد مین اپنے ترقی ایسی دی اسلام کو
آتی ہی بانگ اذان شام و سحر جب زور سی
راستی ہی بسکہ طبع شاہ والا کو پسند
گر ہی کمتر نوازی سے تعجب کیا اگر
پاک نیت پاک سیرت محرم اسرار قدس
قطرۂ آب وضو گر ڈال دین سینے سے لگے
سبکے اسرار نہفت کو مجسم عرش تک
تام نامی لکھکے بازو پہ اگر باندھے کوئی
ہیبت حق اوسکی پیشانی سے ایسی ہی عیان
کیا بیان ہو اوسکی بزم عیش کا سامان ساز
ہو دکھ اسکے سلیم کنگ و زبان تحریر سے
اقتضا ہے طول مطلب ہو تجھے چارہ سے کہا

سو رہی انجام کو بے اعتدالی کہا کے سم
جنکے عنقا اوڑ گیا آفاق مین نام ستم
آکے بہر تجھکو چھپا لون زیر دامان عدم
شمع مین اپنے نرسکے گر چھپا کر ہر ستم
گو زمین پھرتا ہے کسری معدلت کا اسکو دم
سر کو پائے شاہ پر رکھتی ہین آہو جائے رم
جانتا ہے گرگ فرض منصبی حفظ غنم
مطمئن زحمت سے ہین مانند آہوے حرم
ہوگئین وہ نقش دلبر صورت نقش درم
ایک عالم ہو رہا ہی بندہ بے دام و درم
اس ورق پر اور اک مطلع کرون زیب رقم

مطلع

آئے آئے تا زبان پیدا کرے تاثیر سم
قربھی مین آسمان دکھلائے نقصان ورم
دیر مین پڑ ہتا ہے ہر بت کلمۂ خیر الامم
کرتا ہی وقت پرستش برہمن ناقوس دم
کیا عجب جاتا ہی زلف بتان سے پیچ و خم
مور بھی بھرنے لگے جامہ سلیمانی کا دم
کم کرامت سے نہین پاتے کسی شیشہ کو ہم
بر شکست شیشۂ دل کی صدا گوش اصم
گر لگائے چشم اعمے سرمۂ خاک قدم
عمر بھر صدمہ نہو کوئی نہو رنج و الم
کانپ اوٹھتا ہے مقابل دیکھکر شیر اجم
ایک بوڑھے فرش پا انداز کا با غ ارم
تو کسے کا مدحت سلطان عالم کیا رقم
اب کہان وہ قوت فکر سخن وقت ہرم

ہاتھ اُٹھا ہر دعا سے شاہ گردون منزلت / بھر آمین منتظر روح الامین ہین دمبدم
گل کھلاتا رہے خدا جبتک گلستان مین بہار / عندلیبونکو کرے جبتک خزان پامال غم
گلشن اقبال شہ ہر دم پھلا پھولا رہے / دیدۂ بدخواہ مین کھٹکا کرے خار الم
فضل سے اپنے حیات خضر دے ایسے کر عطا / رکھ ہمیشہ دہر مین باشوکت و جاہ و حشم
ہفت کشور کا مرے آقا کو کر فرمانروا / اور کر مثل سلیمان و سکندر محترم

ایضاً

بہار آئی ہے گھر گھر گریبان آستین دامن / بترک بنگئے پھٹکر گریبان آستین دامن
مجھے دولھا بنایا ہے مری شوق شہادت نے / کہ ہین گلگون تہ خنجر گریبان آستین دامن
وہ دیوانہ تھا اب بھی ہین پرستگاہ مجنون ہون / چڑھا جاتا ہے تربت پر گریبان آستین دامن
نہایت تنگ ہون دست جنونکی تیزدستی سے / کہانتک مین سیون دن بھر گریبان آستین دامن
ہلال و کہکشان و آسمان کی سیر سے ہاتھون پر / تعجب ہے نہ ہو کیونکر گریبان آستین دامن
برا کہتا ہے رندونکو ہوا کیا ہے سبحے واعظ / یہ پھاڑینگے سر منبر گریبان آستین دامن
خوشی مین آج ساقی نے مگر شیشہ اچھالا ہے / کہ ہین ہر اک کے مے سے تر گریبان آستین دامن
نہین پھولا سماتا پیرہن مین کوئی عشرت سے / اُڑینگے آج سب بے شہپر گریبان آستین دامن
مری ہستی جہان مین نقش تصویر خیالی تھی / فلک دیتا مجھے کیونکر گریبان آستین دامن
برنگ شعلۂ عریان اضطراب سوز دل لایا / عدم سے رہ گھر پھٹ کر گریبان آستین دامن
برنگ بو کوئی مین ترک پیراہن نہین کرتا / اتر جاؤ ہین خود پھٹکر گریبان آستین دامن
یہ زور ناتوانی سے ہوے نکلے دست جنون میرے / کہ ہر دم ہین مجھے دو بھر گریبان آستین دامن
کمر مثل شرر جوہن دکھا مین بے ثباتی مین / کرین کیا لیکے ہم مضطر گریبان آستین دامن
عجب کیا سختی ایام کی نیرنگ سازی سے / نہین تن پر مرے پتھر گریبان آستین دامن
نہین ہین چاک پیرہن مین سیکڑون ہمدم / رولاتی ہین مجھے ہنس کر گریبان آستین دامن
ابھی کوچہ تمن نہ چھوڑ کر کیون دھجیان پھینکین / کہ اڑ کو نکو بنے رہبر گریبان آستین دامن
فلاکت کیا ہو گا میرا پردہ پوش عیب عریانی / کہ خود رکھتا نہین تن پر گریبان آستین دامن

چمن مین بھی پڑھا جاتا ہے خطبہ اسکی عظمت کا
خطیب خوش بیان بلبل ہے شاخ نخل گل ممبر

اگر مژدہ سنے شاہ جہان کی آمد آمد کی
قدم لینے کو دوڑے تختۂ گل شادمان ہو کر

خلاف اثر گر جائے عدو گلگشت گلشن کو
بنا دے بے محابا تیغ کو نسیم صبحدم خنجر

اگر چاہے وہ تبدیل مقام خلقت اشیاء
صدف مین لعل کان لعل مین آئے نظر گوہر

شرف افزا ہوا وہ مہر پیکر جب گلستان مین
نظر آئے زمین گردون خیابان چمن محور

لکھون گر کچھ سے کم اوصاف شاہ جم حشم پھر بھی
قصیدہ کا ورق ہو جائے بہتر دامن محشر

رہے محفوظ ہر آفت سے روز چرخ محشر تک
جو لکھکر نام نامی باندھ لے انسان اپنی بازو پر

رعایا پروری مد نظر ہے اسقدر شہ کو
کرے ہے خلقت کو دامان عطوفت مین بس مادر

نگاہ عدل سے دیکھے جو سوئے عالم بالا
کمی بیشی کرے پیدا نہ جرم ماہ گردون پر

دعائین دیتی ہے مخلوق ہر دم جا بسر دل سے
کہ اے پروردگار دو جہان اے خالق اکبر

خدائی تیری جبتک ذرہ ذرہ سے نمایان ہے
تری قدرت سے جبتک مہر و مہ تابان ہے گردون پر

رہین حامد علیخان شوکت و اقبال و دولت سے
تری ظل حمایت مین سلامت تا دم محشر

یونہین پڑھتا رہے دائم قصیدہ بزم عشرت مین
حضور عقل و معنی فہم تسلیم سخن گستر

قصیدہ در تہنیت سالگرہ مبارک اعلیحضرت حضور پرنور لفٹننٹ کرنل ہز ہائنس عالیجاہ فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ مخلص الدولہ ناصر الملک امیر الامرا نواب سر محمد حامد علیخان صاحب بہادر مستعد جنگ جی سی آئی ای فرمانروای رامپور خلد اللہ ملکہ

آرزو دین میری بسر کرتی ہین کہا کرتے ہم
اور رہین دو ایک دن دل مین تو مہمان ہم

پڑا شگافی رہنا ہے کچھ دن سعتدر مین لکھا
بیکسی بیمار کی غمخوار ہو گی دمبدم

یاد بھی کرتا نہ ہوگا بھول کر مانند خواب
ہم ترستے ہونگے پھر بھی دیکھو کہا کر رنج و غم

تو وہان ہوگا جہان ہونگے شرف بخش ظہور
دولت و اقبال و تخت شوکت و جاہ و حشم

سر جھکا کر دیکھتا ہوگا سعادت جلوس
آستان پر آسمان ہوگا پئے تسلیم خم

شان قدرت ہوگی ہر ساز طرب سے آشکار
دنگ ہونگے دیکھکر کروبی و قدسی بہم

کوئی کہتا ہوگا یہ دربار ہے جمشید کا
کوئی کہتا ہوگا وہ رکھتا تھا کب ایسا علم

دھوم ہوگی ہر طرف سازِ مبارکباد کی
کرتی ہوگی گھر دل و جان مین صدائے زیر و بم

جلوہ گر ہونگے حسینان پری پیکر تمام
ایک بھی ناز و ادا مین حور سے ہوگا نہ کم

رونق افزا ہوگا دربارِ خسروانی ہر جلوس
اپنی اپنی شان سے ہونگے کھڑے خیل و خدم

اور ہی عالم نظر آئیگا عالم مین سبھے
ہوش بھی اپنا نہوگا یاد کیا آئینگے ہم

سال آیا ہے مبارک دن مہینا ہے وہی
شادیانے بج رہے ہونگے خوشی کے دمبدم

نذرین لیتے ہونگے شان خسروی سے جشن کی
ہم حشم **حامد علیخان** صاحب طبل و علم

جسکی والا ہمتی کے سامنے وقتِ عطا
فلس ماہی سے زیادہ رتبۂ گوہر ہے کم

دیکھکر شاہ کرم گستر کی بیحد بخششین
کھل گیا حاتم کے احسان سخاوت کا بھرم

درفشانی دیکھلی ہے جب سے دست فیض کی
پانی پانی شرم سے ہے ابر نیسان دمبدم

شہرت جود و سخا ہے اونکی جہان مین دور دور
مرحبا کہتے عرب مین آفرین اہل عجم

کوئی دشواری نہین پیش آتی دانش کے سبب
سہل کر لیتی ہے تدبیر اوسکی ہر کار اہم

کیا حقیقت اوسکے احسان و کرم کے سامنے
یکدم ہی ہون نہ کافی گنج قارون کے درم

عرش پر لکھی خدا نے جب سے عالی ہمتی
دیکھتے رہتے ہین قدسی وجد مین لوح و قلم

ہوتے ہین روز ازل سے مہر و مہ لیکن کہین
آجتک دیکھا نہین ایسا کوئی عالی ہمم

کیا کہون دست سخا سے شاہ کو دریا مثال
دیکھتا ہون صاف اس تشبیہ مین پہلو سے کم

یہ گہرافشانی ہے وہ بہتا ہوا اک آب ہے
اوس سے کیا نسبت ہے اسکو وقت احسان و کرم

روز میدان دیکھکر تیور ہو ترک چرخ دنگ
رستم و سہراب کہان مین اوسکی جرات کی قسم

گر مخالف ہو مقابل اوسکی تیغ سرفشان
یکدم بھی لینے نہ دے پیش نظر لشکر کو دم

چشم جوہر کو عجب ہو دفعتہ یہ کیا ہوا
اتنے سر کیونکر ہوئے دم مین زمین بوس قدم

جوشنا در خون کے دریا مین ماہی کی طرح
جان دشمن کو عدم مین ڈھونڈھے شمشیر دو دم

فتح و نصرت چوم لین قبضے کو بڑھکر شاد شاد
آفرین و مرحبا نکلے زبان سے دمبدم

وہ صفت اللہ نے بخشی ہے اوسکی تیغ کو
رکھتی ہے قبضے مین اپنے جوہر ہست و عدم

دوستونکے واسطے ہے موجۂ آب حیات
برق خرمن سوز اعدا کیلئے بے کیف و کم

گر دم فکر سخن لکھون تہور شاہ کا
ہو نیستان ہر ورق شیر نیستان ہو قلم

ہون اگر اوسکے مقابل بہمن و اسفندیار
ایک دم مین بے خبر دونونکی شمشیر دو دم

تازگی تی چلتی ہے باد صبا شام و سحر
یہ زمین باغ سے باہر نکالے ہی زبان
برگ و بر سے آجکل کوئی شجر خالی نہین
نامیہ کی گرہین معجز نمائی ہے تو پھر
سبزہ نوخیز سے خالی نہین تل بھر زمین
پتا پتا سر ہلاتا ہے ہجوم وجد مین
ہر طرف ہے بسکہ عالمگیر فیض نوبہار
آجکل جوبن پر ابھر ہے یہہ اترائی ہوئی
کیا عجب نیرنگیٔ قدرت سے آب طوطی کیطرح
رنگ ہو جاتی ہے شیشے مین شراب لالہ فام
غنچون کے منہ مسکراتے ہین لب معشوق مین
ایسی ہر شے کو ترقی ہے کہ عادت کے خلاف
فیض تاثیر ہوا سے خار و خس ہین سبز و تر
ڈھونڈہتی پھرتی ہے ہر آشیان ملتا نہین
رہگیا ہے خشک پتا اتفاقی گر کہین
سبز رنگ ان کا جہان پھرتے ہین جوبن دیکھتے
دل مین بلبل کے بسی ہے وہ ادائے بوئے گل
دیکھتے ہین نوجوانان چمن اپنا نکھار
ہر طرف ہے ساز و سامان مسرت کا ہجوم
ہر گھڑی ہر دم ترقی ہے نشاط جشن کی
دیکھتا پھرتا تھا مین یہ ساز و سامان نشاط
اک حسین دلربا نے دیکھکر ششدر مجھے
آج یہ شاہ زمانہ کی گرہ کا سال ہے
جشن حامد علیخانصاحب تاج و سریر
اتنا کہکر وہ قتالہ آ کے کس چتون مین

بلبلون کو کرتی ہے بےچین اٹھکیلی کی چال
دیکھئے کہتا ہے کیا سبزہ گل و بلبل سے حال
کیا عجب گردشت مین ہوئی پہلے شاخ غزال
دانۂ زنجیر بھی پیدا کریگا سبز بال
اوڑھی ہے گویا عروس باغ سر سے سبز شال
جھومتی ہین ڈالیان مثل فقیر مست حال
ہو رہا ہے سبز کو سوق دامن دشت جبال
چلتی ہے اٹھکیلیان کرتی ہوئی باد شمال
زاغ کے بیضہ سے بھی پیدا ہو بچہ سبز بال
سبز ہو جاتا ہے مینا کی طرح جام سفال
ہنسنے مین کب دوری ہے گل کو ہے بڑہکر کمال
بدر بنجاتا ہے بڑہکر ایک ہفتے مین ہلال
باغ عالم مین گیاہ خشک کا ملنا محال
گل زمین باغ مین بلبل کو ہے تنکے کا کال
باغبان کہتا ہے گلچین سے اسے باہر نکال
کوئی شیدا ناز کا کوئی ادا کا پائمال
سانس چلتی ہے نسیم گلشن جنت کی چال
جوئبار باغ ہے آئینہ حسن و جمال
ہر مکان کی شان ہے باغ ارم پر صاف دال
چھپ رہا کتم عدم مین عیش و عشرت کا زوال
دنگ تھی ہوش و خرد حیران تھے وہم و خیال
اسطرح شوخی سے کی گویا زبان قیل و قال
اوج دکھلاتی ہے عمر با سعادت شہ کا کمال
معدن جود و سخا فیضان کرم دریا نوال
مختصر جیب تصور تنگ دامان خیال

بسکہ ہے گوہر فشان آب گہر سے کیا عجب
کشتیٔ درویش طوفانی ہو ہنگام سوال

زیر مدفن سنئے گر دست کرم کا ماجرا
منہ دکہانے دے نہ حاتم کو ابد تک انفعال

سیم و زر کی کچہ حقیقت اوسکی نظرون مین نہین
جانتا ہے مال کو اک مشت خاک پائمال

پہلے عرض مدعا سے اسقدر دیتا ہے زر
آتے آتے تا زبان رہجاتا ہے حرف سوال

دستگیر اہل شل گر ہو وہ موسی کی طرح
دم مین تن سے دور ہو مثل عصا سب اختلال

ذات اقدس تابع حکم خدائے لم یزل
اہل دین کو حکم کی اوسکی ہے واجب امتثال

لکہدیا فتوی یہ قاضی قضا نے روز کن
جسکے الفاظ و معانی کا یہہ ظاہر ہے مآل

ہر خاص و عام عالم اوسکی بدخواہی حرام
خون دشمن بہر تیغ سر فشان ہے حلال

گر صف اعدا مین کہینچے اپنی تیغ آبدار
خون کے سیلاب سے چہپ جائے میدان قتال

دیتی ہے لاکہون کو روز جنگ میدان مین جواب
گو ازل سے ہے زبان تیغ شہ کہنے کو لال

اوسکے آگے نام کے چین سب بہادر دہر مین
کب چلی ترک فلک کے ہاتہہ سے تیغ ہلال

اوسمین جرات کیا ہو جسنے تیغ چوبی بہی کبہی
آنکہہ سے دیکہی نہین مانند طفل خردسال

رعب سے اوسکے حواس خمسہ کہو بیٹہین تمام
رستم و اسفندیار و بہمن و سہراب و زال

پاؤن سر پر رکہکر بہاگین جنگ کے میدان مین
دیکہکر شیر ژیان کو جیسے روباہ و شغال

تیغ اوسکے تفرقہ ڈالے جو روز کارزار
روح و تن کو ہو نہ حشر تک میسر اتصال

وار اوسکی تیغ کا دشمن کو ہے پیغام مرگ
غیر ممکن مثل زخم گل ابد تک اندمال

اوسکے قصر آسمان رفعت کی شوکت کیا کہون
نارسا فکر رسا اپنی زبان نطق لال

آسمان پر غیب سے دو ہین مقرر پاسبان
دنکو خورشید درخشان شب کو ماہ باکمال

دہر کیا دونون جہان مین غیر ممکن ہے نظیر
دیکہہ آکر جا کے شرق و غرب تک وہم و خیال

ہے سبب پنہان نہین ہے قصر گلزار ارم
ڈالی ہے انصاف تو رخ پر نقاب انفعال

یہہ مکان یہہ ساز و سامان نمایش چارسو
طرہ اوسپہ باسلیقہ خادمونکی دیکہہ بہال

بے قرینے کوئی شئے آئے نظر دشوار ہے
پائی جائے بے محل کوئی سجاوٹ یہ محال

آستان بوسی کی حسرت مین جہکا ہے اسقدر
آسمان کی پشت مین پیدا ہے خم شکل ہلال

یہہ نتیجہ ہے فراست کا شہ جمجاہ کی
روز و شب دم بہرتی ہین جسکا جوان کہنہ سال

وہ صفائی ہے کہ ہر دیوار و در پیش نگاہ
کم نہین آئینہ جمشید سے بے قیل و قال

وقت نظارہ نظر آتے ہین سب بے کیف و کم
سرگذشت ماضی و نیرنگی اسرار حال

وہ عدالت ہے سیاست ہے کہ با نظم و نسق
فتنہ و شر کا کہین باقی نہین ہے احتمال

ملک ہے آباد آسودہ رعایا روز و شب
صدق سے دست دعا ہر دم ہے سوی ذو الجلال

وہ سیاست ہے کہ روز فاقہ بھی گر شیر نر
دشت مین دیکھے نگاہ ظلم سے سوی غزال

حکم شاہ دادگر سے نیچہ دست تمنا
بر تر و بے تامل دونون آنکھین لی نکال

عدل کسری بھی ہار سوا آفاق مین مشہور ہے
خلق کرتی ہے بیان کیا کیا خیالی احتمال

کہہ دو چھوڑین قصہ گویان جہان کا اعتبار
دیکھین آنکھون سے شہ جم رتبہ کی نصفت کا حال

خلق واقف بھی نہین کسکا دل آزاری ہے نام
ظلم سنتے ہین کہ قصہ ہے یا خواب و خیال

جی مین آتا ہے پڑہون اک اور مطلع جوشین
جسکو سنکر خوش ہون ارباب سخن اہل کمال

مطلع ثانی

عیش جشن سال نو دنیا مین ہے عید وصال
ہم بغل ہے شاہد امید سے سرسبزی اقبال

اک گرہ پڑنے سے دلکی کھل گئین گرہین تمام
یہہ گرہ عقدہ کشا ہے سال ہے فرخندہ فال

ہو مبارک میری شاہ جم حشم کو تا ابد
یہ خوشی یہہ کامرانی یہہ شکوہ یہہ جلال

وہ فصاحت کی ہے خلاق معانی نے عطا
سنکے جسکو دنگ ہین اہل سخن شیرین مقال

سکتے ہین انصاف سے یہہ طرز و انداز بیان
قدرتی ہے کسب سے ممکن نہین ایسا کمال

پیش پا آئین نظر اسرار چرخ ہفتمین
دل کو اوسکے دوربینی کا اگر آئے خیال

گلفشان ہو گر بیے وصف بہار بوستان
باتون باتون مین لگا دے باغ وہ رنگین مقال

گر کرے کوئی لطیفہ وہ بیان گلزار مین
کھل کھلا کر گل ہنسین غنچے شگفتہ ہون کمال

چوم لے اگر صبا جوش مسرت مین قدم
سر ہلائے وجد مین چارو طرف شاخ نہال

گر کوئی نکتہ بلاغت کا کرے زیب بیان
مدتون تک ہو سمجھنا فکر سحبان کو محال

کوئی مشکل بات ہو نیک و بد انجام کو
پہلے کہنے سے پہونچ جاتا ہے ذہنی انتقال

کوئی مفلس دہر مین اوسکی سخاوت سے نہین
اور اگر بالفرض ہے تو کالعدم ہے خال خال

سیم و زر سے اسقدر ہے ہر کس و ناکس غنی
بھول کر لب تک نہین آتا کبھی حرف سوال

اوسکے دست فیض نشان کی بارشین دیکھے اگر
پانی پانی شرم سے ہو جائے ابر برشکال

سیر گلشن کو کبھی جاتا ہے گر یہ سبز بخت
سر جھکا کر چوم لیتی ہے قدم شاخ نہال

بلبلیں نغمہ سرا ہوتی ہیں صحن باغ میں
قہقہہ کبک دری کا دیتا ہے خوش ہو کر نال

گر خلاف رای شہ دشمن کرے سیر چمن
باغ میں ہر موج بوے گل چلے خنجر کی چال

حسرت پابوس میں رہتی ہیں پاؤں پر پڑے
فتح و نصرت پھرتی ہیں دم شاہ کا وقت قتال

آتش یاقوت گر بھڑکے سوا شہ کی حضور
دیکھے چھینٹا آسمان کر دے اوسکی شکل زکال

قدرت حق کی نمونہ اوسکی ذات پاک ہے
نیک طینت نیک نیت نیک دل نیکو خصال

شوکت و جاہ و شکوہ و صولت و اقبال میں
کون ہے مد مقابل کون شاہان مثال

مختصر کرتا ہوں ای تسلیم اب طول بیان
تا نہ سمجھیں مجھکو ارباب سخن ہرزہ خیال

اس ضعیفی میں سر کرا ہیں میرے دستگیر
لطف و احسان کا ستایش گر ہے میرا بال بال

اب دعا کرتا ہوں بہر دولت شاہ جہان
منتظر ہیں پھر آمین جبرئیل نیک فال

دونوں عالم سے اٹھا کر ہاتھ صدق دل سے اب
عرض ہے میری یہی پیش خداے ذو الجلال

ای خدا جب تک گلستان میں بہار آتی رہی
ای خدا جب تک برومندی پہ ہوں شاخیں نہال

خاک وڑاتی ایخدا جبتک پھری باد خزان
چشم نرگس جب تک رہی صحن چمن میں آبسال

پھر دعا گو شاہ کا خندان برنگ گل رہے
ہو عدو دن رات مثل سبزہ رہ پائمال

دشت میں مارا پھرے حاسد برنگ گرد باد
سیر و پا خاک بر سر خستہ و آشفتہ حال

تمت